"تو آسماں میں آ مل"

از

حوریہ ملک

نیند میں کروٹ بدلتے ہوئے اس نے اس ملائم سے وجود کو اپنے سینے میں سمیٹنا چاہا جو گزشتہ رات اس کی بانہوں میں اس کی شدتوں سے نڈھال ہوا پڑا تھا۔

لیکن نیند میں ہی جب ہاتھ اس وجود تک رسائی نہ حاصل کر سکا تو اس نے اپنی گھنی مڑی ہوئی پلکوں کو حرکت دیتے ہوئے اپنی گزری رات کے خمار سے سرخ ہوتی سیاہ گہری

Huria Malik Official

آنکھیں وا کیں تو نظر سرخ ویلوٹ کی سلوٹ زدہ بیڈ شیٹ سے ٹکرائی۔

تو دل میں منہ زور جذبات کی ایک شدید لہر دوڑ اٹھی۔

تبھی اس نے کروٹ بدلتے ہوئے کمرے میں طائرانہ نگاہ ڈالی لیکن خالی سوئیٹ روم اس کا منہ چڑا رہا تھا۔

خالی روم کو دیکھتے ہوئے وہ ایک بھرپور انگڑائی لیتا ہوا سیدھا ہوا تو نظر وال کلاک سے ٹکڑائی جس پہ بجتے اڑھائی اس کے وجود سے نیند اور سرمستی کو لحظہ بھر کے لیے بھگا گئے۔

Huria Malik Official

"میں اتنی دیر کیسے سوتا رہ گیا؟ "بڑبڑانے کے سے انداز میں کہتے ہوئے وہ بستر سے اٹھا اور اُس کی ایک نظر دیکھنے کے لیے پہلے واشروم کی طرف بڑھا۔

وہ اس مہکتی ہوئی رات کی اس انمول صبح اس کے چہرے، اس کی آنکھوں، اس کے وجود، اس کی مسکان اور اس کی ہر ادا سے اس کی سرمستی محسوس کرنا چاہتا تھا۔

لیکن خالی واشروم اور خالی ٹیرس دیکھ کر اس کا دل جیسے بھینچنے لگا تھا۔

Huria Malik Official

وہ جلدی سے سینٹرل ٹیبل پہ رات کو اپنا رکھا گیا موبائل اٹھانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ پورا وجود جیسے ٹھٹھک کے رہ گیا۔

سفید لفافہ، سرخ قدرے مرجھائے ہوئے گجرے، سلور گھڑی، گولڈن پائل، بریسلٹ، ڈائمنڈ نیکلس اور ویسٹ چین میز پہ بے دردی سے پڑی اس کی نگاہ کو جھکڑ کے رہ گئیں۔

اس نے کسی انہونی کے تحت اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس لفافے کو اٹھانا چاہا جب صوفے پہ پڑی اس سیاہ سلک کی

Huria Malik Official

شرٹ پہ نظر پڑی جو اس نے رات کو اسے خود اپنے ہاتھوں سے پہنائی تھی۔

کمرے کی حالت اور اس کی غیر موجودگی اسے جو اشارہ دے رہی تھی۔اس کا دل وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اس لفافے کو کھولنا شروع کیا تو کانوں میں اس کی مدہم سی آواز نے سرگوشی کی۔

"میں آپ سے اس سفر کے شروع ہونے کا تحفہ صبح مانگوں گی اور مجھے پتہ ہے کہ آپ انکار نہیں کریں گے۔"

Huria Malik Official

سماعتوں سے ٹکراتی اس کی آواز کو جھٹکنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے اس لفافے کو کھولا۔

"میں جانتی ہوں کہ جب آپ اس پیغام کو دیکھیں گے تو میں یہاں سے دور جا چکی ہوں لیکن آپ کی پہنچ سے دور نہیں۔ مگر آپ سے کہا تھا کہ آپ سے اپنا تحفہ صبح کے اجالے میں مانگوں گی تو مجھے تحفے میں آپ کی پہنچ سے دوری چاہیے۔ایسی دوری کہ اگر کبھی مجھے لگا کہ آپ نے مجھے ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے یا مجھ تک آنے کی کوشش

Huria Malik Official

کی ہے تو آپ کی قسم اسی دن جان دے دوں گی۔ "سیاہ روشنائی سے لکھے یہ چند الفاظ اس چھتیس سالہ مرد کی پوری ہستی کو ہلا کے رکھ گئے تھے۔

آخری چند الفاظ پڑھتے ہوئے وہ صفحہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا اور اگلے ہی لمحے وہ بھی گھٹنوں کے بل نیچے گرتا ایک نظر اس سجے سنوری کمرے کو دیکھتا اگلے ہی پل چیخ اٹھا۔

Huria Malik Official

صبح کے نو بجے ہی سورج کی پر تپش شعاعوں کے باعث جبس نے اس کے وجود پہ چھائی بیزاری و تلخی کو دوبالا کر دیا۔

تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے اس نے آئرہ کے ساتھ مل کے گھر کے کام نپٹانے چاہے۔

"زری! کیا بات ہے آج اتنی ہڑبونگ میں کیوں ہاتھ چلا رہی ہو؟ "برتن دھوتے ہوئے جب اس کے ہاتھ سے تیسرا مگ بھی تیزی کے باعث سنک میں چھوٹ کے جا گرا تو کچن میں صفائی کرتی آئرہ نے اس کی طرف دیکھا۔

Huria Malik Official

جو بھنچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ سپاٹ چہرہ لیے برتن دھو رہی تھی۔

"تائی اماں نے بلایا ہے۔اُن کی طرف جانا ہے۔ "سرد لہجے میں جواب دیتی وہ اپنا کام ختم کرنے لگی۔

"خیریت؟ "اس کے لہجے اور انداز کی سردمہری کی وجہ جاننے کے بعد آئرہ کا لہجہ بھی مدہم ہوا۔

Huria Malik Official

"پتہ نہیں۔ "بیزاری سے جواب دینے کے بعد وہ نل بند کر رہی تھی جب نثار صاحب کی بلند آواز پہ دونوں بہنیں چونکیں۔

"زری گئی نہیں ابھی بھائی صاحب کی طرف؟ "انہوں نے یقیناً ہال میں سر درد کے باعث خاموش بیٹھی ساجدہ بیگم سے استفسار کیا تھا۔

Huria Malik Official

"جانے لگی ہے بس تھوڑا سا کام رہتا تھا تو اس لیے دیر ہو گئی۔ "انھوں نے رسانیت سے جواب دیتے ہوئے بیٹی کو آواز لگائی۔

"کام رہتا تھا تو وہ کام تم کر دیتی اس کی جگہ۔ صبح سے کال کی ہوئی ہے بھابھی نے۔ "انھوں نے سخت لہجے میں بیوی کے چہرے سے چھلکتی تکلیف کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا تو کچن میں کھڑی دونوں بہنوں کے چہروں پہ عجیب سی سرد مہری چھا گئی۔

Huria Malik Official

"ہو گیا ہے کام ختم۔جانے لگی ہوں میں ابا۔ "کچن سے نکل کے اس نے بنا باپ پہ نگاہِ غلط ڈالے کندھوں پہ پڑا بلیو کلر کا دوپٹہ سلیقے سے اپنے سر پہ لیا اور ہال سے ہوتی باہر چھوٹے سے لان کی صورت تیار کیے احاطے میں آ گئی۔

جہاں ایک طرف خوبصورت پھول اور پودے تھوڑے سے حصے میں لگا رکھے تھے تو دوسری طرف نثار صاحب کی بائیک کھڑی کرنے کے لیے ایک احاطہ کور کیا ہوا تھا۔

نیلے رنگ کے ٹراوزر کے ساتھ ہلکے سرمئی اور نیلے رنگ کے امتزاج کی شرٹ پہنے وہ دوپٹے سلیقے سے اوڑھے اس

Huria Malik Official

لان کو عبور کرتی مین گیٹ پہ پہنچی اور پھر ایک گہری سانس اندر کو کھینچتی اور دروازہ کھول کے باہر نکلی اور چند قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک سیاہ رنگ کے خوبصورت سے گیٹ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

ایک اچٹتی نگاہ اس نے نیم پہ ڈالی جو "وجدان ہاوس "کے حروف سے جگمگا رہی تھی۔

اسے دیکھتے ہی چوکیدار نے جلدی سے گیٹ کھولا تو وہ اندر کی طرف بڑھی۔

Huria Malik Official

پہلی ہی نظر اس کی داہنی طرف چھوٹے سے پورٹیکو پہ پڑی جہاں صرف وجدان صاحب کی گاڑی کھڑی تھی۔

اس نے جیسے بے ساختہ تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا۔

خوبصورتی سے سجے اس چھوٹے مگر اس کے پسندیدہ لان کو عبور کرنے کے بعد وہ تین سیڑھیاں چھڑھتی اندرونی حصے میں داخل ہوئی تو نگاہ و قدم ٹھٹھک گئے۔

کیونکہ بالکل اس کے سامنے 'عمر وجدان 'ثمینہ بیگم کی گود میں سر رکھے پلکیں موندھے ہوئے تھا۔

Huria Malik Official

ایک دم سے اس کا دل چاہا کہ وہ وہیں سے واپس پلٹ جائے لیکن اس کے ارادے پہ عمل پیرا ہونے سے قبل ثمینہ بیگم کی نظر اس پہ پڑی۔

"ارے زری!ادھر کیوں کھڑی ہو؟اندر آ جاو۔ "اسے ہنوز لاونج کے داخلی دروازے کے پاس شش و پنج کا شکار پا کے وہ خوشدلی سے بولیں۔

تو ان کی گود میں سر رکھے عمر نے ہولے سے پلکیں وا کرتے ہوئے ہلکی سی گردن گھما کے ایک نظر اسے دیکھا اور واپس سے پلکیں موند گیا۔

Huria Malik Official

"السلام علیکم تائی امی "!قدم آگے کو اٹھاتی زُہرہ نے نا تو عمر کی وا ہوتی پلکوں کو دیکھا اور نہ خود پہ پڑتی اس کی نظر محسوس کر پائی تھی۔

"وعلیکم السلام!کیسی ہو؟باقی سب کیسے ہیں؟ "نرمی سے جواب دیتے ہوئے انہوں نے معمول کی طرح اس کی طرف بازو پھیلایا تو اس کے قدم سست پڑے۔

اس نے کن اکھیوں سے ان کی گود میں سر رکھ کے لیٹے ان کے لاڈلے کو دیکھا اور پھر لب بھینچتی آگے بڑھی اور

Huria Malik Official

حتی المقدور فاصلہ قائم رکھتی وہ ہولے سے جھکتی ان کے کندھے سے لگی تھی۔

مانوس سی خوشبو کے احساس اور چہرے پہ نرم آنچل کے لمس کو محسوس کرتے عمر نے فوراً اپنی پلکیں کھولیں تو چہرے پہ نیلے آنچل کے پردے نے سینے کے بائیں جانب موجود خون کے سرخ لوتھڑے میں عجیب سا احساس پیدا کیا۔

اس نے بے ساختہ ایک گہری سانس اندر کو کھینچتے ہوئے اس آنچل سے اٹھتی مانوس سی مہک اپنی سانسوں میں انڈیلنے کی کوشش کی تھی۔

Huria Malik Official

جبکہ ثمینہ بیگم کے کندھے سے لگی زری جلدی سے پیچھے ہٹی اپنی سست پڑتی دھڑکنوں کو نارمل کرنے کی کوشش کرتی دوسرے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

اس نے ایک بھی دفعہ عمر کو آنکھیں کھولتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس لیے وہ یہی اندازہ لگا سکی کہ وہ یقیناً سو رہا ہو گا۔

اور وہ اپنے اس اندازے پہ مطمئن بھی تھی وگرنہ کچھ لمحے قبل وہ اس کے جس قدر نزدیک تھی وہ اس کے ہوش میں ہونے کا سوچ کے جیسے شرمندگی سے ڈوب مر جانے کو تھی۔

Huria Malik Official

اور عمر کے کسی بھی قسم کا ردِ عمل نہ دینے پہ ثمینہ بیگم بھی یہی سمجھیں کہ وہ سو گیا ہے۔

"آپ نے بلایا تھا تائی امی؟ "حال احوال کے بعد اس نے فوراً کام کی بات پوچھی کیونکہ وہ کم از کم عمر وجدان کی موجودگی میں یہاں سکون سے بیٹھ کے باتیں نہیں کر سکتی تھی۔

"ہاں۔عمر کے کپڑے استری کرنے والے ہیں اور اسے آفس کے کام سے کہیں جانا ہے۔تمہیں تو پتہ ہے نا کہ

اسے ملازمہ کے ہاتھ کے کام پسند نہیں ہیں اور مجھ سے کپڑے استری نہیں کیے جاتے۔" انہوں نے تفصیلاً اسے جواب دیا تو وہ بنا کوئی جواب دیے ہولے سے سر ہلا کے رہ گئی۔

کیونکہ یہ بات تو وہ شروع سے جانتی تھی کہ اُسے ملازمہ کے ہاتھ سے ہوا کوئی کام پسند نہ تھا۔

کچن کا کام موسٹلی تائی امی ہی کرتی تھیں اور زیادہ کام کی صورت میں اُن میں سے کوئی بہن آ جاتی تھی۔

صفائی وغیرہ کپڑے دھونے اور اوپر کے کاموں کے لیے تائی امی نے ملازمہ رکھی تھی لیکن عمر کے کمرے کی صفائی

Huria Malik Official

تائی امی ہی زیادہ تر کرتی تھیں جبکہ اس کے کپڑے ہمیشہ سے ہی ان بہنوں میں سے کوئی استری کر دیتی تھیں۔

"جی تائی امی !میں کر دیتی ہوں۔ "تایا ابا کے گھر میں کہے کاموں سے انکار تو ابا نے کبھی کرنے دیا ہی نہیں تھا اور اب تو ایسا سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

اس لیے ہمیشہ کی طرح آہستگی سے کہا اور اٹھ کے ایک طرف بنے چھوٹے سے کمرے کی جانب بڑھ گئی جہاں استری سٹینڈ پڑا تھا۔

Huria Malik Official

استری سٹینڈ کے پاس پڑا ڈھیر دیکھ کے وہ ایک دم سے چکرا سی گئی۔

ایک تو اتنی شدید گرمی اوپر سے استری کرنے والے کپڑوں کا ایسا ڈھیر دیکھ کے اسے جیسے اپنی بے بسی پہ رونا آیا تھا۔

"لارڈ صاحب نے تو جیسے مہینے بھر کے کپڑے جمع کر کے رکھے ہیں۔ "شاکی انداز میں بڑبڑاتے ہوئے وہ کپڑے الگ الگ کر کے رکھنے لگی۔

--------------///////////////////----

Huria Malik Official

ڈارک گرے اور لائٹ گرے کلر کے کمبینیشن سے سجے
اس خوبصورت سے ماسٹر بیڈ روم میں چمکتی دودھیا روشنیوں
کے بیچ ٹیرس کی جانب کھلتی گلاس ونڈو کے سامنے کھڑا وہ
اپنے کان کے ساتھ موبائل لگائے کسی کے ساتھ محوِ گفتگو
تھا۔

سیاہ شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کیے، گریبان کے دو
بٹن کھولے اسے سیاہ لیدر بیلٹ میں اڑسائے وہ اس وقت
کشادہ پیشانی پہ بل ڈالے وہ کال پہ بات کر رہا تھا۔
گلاس ونڈو پہ پڑتی روشنی کے باعث اس کا عکس نمایاں ہو رہا
تھا۔

Huria Malik Official

سیاہ گھنیرے بال جو اس وقت کشادہ پیشانی پہ بکھرے پڑے تھے، اٹل ارادوں کا پتہ دیتی کھڑی سیدھی ناک، گہری سیاہ آنکھیں جو گھنی مڑی ہوئی پلکوں سے سجی ہوئی تھیں، شارپ جاء لائن پر سجی تراشیدہ بیئرڈ اور مونچھوں کے ساتھ وہ اٹھی ہوئی گردن کے ساتھ کھڑا یونانی دیوتاوں سا حسن لیے ہوئے تھا۔

وہ 'بیرسٹر زرداد ملک 'تھا۔

ملکوں کے خاندان کا خوبصورت، خوبرو اور وجیہہ سراپے کا سب سے معزز اور بے نیاز مرد۔۔۔

Huria Malik Official

وہ جس کی سیاہ آنکھوں میں چھپے راز، جس کا اونچا لمبا سراپا، جس کے چہرے کی بے نیازی، جس کی آنکھوں کی خاموش زبان، جس کے لفظوں کا چناو، جس کی شخصیت کا سحر سامنے والے کو گڑبڑا دیتا تھا۔

وہ اپنے نام کا منہ بولتا ثبوت پیش کرتا جس چیز کو چھوتا سونے بنا دینے کے مترادف تھا۔

پچھلے کچھ منٹوں سے وہ کال پہ ہی محوِ گفتگو تھا جب غیر متوقع طور پر اس کے کمرے کا دروازہ قدرے بلند آواز میں ناک ہوا تو کشادہ پیشانی پہ شکنوں کا جال سا بچھ گیا۔

Huria Malik Official

لیکن پر شکن پیشانی کے برعکس جب وہ بولا تو لہجہ بے حد نارمل تھا۔

"کم ان "!اس نے اپنے مخصوص لب و لہجے میں کہا تو اگلے ہی لمحے ارسل کا چہرہ ادھ کھلے دروازے سے نمودار ہوا۔

"لالہ "!اس کی سانس قدرے پھولی ہوئی تھی جس کو محسوس کرتے ہوئے اس نے کال بند کر کے رخ مکمل اس کی طرف موڑ کر استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

Huria Malik Official

"آویز بھابھی پاکستان آ رہی ہیں۔ "اس کے پرجوش انداز میں دی گئی اس اطلاع پہ اس کے چہرے کا رنگ فوراً متغیر ہوا لیکن اگلے ہی پل بڑی سرعت سے اپنے تاثرات پہ قابو پاتے ہوئے اس نے اپنے گھنیرے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔

"وہ آدھا گھنٹہ پہلے اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پہ لینڈ کر چکی ہیں۔میں یہ بات جانتا ہوں ارسل۔ "بہت پرسکون اور متوزان لب و لہجے میں کہتے ہوئے اس نے گریبان کا ایک اور بٹن کھولا اور سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھا۔

Huria Malik Official

جبکہ ارسل جو بڑا پرجوش سا اسے اطلاع دینے آیا تھا۔ہمیشہ کی طرح اس کے باخبر ہونے کا سن کر منہ بنا کے رہ گیا۔

"آپ یہ تو جانتے ہوں گے کہ وہ پاکستان آ چکی ہیں لیکن شاید یہ نہیں جانتے ہوں گے کہ وہ پاکستان آپ سے ڈائیورس لینے آئی ہیں۔ "اچانک یاد آنے پہ منہ بنا کے واپس پلٹتے ارسل نے قدرے بلند لہجے میں کہتے ہوئے اس کے پرسکون وجود میں جیسے دہکتے انگارے انڈیل ڈالے تھے۔

Huria Malik Official

اس نے پلٹ کے سرد نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ ارسل۔اب تم جا سکتے ہو۔" سرد لہجہ، تنبیہی نگاہیں اور سپاٹ الفاظ۔۔۔۔ارسل پل میں وہاں سے غائب ہوا تھا۔

جبکہ سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کے پیکٹ سے سگریٹ نکال کے سلگاتے زرداد کی آنکھوں میں جیسے آگ دہک رہی تھی۔

Huria Malik Official

"جانان "!اس نے ہولے سے سرگوشی کی اور آنکھوں میں بُننے والی تصویر کو محسوس کرنے کے لیے یونہی پلکیں موندتا بیڈ پہ ڈھے سا گیا۔

جبکہ دوسری جانب انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے باہر نکلتی "دل آویز ملک "کے ہاتھوں میں اس وقت مہکتے سرخ گلابوں کا نفیس سا بوکے تھا جو اسے یہاں لینڈ کرتے ہی موصول ہوا تھا۔

اور سرخ گلابوں کو دیکھ کر اسے صرف ایک شخص ہی یاد آتا تھا۔

Huria Malik Official

تبھی بنا کسی سوال جواب یا تصدیق کے اس نے وہ بکے تھام کے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا تھا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگا کر جب وہ اس کی ساری پینٹ شرٹس اور تین شلوار سوٹ پریس کرنے کے بعد فارغ ہوئی تو کمر اور ٹانگوں میں ہوتے درد کے باعث کراہ سی اٹھی۔

"اس سے تو بہت بہتر ہے کہ تائی امی روز کے روز بلوا کے ایک ایک سوٹ پریس کروا لیا کریں۔" صبح ناشتہ نہ کرنے

Huria Malik Official

کی وجہ سے اب گرمی میں اتنی دیر کھڑے رہنے کے باعث اب اسے چکر آ رہے تھے۔

اگرچہ زینت)ملازمہ (ایک دفعہ فالسے کا شربت اور ایک دفعہ مینگو جوس پلوا چکی تھی لیکن اس کے باوجود اس گرمی نے اس کی مت مار دی تھی۔

ایک نظر ہینگ کیے ہوئے کپڑوں پہ ڈالتے اس نے اللہ کا نام لے کر کچھ ہینگرز اپنے بائیں بازو پہ رکھے اور بقیہ ہینگرز اپنے دائیں ہاتھ میں لیے وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھی کہ اسے عمر کے اٹھنے سے پہلے اس کے کپڑے اس کی الماری میں رکھنے تھے۔

Huria Malik Official

بمشکل کپڑوں کو سنبھالے وہ تیزی سے اس کے کمرے کا دروازہ پیر سے دھکیلتی اندر داخل ہوئی اور بنا ادھر اُدھر دیکھے ہینگرز کا ڈھیر بیڈ پہ گرا دیا۔

"یااللہ! یہ سب میرے کن گناہوں کی سزا ہے۔ "پہلے کمر، پیر، ٹانگیں اور اب بازووں میں ہوتے درد کے باعث وہ جیسے رو پڑی تھی۔

"سارے کپڑے آج ہی پریس کرنا ضروری نہیں تھا۔ تم صرف دو ڈریسز کر دیتی ابھی۔ "سرد و سپاٹ لہجے میں ملے

Huria Malik Official

اس غیر متوقع جواب پہ وہ کرنٹ کھاتی پلٹی تو اپنے سے چند قدم کے فاصلے پہ کھڑے عمر وجدان سے نگاہ ٹکرائی۔

جو کریم کلر کے ٹراوزر کے ساتھ اولیو گرین کلر کی ٹی شرٹ پہنے ننگے پیروں کھڑا تھا۔

اسے کوئی جواب دیے بغیر اس نے جلدی سے نگاہ اس کے وجود سے چراتے بیڈ پہ پڑے ہینگرز اٹھائے اور بنا اس کی طرف دیکھے اس کے کپڑے الماری میں سیٹ کرنے لگی۔

Huria Malik Official

یونہی کپڑے سیٹ کرتے ہوئے جیسے ہی وہ پلٹی تو ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے عمر کے عکس پہ بے ساختہ نگاہ ٹھہر گئی۔

اس کی اپنے عکس پہ ٹھہرتی نظر محسوس کرتے ہوئے وہ مڑا تو زُہرہ کی نظر اس کی ٹی شرٹ سے جھانکتی اس کی گردن پہ پڑی تو دل جیسے سکڑ کے پھیلا تھا۔

اس کی گردن کے بالکل وسط میں دائیں سے بائیں جانب ایک گہرے زخم کا نشان پوری آب و تاب سے چمکتا زُہرہ نثار کا چہرہ ایک انجانے احساس کے تحت سرخ کر گیا۔

Huria Malik Official

جبکہ اس کی نگاہوں کے ارتکاز کو محسوس کرتے عمر نے جیسے ہی نظر ہلکی سی جھکائی تو نجانے کیا کچھ یاد آنے پر اس کی ہیزل براون آنکھیں جیسے دہکنے لگیں۔

اس نے فوراً نظر اٹھائی تو اسی لمحے زہرہ کی اٹھتی پلکوں سے جا ٹکرائی۔

نگاہوں کے اس قدر جاندار تصادم اور اس پہ مستزاد چند لمحے قبل دونوں پر گزرنے والی کیفیات نے دونوں کی رنگت متغیر کر دی۔

Huria Malik Official

"کپڑے رکھ دیے ہیں۔میں چلتی ہوں۔ "وہ اس سے کافی عرصے سے ہمکلام نہ ہوئی تھا لیکن اس لمحے وہ اِس پل کی ذومعنویت کو ختم کرنے کے لیے جلدی سے بولتی اپنا دوپٹہ سنبھالتی کمرے کی دہلیز پار کر گئی۔

جبکہ وہ وہیں کھڑا چند لمحے اس کی موجودگی کو محسوس کرنے کے بعد مڑا اور ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا ہوتا اپنی گردن کو گھورنے لگا۔

'ملک ہاوس' کے مکین اس وقت کھانے کی میز پہ اکٹھے
براجمان زرداد کا انتظار کر رہے تھے جو بہت عرصے کے بعد
ان کے ساتھ کھانا کھانے والا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس، سفید
پیروں میں سیاہ ہی پشاوری چپل پہنے، بائیں کلائی پہ سلور
ڈائل والی بیش قیمت گھڑی پہنے اور اسی ہاتھ میں موبائل
تھامے وہ دائیں ہاتھ سے آستینیں فولڈ کرتا ہوا جب
سیڑھیوں سے اترتا ہوا دکھائی دیا تو سب کی نظریں اس پہ
گویا ٹھہر سی گئیں۔

اور اس کے اٹھتے قدموں، خوبرو سراپے اور اونچے لمبے وجود کو دیکھتے جیسے اس پل دیواریں بھی دم سادھ گئی تھیں۔

سیاہ چمکتے بال ہلکے سے کشادہ پیشانی پہ آتے اس کی وجاہت میں اضافہ کر رہے تھے تو گھنی مونچھیں بالائی لب پہ تراشی ہوئیں اس کے مردانہ حُسن کو مزید نکھار بخش رہی تھیں۔

"السلام علیکم "!ڈائیننگ ہال میں داخل ہوتا وہ باآواز بلند سب کو سلام کرتا سربراہی کرسی پہ بیٹھے دادا جان)وقار ملک صاحب (کے مخالف سمت بڑھ گیا اور کرسی کھینچتا موبائل میز پہ رکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

Huria Malik Official

"کیسے ہو برخوردار؟ "وقار صاحب نے لمبی میز کے دوسری جانب بالکل اپنے سامنے بیٹھے بڑے پوتے کو مخاطب کیا تھا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ "گھمبیر آواز میں جواب دینے کے بعد اس نے پانی کا گلاس منہ سے لگایا ہی تھا کہ اس کا رائٹ ہینڈ بہرام قدرے حواس باختہ سے انداز میں چلتا ہوا ہال میں داخل ہوا۔

لیکن سب کو کھانے کی میز پہ براجمان دیکھ کر کچھ ہچکچاتے ہوئے ٹھہر سا گیا۔

اور کے آتے اور یوں ٹھہر جانے قدموں کو کسی کی بھوری آنکھوں نے بہت چاہ سے دیکھا۔

اور اپنی چاہ میں ڈوبی بھوری آنکھیں زرداد ملک کی سیاہ آنکھوں کا اپنی طرف اٹھنا محسوس ہی نہ کر سکیں۔

لیکن دور کھڑے بہرام نے بھوری آنکھوں کا ارتکاز اور زرداد کی اُس کی طرف اٹھتی آنکھوں کا رقص بخوبی دیکھا تھا تبھی وہ چہرے پہ سرد تاثرات سجائے چہرہ جھکاتا وہیں ٹھہر گیا۔

"آو بہرام "!اسے ٹھہرتے دیکھ کے زرداد نے فوراً اسے بلایا جو ہاتھ میں ایک انویلپ تھامے سب کو سلام کرتا زرداد کی جانب بڑھا۔

"سر!یہ کورٹ کی جانب سے آپ کے لیے لیٹر آیا ہے۔ "

اسے انویلپ تھماتے بہرام نے بڑے نپے تلے انداز میں تمہید باندھی تھی۔

Huria Malik Official

"بیٹھ کے کھانا کھاو بہرام۔ "انویلپ تھامنے کی بجائے زرداد نے اسے اپنی بائیں طرف کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ تذبذب کی حالت کا شکار ہوتا ایک نظر سب پہ ڈالنے لگا۔

"بیٹھ جائیں بیٹا۔ "شائنہ ملک)زرداد ملک کی سوتیلی ماں (نے نرمی سے بہرام کو مخاطب کیا تو وہ گہری سانس بھرتا کرسی گھسیٹ کے اس پہ بیٹھ گیا۔

Huria Malik Official

"کورٹ سے زرداد کے لیے کیسا لیٹر آ سکتا ہے؟کوئی کیس

لڑ رہے ہو؟ "صفدر ملک)زرداد کے والد (نے بہرام اور

زرداد دونوں کو ایک ساتھ مخاطب کیا۔

تو بہرام جانے کیوں کچھ بول نہ سکا جبکہ

اس کے بیٹھنے پہ زرداد نے مگن سے انداز میں اس کے ہاتھ

سے انویلپ تھاما اور بائیں ہاتھ سے لیٹر نکالنے لگا۔

دائیں ہاتھ میں چمچ پکڑے وہ بریانی سے لطف اندوز ہو رہا

تھا جب انویلپ سے نکلنے والے پیپر کو دیکھ کے اس کے

چہرے کی چمکتی رنگت پل میں متغیر ہوئی تھی۔

Huria Malik Official

وہ بالکل ساکت، آنکھوں میں عجیب سی کیفیات لیے ہاتھ میں پکڑے 'خلع نامے 'کو دیکھ رہا تھا۔

دل میں ایک دم سے ایسی اذیت ناک لہر اٹھی جو پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے گئی تھی۔

"سب خیریت ہے زرداد؟ "شائنہ بیگم نے اس کے چہرے کے جامد تاثرات دیکھتے اسے مخاطب کیا جبکہ باقی سب بھی تفکر سے اسے دیکھ رہے تھے۔

لیکن اس سے قبل کہ وہ کوئی ری ایکشن دیتا اس کے موبائل پہ آنے والی کال نے سب کی توجہ منتشر کر دی۔

Huria Malik Official

سکرین پہ بلنک کرتے نمبر کو دیکھ کر اس کی سیاہ آنکھیں جیسے مزید گہری ہوتی دہکنے لگیں۔

اس نے فوراً کال ریسیو کی اور عادتاً موبائل سپیکر پہ ڈال دیا کیونکہ اس وقت اس کے پاس بلیو ٹوتھ نہیں تھے۔

"کیسے ہو ڈیئرسٹ بھانجے؟" اس کے مخاطب ہونے سے قبل ہی سپیکر سے گونجنے والی آواز نے 'ملک مینشن' کے تمام مکینوں پہ جیسے دھماکہ ہی کیا تھا۔

Huria Malik Official

"کام کی بات پہ آئیں۔ "بنا کوئی شدید رد عمل دیے وہ سرد مہری سے لفظوں پہ زور دیتا ٹھنڈے انداز میں بولا تو دادا جان نے پوتے کی طرف دیکھا۔

جس کا انداز اور لب و لہجہ نارمل نہیں تھا۔

"کام کی بات کا نوٹس تو تمہیں مل چکا ہو گا۔ہمیشہ دوسروں کے کیس لڑتے آئے ہو لیکن میں نے تمہارے لیے چیلنج لانے کا فیصلہ کیا ہے۔کل سے تم اپنا کیس لڑنا کہ تمہاری ہار مجھے ابھی سے نظر آ رہی ہے۔ "کمینگی سے بھرپور لب و

Huria Malik Official

لہجے میں بولتے جبار ہمدانی نے بات مکمل کی تو اس نے زور سے دائیں ہاتھ کی مٹھی بھینچی۔

"میرے ساتھ یہ گیمز مت کھیلیں۔مجھے اپنے بَل بوتے پہ ختم کریں۔یہ بزدلوں والے اوچھے ہتھکنڈے مت اپنائیں۔ "مشتعل ہونے کے باوجود لہجے پہ قابو رکھتے ہوئے وہ چبھتے ہوئے لہجے میں سرد مہری سے بولا تھا۔

تو دوسری جانب جبار ہمدانی کا قہقہہ گونج اٹھا۔۔

Huria Malik Official

"اپنے بل بوتے پہ بھی ختم کر لیں گے لیکن کیا ہے نا
کہ تمہاری جان جس انسان کی مٹھی میں قید ہے اسی کے
ہاتھ دبوچ کے تمہاری جان لینے کا لطف ہی کچھ اور ہے۔ "
مکروہ انداز میں کہتا وہ شخص وہاں موجود سبھی مکینوں کے
دل جیسے پل کے لیے نوچ سا گیا تھا۔

شائنہ بیگم نے دہل کے زرداد کے چہرے کی طرف دیکھا جو
شدتِ ضبط کے باعث سرخ ہو رہا تھا۔

"میری بیوی کو کورٹ کچہری میں گھسیٹنے کی کوشش مت کیجیے
گا وگرنہ وہ اور آپ دونوں میری وکالت کا تماشہ دیکھیں

Huria Malik Official

گے۔ "ایک دم سے میز پہ ہاتھ مارتا وہ وحشت زدہ انداز میں غرایا تو بہرام نے تڑپ کے اس کا چہرہ دیکھا جو دہک رہا تھا۔

جبکہ صفدر صاحب اٹھ کے اس کے نزدیک آئے۔

"اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا بھانجے۔۔تمہاری بیوی اوہ سوری تمہاری منکوحہ۔۔۔۔ "اس کی دھاڑ سے پل بھر کے لیے گڑبڑانے کے باوجود جب جبار ہمدانی دوبارہ بولا تو لفظ منکوحہ پہ زور دیتا وہ ٹھہرا۔

"تمہاری منکوحہ ایک وکیل ہے۔اسے کورٹ کچہری میں جانے سے کوئی کیسے روک سکتا ہے؟"اس کے ایک دم سے تجاہل عارفانہ سے کام لینے پہ زرداد نے پل بھر کے لیے سرخ ہوتی آنکھیں زور سے میچتے ہوئے کھولیں۔

"میری ایک بات یاد رکھیے گا جبار ہمدانی!اگر آپ کی کسی گھٹیا حرکت کی وجہ سے میری بیوی کا نام یا ہمارا رشتہ کورٹ کچہریوں کی زینت بنا تو آپ کی نسلوں کو اُن کے ہونے پر اُنہیں رونے پر مجبور کر دوں گا اور اِسے میری دھمکی مت

سمجھیے گا۔یہ زرداد ملک کے الفاظ ہیں اور زرداد ملک کے الفاظ اگر صرف الفاظ نہیں ہیں تو اس کے کیے گئے سائن بھی فقط سائن نہیں ہیں۔یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لیں کہ آج کے بعد مجھ تک پہنچنے خلع کا نوٹس مجھے کچھ اور کرنے پہ مجبور کر دے گا۔"ایک ہاتھ کی مٹھی میز پہ رکھے وہ دوسرے ہاتھ میں خلع نامہ دبوچے آگ سے دہکتے لہجے میں بولتا سرخ آنکھوں سے موبائل کو گھورتا بولا تو بہرام نے چونک کے اسے دیکھا۔

جبکہ وہ کال بند کرتا ایک دم سے اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"آویز پاکستان واپس کب آئی ہے؟ "سیما چچی نے اسے مخاطب کیا تو وہ ٹھہرا۔

"کچھ گھنٹے پہلے آئی ہیں۔ "شاہ ویز نے جلدی سے ماں کو جواب دیا اور خود اس کے پیچھے لپکا جو تیز تیز قدم اٹھاتا بہرام کے ساتھ باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"تو کیا اس نے آتے ہی خلع نامہ تیار کروا لیا؟؟ "شائنہ بیگم کو جیسے دھچکا لگا تھا۔

Huria Malik Official

"آپ بھی کمال کرتی ہیں؟وہ ایسا کیوں کرے گی؟یہ سب وہ کمینہ شخص کر رہا ہے۔"صفدر صاحب نے جیسے بیگم کو ڈپٹا تھا۔

"تو پھر آپ لوگ آویز کو مینشن کیوں نہیں لے کے آتے؟وہ شخص اس کی برین واشنگ کرتا اسے اس موڑ تک لے آیا ہے کل کو اگر۔۔۔ "وہ جیسے اپنی ہی سوچ سے ڈرتی بات ادھوری چھوڑ گئی تھیں۔

Huria Malik Official

"کل کو کچھ نہیں ہو گا۔اپنے بیٹے کے اٹل ارادوں کو جاننا سیکھو۔وہ زرداد ملک ہے۔ وہ سانسیں لینا چھوڑ سکتا ہے وہ اُس لڑکی کو نہیں چھوڑے گا جو اس کے لیے جینے کی وجہ ہے۔ "اچانک وقار صاحب کی بارعب اور بلند آواز پہ شائنہ بیگم نے چونک کے انہیں دیکھا۔

اسے ان کی بات سے بہت حیرت ہوئی تھی کیونکہ مینشن کا ہر فرد دادا جان اور زرداد کی درمیانی چپقلش سے واقف تھا ایسے میں ان کے یہ الفاظ اس وقت سب کے لیے جیسے تشفی کا باعث بنے تھے۔

وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اُن دونوں کے پیچھے بھاگ رہا تھا جو زرداد کی رینج روور کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"داد!میری بات سن۔ "اس نے عقب سے اسے ہانک لگائی تو زرداد نے جیسے ڈھیروں غصہ ضبط کرتے ہوئے پلٹ کے اسے دیکھا جو ان کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔

Huria Malik Official

"کہاں جا رہے ہو؟ "پھولتی سانسوں کے ساتھ ان کے نزدیک ٹھہرتے ہوئے اس نے اس کے تنے ہوئے تاثرات سے سجے چہرے کو دیکھتے استفسار کیا۔

تو زرداد کی کشادہ پیشانی پہ بے اختیار بل پڑے۔

"جہنم میں چل رہے ہیں۔تم بھی چلو گے؟ "سرد و سپاٹ لہجے میں جواباً وہ جیسے غرایا تھا۔

لیکن دوسری جانب اس غراہٹ کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

Huria Malik Official

"ہاں چلو لیکن میں بیک سیٹ پہ بیٹھوں گا تاکہ سفر لمبا ہو تو کچھ دیر لیٹ جاوں گا۔ "بے نیازی سے کہتے ہوئے وہ ان دونوں سے بھی پہلے آگے بڑھا اور رینج روور کی بیک سیٹ پہ براجمان ہوتا ٹانگیں پھیلا گیا۔

اس کی اس حرکت پہ اتنی ٹینس سچویشن میں بھی بہرام کے ہونٹوں پہ مسکان مچلنے لگی جسے ہولے سے سر جھکاتا وہ چھپانے لگا۔

جبکہ زرداد نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

Huria Malik Official

"ڈرامے بند کرو اپنے اور گاڑی سے نکلنے کا کیا لو گے؟" اس کی سرد آواز پہ شاید شاہ ویز کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ضرور خائف ہوتا لیکن وہ اپنے نام کا ایک ہی پیس تھا۔

"اپنی پھپھو سے کہہ کے میری بیوی کی رخصتی کروا دو۔" دانت نکوستے ہوئے اس نے گاڑی سے نکلنے کا حرجانہ بتا دیا۔

اب کی بار بہرام چاہ کے بھی اپنا قہقہہ نہ روک سکا جبکہ دوسری جانب وہ اپنے مشتعل ہوتے اعصاب پہ بمشکل قابو پاتا فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

Huria Malik Official

"بھابھی کی طرف جا رہے ہو؟ "گاڑی سٹارٹ ہونے پر اس کی زبان بھی چل پڑی۔

"مجھے اب تمہاری آواز نہ آئے شاہ۔ "وہ اس کے سوال پہ ایک دم سے دھاڑ اٹھا تو شاہ ویز نے فوراً اس کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں کے گوشے بتدریج سرخ ہوتے جا رہے تھے۔

جبکہ کنپٹی کی مخصوص رگ اتنی تیزی سے پھول رہی تھی کہ اسے بے ساختہ اس پہ جیسے ترس آیا تھا۔

وہ سمجھ سکتا تھا کہ اس پل اس پہ کیا بیت رہی تھی۔

Huria Malik Official

وہ کاغذ صرف ایک خلع نامہ نہیں تھا بلکہ وہ زرداد ملک کے اتنے سالوں کے عشق پہ جیسے اِک طمانچہ تھا۔

تیزی سے اپنا کام مکمل کرنے کے بعد وہ ماں کو خدا حافظ کہتی اپنی چیزیں سمیٹ کے گیٹ کی طرف بڑھی تو آگ اگلتے سورج نے منٹوں میں اسے پسینے سے نہلا دیا۔

Huria Malik Official

"اتنی گرمی میں نجانے یونیورسٹیز کھولنے کا مشورہ کس کا ہوتا ہے؟ "ماتھے پہ ہاتھ مارتی وہ بڑبڑاتی گیٹ پار کرنے لگی۔

"زری! ابا کو جلدی جانا تھا اس لیے وہ پہلے نکل گئے ہیں لیکن واپسی پہ انہیں کال کر لینا۔ گرمی بہت ہے۔" آئرہ نے سیڑھیوں پہ کھڑے ہوتے زور سے اسے کہا تو وہ سر ہولے سے ہلاتی گیٹ بند کر گئی۔

وہ متوزان چال چلتی اپنے قدم اٹھا رہی تھی کہ ٹائم پہ سٹاپ پہ پہنچ کے کوئی رکشہ وغیرہ کر سکے۔

Huria Malik Official

جب تیز ہارن کی آواز پہ وہ جھنجھلائی اور مزید ایک سائیڈ پہ ہو کے چلنے لگی لیکن جب دو سے تین ہارن ایک ساتھ ہوئے تو اس نے غصے سے پلٹ کے دیکھا تو دل کی دھڑکنیں جیسے پل بھر کو تھم سی گئیں۔

سیاہ پینٹ کے ساتھ سکائی بلیو شرٹ پہنے وہ آستینیں کہنیوں تک موڑے دونوں ہاتھ سٹیئرنگ پہ رکھے اسے گھور رہا تھا۔

جبکہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے تایا ابا مسکراتے ہوئے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

Huria Malik Official

وہ ان کی آفر پہ خوشی سے فوراً گاڑی میں بیٹھنا چاہتی تھی لیکن ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے اُس شخص کی وجہ سے وہ اتنی گرمی میں بھی یہ آفر قبول نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"السلام علیکم تایا ابا"!وہ چلتی ہوئی ان کی سائیڈ پہ آئی تھی۔

"وعلیکم السلام!آو جلدی گاڑی میں بیٹھو۔بہت گرمی ہے باہر۔ "انہوں نے بیک سیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ ہلکا سا مسکرائی۔

Huria Malik Official

"تایا ابا!سونیا نے ساتھ جانے کو کہا تھا تو میں اُس کے ساتھ۔۔۔۔" مصنوعی سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے وہ بہانہ گھڑ ہی رہی تھی کہ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے عمر کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھ گیا۔

اس نے اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی ایک دم سے ریس بڑھاتے گاڑی آگے بڑھائی تو وہ ایک دم سے پیچھے ہوئی تھی۔

Huria Malik Official

"عمر "!اسے تایا ابا کی مشتعل آواز سنائی دی لیکن وہ سُبکی کے احساس میں ڈوبی آنکھوں میں چبھتی ہوئی نمی لیے دھول اڑاتی گاڑی کو تادیر تکتی رہی۔

اس پل جو ذلت و اہانت کا احساس عمر نے اپنے رویے سے اسے دلایا تھا وہ اسے گرمی کی تپش کو بھی بھولنے پہ مجبور کر گیا تھا۔

زرداد ملک کی رینج روور 'ہمدانی ہاوس' کے گیٹ پہ آ کے جب رکی تو اس وقت رات کے تقریباً پونے گیارہ بج رہے تھے۔

بہرام کے نکلنے سے پہلے ہی وہ نکلا اور تیزی سے قدم گیٹ کی جانب بڑھائے جب شاہ ویز اس کے عقب میں زور سے بولا۔

"داد! بھابھی سے غصہ مت ہونا۔" اس کا غصہ کس قدر شدید اور برا ہوتا تھا۔یہی سوچ کے وہ اس کے ساتھ آتا اسے رام کرنے کی غرض سے بولا۔

جب اندر کی طرف بڑھتے زرداد نے مڑ کے سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ خائف سا ہونے لگا۔

"وہ دل آویز زرداد ہیں شاہ ویز۔ "بے حد مختصر مگر گہرے الفاظ میں کہتا وہ تو آگے کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ اس پہ جیسے گھڑوں پانی پڑا تھا۔وہ یہ کیسے بھول گیا تھا کہ وہ کبھی اُس عورت پہ غصہ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ اپنی خجالت میں کھویا تھا جب بہرام کے بلند قہقہے نے شرمندگی کا لیول مزید بلند کر دیا تھا۔

"آپ اتنی عقلمندی کا مظاہرہ نہ کیا کریں شاہ سر "!وہ اپنی ہنسی روکتا ہوا بولا تو اس نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے گھورا۔

"تو کیا تم سے ذہانت ادھار لے لیا کروں؟میری جان کے دشمن۔ "وہ اسے بے دریغ گھورتا آرام سے سیٹ پہ ٹانگیں پھیلا گیا۔

"اے سی کی سپیڈ بڑھا دو بہرام میاں کیونکہ تمہارے صاحب اتنی جلدی لوٹنے والے نہیں ہیں۔ "سکون سے

Huria Malik Official

کہتے ہوئے اس نے بہرام کو متوجہ کیا جو سر جھٹکتے ہوئے

اے سی کی سپیڈ بڑھاتا خود بھی ریلیکس ہو کے بیٹھ گیا۔

کیونکہ یہ بات تو وہ بھی جانتا تھا کہ وہ اتنی جلدی نہیں

لوٹے گا۔

"ہمدانی ہاوس "کے جانے پہچانے راستوں پہ بڑی بے نیازی

سے قدم جماتا وہ ملازمین کی حیران نگاہوں کو نظر انداز کیے

ہال سے اوپر کو جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔

Huria Malik Official

"سر! بڑے صاحب نے منع کیا تھا کہ کسی کو بی بی کے روم میں نہیں جانے دینا۔وہ تھکی ہوئی ہیں۔ "جبار ہمدانی اور اس کی چپقلش کے باوجود آج تک کوئی ملازم اسے وہاں آنے سے روک نہیں سکا تھا اور نہ ہی کبھی اپنے گھر میں جبار ہمدانی نے اس کے ساتھ سامنا کیا تھا۔بلکہ وہ ملازمین کو احکامات دے کر غائب ہو جاتا تھا۔

"اُس کی تھکن ہی ختم کرنے جا رہا ہوں۔ "زیرِ لب بڑبڑاتے ہوئے وہ ایک نظر ملازمہ پہ ڈال کے خاموشی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا تو ملازمہ جھرجھری سی لیتی پیچھے ہو گئی۔

"سمجھ نہیں آتی کہ اگر یہ صاحب جبار صاحب کے دشمن ہیں تو کیسے یہ ان کو گھر آنے دیتے ہیں؟ "وہ دوسری ملازمہ سے بات برائے بات بولی تھی۔

"کیونکہ جبار صاحب جس پیسے کے بل بوتے پہ اِن سر سے دشمنی نبھا رہے ہیں وہ پیسہ اِنہی سر کی ماں کا ہے۔ "دوسری ملازمہ تلخ لہجے میں بولتی اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی جبکہ وہ کافی حیرانگی سے خالی سیڑھیوں کی طرف دیکھنے لگی۔

جس پل خوبصورت سے کوریڈور کے بائیں جانب دوسرے کمرے کے لاکڈ ڈور میں کارڈ سوِپ کرتے ہوئے اس نے کمرے میں قدم رکھا تو مدھم سی آف وائٹ اور لائٹ پنک کلر کی روشنیوں نے اس کا استقبال کیا۔

ہولے سے دو قدم آگے بڑھاتے ہوئے اس نے ایک گہرا سانس بھرتے ہوئے جیسے اک اچھوتے احساس کو خود میں محسوس کرنا چاہا۔

Huria Malik Official

دروازے سے چند قدم کے فاصلے پہ کھڑے زرداد کی آنکھیں بڑی بے چینی اور بے تابی سے بیڈ پر گلابی نرم و ملائم کمفرٹر میں ملفوف وجود کو دیکھ رہی تھیں۔

جسے دیکھتے ہوئے اس کے تڑپتے دل میں جیسے مزید تڑپ جاگ اٹھی تھی۔

اس نے آہستگی سے قدم آگے بڑھائے اور اس کے پہلو میں بیڈ پہ جگہ بنا کے بیٹھ گیا۔

سائیڈ پہ پڑے ریموٹ کو اٹھا کہ اس نے پنک لائٹس کو بند کر کے آف وائٹ لائٹس کو ہلکا سا تیز کیا۔

Huria Malik Official

روشنی تیز ہونے پہ اس نے ایک دفعہ پھر سے اس کو دیکھا جو مکمل طور پہ کمفرٹر میں دبکی ہوئی تھی صرف اس کے سنہری بال تھوڑے سے بیڈ پہ بکھرے نظر آتے اس کی نگاہ کی تشنگی بڑھا رہے تھے۔

دل کی چاہت و طلب کے پیشِ نظر اس نے ہاتھ بڑھا کے کمفرٹر بہت آہستگی سے اس کے چہرے سے ہٹایا تو چند پل کے لیے اسے لگا کہ وہ سانس نہیں لے سکا۔

سنہری زلفوں کے ہالے میں موجود سفید مومی چہرہ، گہری غلافی آنکھیں جن پر خوبصورت خمدار پلکیں سجی تھیں، گلابی

Huria Malik Official

رخسار، ستواں ناک، گلابی نیم وا ہونٹ، اور ٹھوڑی میں موجود ہلکا سا گڑھا جس میں بار ہا بار اُس کا دل ڈوبا تھا۔

اس کی نظر ٹھوڑی سے پھسلتی ہوئی نیچے سرکی تو شفاف صراحی دار گردن اور بیوٹی بون۔۔۔۔

اس کی نگاہ مزید گستاخی پہ مائل ہونے لگی تو اس نے خود پہ ڈھیروں ضبط کرتے ہوئے دایاں ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کے صبیح چہرے سے سنہری زلفوں کو جال ہٹایا تو چہرے کی ملائمت سے آنکھوں کے پرشوق جذبات مزید دہکنے لگے۔

جو دل پہلے غصے کی شدت سے دہک رہا تھا وہ اب اس کو دیکھ کر جذبات سے مغلوب ہوا جا رہا تھا۔

Huria Malik Official

اسی مغلوبیت کے تحت وہ دایاں ہاتھ اس کے رخسار پہ جمائے دوسرا ہاتھ اس کے سر کے پاس تکیے پہ رکھے اس پہ جھکا جو بائیں ہاتھ پہ چہرے ٹکائے دایاں ہاتھ پیٹ پہ دھرے کروٹ کے بل محوِ خواب تھی۔

"جاناں "!گھمبیر سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے اس نے اپنے سلگتے لب اس کی کنپٹی پہ رکھے تو جیسے اک سکون سا رگ و پے میں دوڑنے لگا۔

Huria Malik Official

"میں آپ کے سامنے خود کو بے بس پاتا ہوں میری جان۔ "دلکشی سے بھرپور مدہم آواز میں کہتے ہوئے اس کے ہونٹوں نے اب کی بار اس کے رخساروں کی نرمی کو محسوس کیا تو اس کی تراشیدہ مونچھوں کی چبھن سی وہ ہلکا سا کسمسائی۔

"آپ ایسے کیسے میرا سکون، میرا چین برباد کر کے سکون سے سو سکتی ہیں؟ "شدت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اب کی بار ٹھوڑی پہ لب رکھے جبکہ دایاں ہاتھ رخسار

سے سرکتا ہوا اب کان کی لو سے ہوتا ہوا گردن کو سہلانے لگا تھا۔

ٹھوڑی سے ہونٹ سرکاتے ہوئے وہ اس کے نچلے لب کے کنارے پہ ہولے سے عادتاً اپنی مونچھیں رگڑنے لگا تو اس کے وجود کی کسمساہٹ بڑھنے لگی۔

گہری نیند میں سوئے ہوئے اسے اپنے چہرے اور بالوں پہ سرسراتا لمس محسوس ہوا تو پہلے تو وہ خواب سمجھ کے نیند میں ڈوبے رہنے کی کوشش کرنے لگی لیکن جب گردن پہ ہوتی سرسراہٹ اور لبوں کے پاس چبھن محسوس ہوئی تو اس

Huria Malik Official

نے پٹ سے نیند کے خمار سے سرخ ہوتی آنکھیں وا کیں تو اگلے ہی پل اس کے حلق سے ایک واشگاف سی چیخ نکلی۔

جو اس پہ قدرے جھکے زرداد نے بغور سنی اور پھر بڑے سکون سے جھکتے ہوئے ایک دفعہ پھر سے زیریں لب کے کنارے پہ اپنی مونچھیں رگڑیں تو ششدر سی پڑی دلآویز کے بدن میں سنسناہٹ سی دوڑتی اسے ہوش دلانے لگی۔

"آ۔۔۔ آپ؟ آپ یہاں ک۔۔ کیا کر رہے ہیں؟ "وہ فوراً سے پیشتر سیدھی ہوتی اٹھنے کی کوشش کرتی خوف و حیرانگی سے بولی۔

Huria Malik Official

لیکن خود پہ جھکے زرداد کے مضبوط سراپے کو دیکھتی وہ پھر سے جیسے تکیے پہ ڈھے سی گئی تھی۔

"آپ سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔" وہ ایک نظر اس کی ہیزل گرین رنگ کی آنکھوں میں چھائی نیند کی سرخی کو دیکھتا ہوا اس کے نیم وا ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔

جبکہ وہ اس کے گہرے انداز میں کہے گئے الفاظ اس پہ مستزاد اس کی نگاہوں کے ارتکاز پہ خائف ہوتی فوراً سے پیشتر لب زور سے بھینچتی کمفرٹر بے ساختہ دونوں مٹھیوں میں دبوچتی گردن تک کھینچ گئی۔

Huria Malik Official

زرداد نے بہت غور سے اس کی حرکتوں کا جائزہ لیتے پھر سے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

"م۔۔مجھے آپ سے نہیں ملنا ہے۔" وہ نفی میں سر ہلاتی جلدی سے بولی جب اُس نے اپنے بائیں ہاتھ پہ وزن ڈالتے خود کو مزید اُس پہ جھکایا تو وہ جیسے تکیے میں دھنسنے لگی۔

"لیکن مجھے آپ سے ملنا ہے جاناں۔" بھاری گھمبیر جذبات سے چور لہجے میں بولتے ہوئے اس نے بڑی سہولت سے دایاں بازو اس کی نازک کمر کے نیچے سے گزارتے ہوئے

اسے ہلکا سا اوپر کو اٹھاتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا تو جیسے تڑپتے بھڑکتے دل کو قرار سا آیا تھا۔

جبکہ دوسری جانب وہ اے سی لگا ہونے کے باوجود پل میں پسینے سے جیسے نہا گئی تھی۔

کمفرٹر بے ساختہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا وہ بے جان ہاتھ پہلو میں گرائے اس کے سینے سے لگی اس کی تیز دھڑکنوں کا شور سن رہی تھی۔

"مجھے آپ سے ملنا ہے جاناں یہ جاننے کے لیے کہ جس شخص کی دھڑکنیں آپ کے ہونے پہ اپنی تال کھو بیٹھتی

ہیں، اس شخص کو اپنی زندگی سے نکالنے کا حوصلہ آپ کو کس نے بخشا ہے؟ "وہ ابھی تک اس کے سینے سے لگنے کے شاک سے ہی نہ سنبھل سکی تھی کہ اس کے منہ سے نکلتے الفاظ پہ جیسے اس کا وجود تھم سا گیا۔

جبکہ دوسری جانب وہ لمحہ بہ لمحہ اس کے وجود کے گرد گرفت مضبوط کرتا اپنا چہرہ اس کی کھلی زلفوں میں چھپاتا اس کے بالوں پہ اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

اس کی ایسی مدہوشی پہ دلآویز کا چہرہ دھواں چھوڑنے لگا۔

اس نے بمشکل ہاتھوں کو حرکت دیتے ہوئے ایک ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھا اور مزاحمت کرنے لگی۔

Huria Malik Official

"پ۔۔۔پلیز۔۔۔ "!!اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے اسے پیچھے کرنا چاہا جب زرداد نے اس کے چہرہ دایاں ہاتھ بڑھا کے اپنے سامنے کیا اور اپنے نگاہیں اس کے خوبصورت چہرے پہ گاڑھیں۔

"دل!خلع نامے پہ سائن کیوں کیے آپ نے؟"اس کے مدہم بظاہر پرسکون لہجے میں چھپی سردمہری پہ اس سے مزاحمت پہ آمادہ آویز بالکل ساکت ہوتی اس کی قمیض کے کھلے بٹن سے جھانکتے گریبان پہ نظریں جما گئی۔

"دل "!اس نے آہستہ سے اس کی کمر کے گرد حائل ہتھیلی کا دباؤ اس کے پہلو پہ بڑھایا تو وہ ایک دم سے اچھل پڑی۔

"سس "!اس کی بے باک حرکت پہ وہ بے ساختہ سرخ پڑی تھی۔

خوف کے رنگوں میں حیا کے رنگوں کا ایسا دلکش امتزاج تھا کہ وہ خود کو ان رنگوں کو چھونے سے نہ روک پایا اور جھک کے اس کے دائیں گال کو چومنے لگا۔

"پ۔۔پلیز۔۔۔چلے جائیں یہاں سے۔۔میرا جو فیصلہ تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔۔۔"اس کے شدت بھرے لمس پہ سسکتی وہ نم لہجے میں اسے خود سے دور کرتی ہوئی بولی تو زرداد نے دایاں ہاتھ اس کے بالوں میں الجھاتے ہوئے اس کا چہرہ بالکل اپنے سامنے کیا۔

"میں آپ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا ہوں جاناں۔میں سالوں سے آپ کے ایک وعدے کی قید میں مقید تڑپ رہا ہوں۔اب اگر کسی نے اس تڑپ میں اضافہ کیا تو میں ایسی تباہی لے آوں گا جو پھر آپ کی قسموں وعدوں سے بھی نہ

Huria Malik Official

تھمے گی۔ "اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس نے اپنے لفظ لفظ پہ زور دیتے ہوئے اسے بہت کچھ جتلایا تو آنسوؤں کا ایک ریلا اس کے حلق میں اڈنے لگا جسے بمشکل پیتی وہ دونوں ہاتھوں سے اسے دور کرتی بولی۔

"یہ کسی کا فیصلہ نہیں ہے۔ آپ چاچو پہ شک نہ کریں۔ یہ م۔۔میرا ذاتی فیصلہ ہے اور اگر آپ نے اس کو تسلیم نہ کیا تو۔۔۔میں خود آپ کے خ۔۔۔خلاف کیس لڑوں گی۔ پھر لے آیئے گا میرے لیے تباہی۔ "اس کے کندھوں پہ ہاتھ جمائے وہ اس کی گرفت سے نکلنے کی ناکام کوشش

Huria Malik Official

کرتی اسی کے خلاف کورٹ میں کیس لڑنے کی دھمکی دے رہی تھی۔

"آپ کے ہارنے کا مجھے دکھ ہو گا۔ "اس کی مزاحمت کو بغور دیکھتے ہوئے وہ اس کی باتوں کے جواب میں فقط اتنا ہی بولا تو وہ جیسے ایک دم سے جھلس سی اٹھی۔

"اتنا ٹھنڈا اور بے تاثر رسپانس دے کے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ میری باتیں فضول ہیں؟ "اس کے کندھے پہ ہاتھ زور

سے جماتی وہ جیسے چٹختی ہوئی بولی تو اُس نے ایک دم سے اسے تکیے پہ لٹاتے ہوئے خود کو اس پہ سایہ فگن کیا۔

"میں اتنا ٹھنڈا اور بے تاثر رسپانس دے کر آپ کو یہ باور کروانا چاہ رہا ہوں کہ میرا پرجوش ہونا آپ برداشت نہیں کر پائیں گی جاناں۔ "اس پہ مکمل طور پہ جھکتے ہوئے اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے گھمبیر لہجے میں ذومعنی سی سرگوشی کی تو اس کا پورا وجود جیسے اس کے لہجے اور لفظوں کی ذومعنیویت سے جھنجھنا اٹھا۔

Huria Malik Official

"پلیز "!

وہ دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے بھینچے چت لیٹی اس کی بیئرڈ پہ نگاہیں جمائے سرخ چہرے کے ساتھ گھٹے گھٹے حیا آلود لہجے میں بولی تھی۔

جب ہمیشہ کی طرح اس نے اس سے فرمائش کی۔

"میری آنکھوں میں دیکھیں دل "!اس کے پر تپش لہجے میں چھپی اس فرمائش پہ اس کی پلکیں لرز اٹھیں لیکن اگلے ہی لمحے اس نے زور سے پلکیں میچ لیں تو اس نے گہرا سانس بھرتے ہوئے چہرہ اس کی پیشانی سے ٹکایا۔

Huria Malik Official

"میں اُس لمحے شاید خود کو آپ پر سے وار دوں گا جس لمحے آپ مجھے میری بن کے میری آنکھوں میں دیکھیں گی۔" شدت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اس کی بند آنکھوں کو محبت سے چوما، پھر رخساروں کو، پھر ناک کی نوک کو، ٹھوڑی اور پھر عادتاً اپنی مونچھیں اس کے لبوں کے کنارے پہ رگڑیں تو اس کے حصار میں پڑی آویز کا دل جیسے کرلا اٹھا تھا۔

وہ اس شخص کی کن کن باتوں کو فراموش کرے، وہ کن کن دلربائیوں کو بھولے، وہ کن لفظوں کو ان سنا کرے؟؟؟

اس کا دل جیسے اندر تک زخمی ہوا تھا۔

"پ۔۔پلیز چلے جائیں۔چاچو آ جائیں گے۔ "خود کو کمزور ہوتا محسوس پا کے اس نے کپکپاتے لہجے میں اسے مخاطب کیا جو اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے اس کی سانسیں بے حال کیے ہوئے تھا۔

اس کی بات سن کے بمشکل خود پہ ضبط کرتے زرداد کے تاثرات پھر سے تن گئے لیکن وہ کم از کم اس پہ اُس شخص کا غصہ نہیں اتار سکتا تھا۔

Huria Malik Official

اس لیے گہری سانس کھینچتا وہ ہولے سے سیدھا ہوا۔

"آپ کل کورٹ نہیں۔بلکہ پھپھو کی طرف جا رہی ہیں اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ہماری اگلی ملاقات میرے بیڈ روم میں ہو گی۔ "ایک بھرپور نگاہ اس کے مہرون رنگ کے سلک کے نائٹ سوٹ میں ملبوس اس نازک وجود پہ ڈالی جس کی شرٹ کے کھلے گلے کے باعث وہ اپنی نظر پہ بمشکل کڑے پہرے بٹھائے ہوئے تھا۔

Huria Malik Official

"آپ۔۔آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔" اس کی دھمکی پہ وہ ایک دم سے تڑپ کے اٹھی تھی کیونکہ وہ اس کے گرد سے بازو ہٹا چکا تھا۔

"میں ایسا ضرور کروں گا۔اگر آپ نے ویسا نہ کیا جیسا میں چاہتا ہوں۔" اس کے اٹھنے پہ اس نے اب کی بار ہاتھ بڑھا کے اس کی شرٹ کے گہرے گلے سے نظر آتے پینڈینٹ میں اپنی بائیں ہاتھ کی انگلیاں پھنساتے ہلکا سا جھٹکا دیا تو وہ اپنی سانسیں تک روک گئی۔

Huria Malik Official

اس کے یوں سانس روک کے نیم وا ہونٹوں کے ساتھ ساکت ہونے پہ وہ ضبط کھوتے ہوئے ہولے سے جھکا اور اس کی گردن کے وسط میں اپنی دہکتے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا گلے ہی پل اٹھا اور اب کی بار بنا اس کی طرف دیکھے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

جبکہ وہ دونوں ہاتھوں سے کمفرٹر دبوچے اپنی گردن پہ اس کے ہونٹوں کا سلگتا لمس اور مونچھوں کی چبھن محسوس کرتی سرخ چہرے کے ساتھ ایک دم سے جیسے پھوٹ پھوٹ کے رو دی تھی۔

Huria Malik Official

"زرداد"!

میں نے صدیوں رکھا ہے تجھے ورد میں

میرے ہونٹوں پہ تیرے نام کے چھالے ہیں بہت

اپنے آنسوؤں کو پیتی وہ چلملاتی دھوپ میں سڑک کنارے چلتی بنا کسی رکشے یا ٹیکسی کا انتظار کیے اس لمحے کی اذیت میں تھی جب عمر نے اس کی بات کو بھی اہم نہ جانا تھا۔

ایک دفعہ پھر سے آنسوؤں کی دبیز تہہ اس کی آنکھوں کی سطح پہ تیرنے لگی تو سڑک جیسے دھندلی سی نظر آنے لگی۔

اس نے آنکھیں صاف کرنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ایک تیز رفتار گاڑی نے ایک دم سے 'چرر' کی آواز کے ساتھ اس کے نزدیک بریکس لگائیں تو وہ جیسے اپنے خیالات سے نکلتی بری طرح سے چونکی تھی۔

لیکن اس سے قبل کہ وہ مڑ کے گاڑی یا گاڑی والے کو دیکھتی جب ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اس کی طرف آیا جو ششدر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میرے خیال میں سونیا کے ساتھ اتنی واک کافی ہے۔ "

استہزائیہ انداز میں کہتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھا کے اس

کی کلائی اپنی جاندار گرفت میں جھکڑی تو وہ جیسے تڑپی تھی۔

"عمر "!اس نے اپنی کلائی کھینچتے ہوئے اسے بے ساختہ

مخاطب کیا جو اس کے ہونٹوں سے اپنے نام کی پکار سن کر

پل بھر کو جیسے ٹھٹھک گیا لیکن اگلے ہی پل بے نیازی سے

سر جھٹکتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔

تو اس نے زور سے اپنی کلائی آزاد کروانے کی کوشش کی۔

"میرا بازو چھوڑیں پلیز۔مجھے نہیں جانا ہے آپ کے ساتھ۔ "

وہ بڑے عرصے کے بعد اس سے مخاطب ہوئی تھی اور مخاطب بھی کن لمحات میں ہوئی تھی۔

"اوکے نیکسٹ ٹائم مت جانا لیکن آج جانا پڑے گا۔ "اس کی مزاحمت کی پرواہ کیے بغیر اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولنا چاہا تو وہ بری طرح سے جھپٹپائی۔

Huria Malik Official

"نہیں جانا مجھے آپ کے ساتھ۔آپ یوں زبردستی نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔میں شور مچا دوں گی۔ "وہ دروازے پہ ہاتھ رکھتی جیسے بے بسی اور دکھ سے رو پڑی تھی۔

"یہ بھی شوق پورا کر لو لیکن اس شوق کو پورا کرنے سے پہلے جان لو کہ میں ہر طرح کی زبردستی کا پرمٹ جیب میں ہی رکھتا ہوں۔ "عجیب تیکھے سے لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کے یکلخت ٹھنڈے پڑتے وجود کو سیٹ پہ بٹھاتا سرعت سے آ کے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا تو اسے کچھ دیر قبل کا منظر یاد

آیا جب اس نے بری طرح اس کی عزتِ نفس کو مجروح کیا تھا۔

"آپ انتہائی کم ظرف، بے مروت، احسان فراموش، بد تمیز، بے حس اور پتھر دل انسان ہیں۔جو دوسروں کے احساسات کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔آپ کو صرف اپنے احساسات کی، خود کی فکر ہے۔ دوسرے چاہے آپ کے اس بدتمیز اور سپاٹ رویے کی و۔۔۔۔۔۔ "اس کے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی وہ گزرے لمحوں کی تکلیف یاد کرتی وہ روتے ہوئے جیسے ایک دم سے پھٹ پڑی تھی۔

لیکن بولتے بولتے جب اس کی نظر عمر کے سکرین کو دیکھتے سپاٹ چہرے سے ٹکرائی تو جیسے ایک دم سے اسے ہوش آئی۔

"آہہہہ "!فوراً سے دونوں ہاتھ اپنے ہونٹوں پہ رکھتے وہ دروازے کی جانب کھسکی۔

"م۔۔میں۔۔۔سوری پلیز۔۔ابا کو مت بتائیے گا پلیز۔۔۔"

یونہی ہاتھ ہونٹوں پہ رکھے اس نے اس کے انداز و تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ دیکھی تو بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ

Huria Malik Official

بولی تو عمر نے ایک دم سے گاڑی ایک سائیڈ پہ روکتے ہوئے جیب سے رومال نکال کے اس کی طرف بڑھایا۔

"چہرہ صاف کرو اپنا۔" وہ اس کو یہ نہ کہہ سکا کہ اس کے آنسو اسے عجیب لگ رہے تھے اس لیے انہیں صاف کرو۔

اس کے رومال بڑھانے پہ اس نے زور سے چہرہ رگڑتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے تو اس کے چہرے پہ چھا جانے والی سرخی سے نظریں چراتے ہوئے اس نے ہاتھ واپس اس کی طرف بڑھایا اور اس کے آنسوؤں سے تر رومال واپس لے کے جیب میں رکھ لیا۔

اس کی حرکت پہ حیران ہوتی زہرہ نے اس کی جیب کی طرف دیکھا جس نے اس کا گندہ کیا رومال اپنی جیب میں رکھ لیا۔

عمر وجدان نے؟؟؟

وہ حیران ہی نہیں بے یقین بھی تھی۔

"میں عورتوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ بات پہنچانے والا مرد نہیں ہوں زُھرہ۔ "مختصر سے انداز میں اس کے فضول سے خوف اور ڈر کو زائل کرتا وہ سپاٹ لہجے میں بولتا پھر سے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔

Huria Malik Official

تو خجالت کا شکار ہوتی زہرہ یہ سوچتی اپنے آنسو پیتی رہی کہ پہلے اسے بیچ سڑک پہ چھوڑ دینے والا عمر وجدان اسے پھر سے کیوں لینے آیا تھا؟

کیا تایا ابا کے کہنے پر؟؟

لیکن اس سوال کا جواب اس کے پاس نہیں تھا اور جس کے پاس تھا۔۔

وہ پاس ہو کے بھی بہت دور تھا۔

"ہمدانی ہاوس "میں ہمیشہ کی طرح ایک روبوٹک اور خاموش سے ماحول میں ناشتہ کرتی دلآویز نے ایک طائرانہ نظر سب پہ ڈالی اور پھر فصیحہ بیگم کو دیکھنے لگی جو ہمیشہ کی طرح تیار لیکن خاموش بیٹھی ناشتہ کر رہی تھیں۔

"آنٹی!میں سارہ پھپھو کی طرف چلی جاوں کچھ دن رہنے کے لیے؟؟ "اس نے کسی اور کو مخاطب کرنے کی بجائے انہیں ہی مخاطب کیا تو وہ چونکیں۔

"لیکن تم ابھی کل ہی واپس آئی ہو۔ابھی ادھر جانے کی کیا ضرورت ہے؟ "غزالہ بیگم)جبار ہمدانی (کی بیوی نے فصیحہ بیگم کے جواب دینے سے پہلے ہی اس پہ سوال جھاڑا تو جبار ہمدانی بھی اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"میرا انہیں ملنے کو دل کر رہا ہے۔"اس نے بمشکل لہجے کو نارمل رکھتے انہیں جواب دیا۔

"تم جانتی ہو نا کہ کل 'ملک مینشن 'تمہاری طرف سے خلع کا نوٹس گیا ہے؟ "فصیحہ بیگم نے بڑے سپاٹ سے انداز میں

Huria Malik Official

گفتگو کا آغاز کیا تو اس کے گلے میں اک گلٹی سی ابھر کے معدوم ہوئی۔

جبکہ خوبصورت آنکھوں میں جیسے مرچیں سی چبھنے لگیں۔

"میں 'ملک مینشن 'نہیں جا رہی۔ "پلکیں جھپکاتے اس نے فورک سے آملیٹ کے ساتھ کھیلتے ہوئے خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

"لیکن تم جہاں جانا چاہ رہی ہو اس گھر کا ایک دروازہ ملک مینشن میں کھلتا ہے۔ تو کیا خلع کا نوٹس بھیج کے تم ان

Huria Malik Official

لوگوں کا سامنا کرنا چاہتی ہو؟ "ان کے لہجے میں اب کی بار نامعلوم سی ترشی جھلکی تو اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"مجھے بس پھپھو سے ملنا ہے۔ "وہ بھیگے لہجے میں بولی تو اس کی متورم آنکھیں دیکھ کر فصیحہ بیگم کا دل ہمیشہ کی طرح پسیجنے لگا۔

"اس میں رونے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے منع نہیں کیا جانے سے۔ "ان کا لہجہ فوراً نرم ہوا تو غزالہ بیگم نے غصے سے نند کو دیکھا۔

Huria Malik Official

"آپا! آپ کیسے اسے وہاں جانے کی اجازت دے سکتی ہیں؟ اسے کورٹ جانا ہے؟ "جبار ہمدانی اس فیصلے پہ شدید نالاں تھا۔

"کورٹ کس لیے جانا ہے؟ "ان کا سوال برجستہ تھا۔

"اگر زرداد ملک آسانی سے طلاق نہیں دیتا تو اپنا کیس یہ خود لڑے گی؟ "جبار صاحب نے تیزی سے جواب دیا تو اُن کی آنکھوں میں برودت بھرنے لگی۔

Huria Malik Official

"واٹ ربش! یہ اپنے کیریئر کی شروعات اتنے بکواس کیس کو لڑ کے کرے گی؟؟اپنے نام اور اپنے رشتے کو اچھالتے ہوئے؟ "ان کے لہجے کی کاٹ اور ترش روی پہ سر جھکائے ان کی باتیں سنتی آویز کے آنسوؤں میں جیسے اضافہ ہوا تھا۔

بہت کچھ یاد آیا جو دل کی اذیت بڑھاتا چلا گیا۔

"یہ اِس کا اپنا فیصلہ ہے آپا۔ "ہمیشہ کی طرح سارا ملبہ اس کے نازک کندھوں پہ جب آ گرا تو اس نے نامحسوس انداز

میں آنسو صاف کرتے ہوئے فصیحہ بیگم کو دیکھا جو بے یقینی سے اُسے دیکھ رہی تھیں۔

"چاچو ٹھیک کہہ رہے ہیں آنٹی "!اس نے آہستگی سے کہا اور اپنی کرسی گھسیٹ کے کھڑی ہو گئی۔

"تمہیں پتہ ہے کہ تم اپنا پہلا کیس ہارنے والی ہو آویز؟ "

ان کے سرد لہجے میں کیے گئے سوال پہ اس کے قدم لڑکھڑا سے گئے۔

کسی کا شدت بھرا لہجہ بہت زور سے یاد آیا تھا۔

"آپ اپنے بیٹے کی طرف داری کر رہی ہیں آپا؟ "غزالہ بیگم ان کی بات پہ بھڑک اٹھیں لیکن بظاہر بڑے میٹھے لہجے میں گویا ہوئیں۔

تو فصیحہ بیگم کا دل جیسے گہری کھائی میں ڈوب کے ابھرا تھا، آنکھوں کی خاموشی اور سکونت گہری ہونے لگی۔

"میں ایک منجھے ہوئے بیرسٹر کے مقابلے میں اس کی کارکردگی کی پیش گوئی کر رہی ہوں۔اگر بیٹے کی طرف داری کرتی تو اس گھر سے 'ملک مینشن 'میرے بیٹے کا سکون

چھین لینے والے پرچے بھیجنے والوں کی میں سانسیں چھین لیتی۔ "اپنی دلی کیفیات پہ قابو پاتیں وہ کسی زخمی شیرنی کی مانند مڑیں اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بلند مگر متوازن لب و لہجے میں بولیں تو ماحول کی سنگینی کو دیکھ کر جبار صاحب نے بیوی کو چپ رہنے کا اشارہ دیا۔

"یہ نوٹس وہاں گیا ہے کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ اِسے ہاتھ پاوں مارنے کا موقع نہ ملے۔ "اپنی بات مکمل کر کے انہوں نے کچھ فاصلے پہ گم صم کھڑی آویز کی طرف اشارہ کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہو گئیں۔

Huria Malik Official

"اپنی پیکنگ کرو۔میں آفس جاتے ہوئے راستے میں تمہیں ڈراپ کر دوں گی۔ "نرمی سے اسے کہہ کے وہ اس کے پہلو سے ہو تیں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

وہ اس وقت ہال میں پڑے دیوان پہ لیٹی، سر گاو تکیے پہ رکھے ڈائجسٹ پڑھنے میں مشغول تھی۔

گرمی کے باعث اس وقت دوپٹہ پاس ہی لاپرواہی سے پڑا ہوا تھا۔

نثار صاحب اپنے کام پر جبکہ اماں گلی میں کسی کے ہاں فوتگی پہ گئی ہوئی تھیں اور آئرہ ہانڈی بنا کے اس وقت نہانے گئی ہوئی تھی۔

اسے یونی سے آف تھا اور کام بھی کوئی خاص تھا نہیں تو وہ ابا کے گھر نہ ہونے کا فائدہ اٹھاتی اس وقت ڈائجسٹ سے لطف اندوز ہوتی اسے مکمل منہ کے سامنے کیے اس میں کھوئی ہوئی تھی۔

Huria Malik Official

"دروازہ کیوں کھلا ہوا تھا؟ "ڈائجسٹ میں مکمل طور پہ ڈوبی وہ اس بھاری مگر سرد مردانہ آواز پہ جیسے اچھل سی پڑی جبکہ ہاتھ میں پکڑا ڈائجسٹ چھوٹ کے منہ پہ آ پڑا تھا۔

اس نے بوکھلاتے ہوئے سامنے دیکھا جہاں وہ ہاتھوں میں کچھ شاپرز پکڑے جھنجھلائے سے انداز میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

تبھی وہ جلدی سے سیدھی ہوئی تو لہراتی ہوئی چٹیا کندھے سے پھسلتی آگے آن گری۔ لائٹ گرے اور بلیک کلر شرٹ اور گرے ٹراوزر پہنے وہ بڑے رف سے حلیے میں

ملبوس اسے حواس باختگی سے دیکھتی دوپٹے کی غیر موجودگی

فراموش کر گئی۔

"آ۔۔۔آپ یہاں؟ "اس نے اس کی طرف دیکھا جو اب

بھینچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ ہاتھوں میں پکڑے شاپرز

وہیں ایک سائیڈ پہ پڑے میز پہ رکھ رہا تھا۔

"باہر والا دروازہ کیوں کھلا تھا؟ اور باقی سب کہاں ہیں؟ "

ایک دفعہ پھر سے اُس نے اپنا سوال دہرایا تو اسے جیسے

جھٹکا سا لگا تھا۔

Huria Malik Official

"دروازہ تو بند تھا۔ آئرہ کو کہا تھا میں نے اور امی ابا گھر نہیں ہیں جبکہ آئرہ شاور لے رہی ہے۔ "اب کی بار اس نے سنبھلتے ہوئے اسے جواب دیا اور جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"آپ بیٹھیں۔میں آپ کے لیے پانی لے کر آتی ہوں۔ "وہ اِسے یہ آفر کبھی نہ کرتی جو اسے ابا کا خوف نہ ہوتا یا اس کے ماتھے پہ چمکتے پسینے کے قطرے اور پسینے سے تر آف وائٹ شرٹ کو دیکھ کر گرمی کا احساس نہ ہوتا۔

Huria Malik Official

جبکہ اس کی آفر پہ اس کی کب سے دانستاً اس سے اجتناب برتتی آنکھیں اس کی طرف اٹھیں تو سپاٹ تاثرات سے بھری نگاہیں یکلخت گہری نگاہوں میں بدلتیں سر تا پا اس کے دوپٹے سے بے نیاز سراپے کا جائزہ لینے لگیں۔

سادہ مگر خوبصورت سلوٹ زدہ سے سوٹ میں ملبوس اس کے وجود کی نزاکت اس پہ عیاں ہوتی اس کی آنکھوں کے رنگ بدلنے لگی۔

Huria Malik Official

دوسری جانب اپنی آفر کے جواب میں اس کے یوں خاموش ہونے پہ اس نے آہستگی سے نظریں اٹھائیں تو دل جیسے دھک سے رہ گیا۔

اس کی اس قدر گہری نگاہوں کا ارتکاز محسوس کرتے جیسے ہی اس نے نظر جھکائی تو اگلے ہی پل اس کے جسم کا سارا خون جیسے اس کے چہرے پہ آن سمٹا تھا۔

وہ بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کے شور کو نظر انداز کرتی پل میں مڑی اور کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ اپنا دوپٹہ پکڑتی اگلے ہی لمحے کچن کی طرف دوڑ گئی۔

Huria Malik Official

"ایسے سینز کہانیوں میں ہی فیسینیٹنگ لگتے ہیں۔۔۔" دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اس نے زیرِ لب کہتے ہوئے اس کے لیے فالسے کا شربت بنانا شروع کیا کیونکہ اسے گرمی کے مشروبات میں سب سے زیادہ یہی پسند تھا۔

اور وہ اتنے ماڈرن بندے کی ایسی پسند پہ اکثر حیران ہوتی تھی۔

دس منٹ میں اس کے لیے مشروب تیار کرتی وہ جب واپس لوٹی تو وہ دیوان پہ بیٹھا اُسی ڈائجسٹ کو پکڑے دیکھ رہا تھا جو وہ کچھ دیر پہلے پڑھ رہی تھی۔

"یہ سامان بھجوایا ہے بابا نے۔چچی کو بتا دینا۔ "اس کے گلاس تھمانے پہ اس نے دور پڑے بڑے بڑے شاپرز کی طرف اشارہ کیا تو وہ بنا کچھ کہے ایک سائیڈ پہ پڑی کرسیوں میں سے ایک پہ مارے باندھے بیٹھ گئی۔

"تم ایسی کہانیاں پڑھتی ہو ڈائجسٹ میں؟ "کچھ پلوں کے بعد اس کی طرف سے آنے والے غیر متوقع سوال پہ وہ چونکی۔

"کیسی کہانیاں؟ "اس کے پیٹ میں جیسے گرہیں سی پڑنے لگیں۔

"یااللہ اُس نے کچھ بھی ایسا ویسا نہ پڑھا ہو۔ "وہ بے ساختہ دل ہی دل میں دعاگو ہوئی تھی۔

"پڑھ کے ایکسپلین کروں یا ایکٹ کر کے؟ "اس کے تجاہل عارفانہ پہ اس نے بایاں آئیبرو اچکاتے ہوئے جس ٹھنڈے سے انداز میں اس سے جواباً سوال کیا۔

تو وہ ایک لمحے کو چکرا سی گئی تھی۔

Huria Malik Official

"جی؟؟؟؟ "وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی جو خالی گلاس وہیں دیوان پہ رکھتا اپنی جگہ سے اٹھا۔

"آج کے بعد یہ سب پڑھنے کی بجائے مجھے کہہ دینا میں۔۔۔۔ "اس کے نزدیک پہنچتا وہ یونہی سپاٹ لہجے میں بول رہا تھا جب وہ روہانسی ہوتی اس کی بات قطع کر گئی۔

"ایسا کچھ نہیں ہوتا ان میں۔وہ بس ایک سین تھا۔"اس نے شاکی سے لہجے میں کہا تو عمر نے بڑی توجہ سے اس کی

طرف دیکھا جو دوپٹہ سر پہ اوڑھے اس سے کترائی ہوئی

بیٹھی تھی۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر جانے کیا سوچ کے ہلکا سا

اس کی طرف جھکا تو زُھرہ کرنٹ کھاتی فوراً کرسی کی پشت

سے ٹیک لگاتی پیچھے ہوئی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ "اس کی آنکھوں میں بے یقینی

سی بے یقینی تھی جو عمر وجدان کی نرم پڑتی نگاہوں کو ایک

دم سے سرد تاثرات سے بھر گئی۔

Huria Malik Official

"جھک مارنے لگا تھا۔ "غصے سے کہتے ہوئے وہ سیدھا ہوا اور سرد مہری سے اسے گھورتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ تادیر اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی رہ گئی۔

"زری "!چت لیٹی آئرہ نے گردن گھما کے کروٹ لیے اس کی طرف سے رخ موڑ کے لیٹی زُھرہ کی سیاہ قمیض میں ملبوس پشت اور اس سے ٹکڑا کے بیڈ پہ پڑی چڑیا کو دیکھا۔

Huria Malik Official

تو آنکھیں موندھے بظاہر سوتی زری نے 'ہممم 'کیا۔

"تم عمر بھائی سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟ "آئرہ نے کچھ سوچتے ہوئے بات کا آغاز کیا تو کروٹ کے بل لیٹی زری کی آنکھیں اس کا سوال سن کے ایک دم سے کھل گئیں۔

"زری؟ "اس کی خاموشی پہ آئرہ نے اس کی طرف کروٹ لی اور اسے پکارا۔

Huria Malik Official

"کیا بات کروں میں اُن سے؟ "یونہی رخ موڑے وہ تھکے تھکے سے لہجے میں بولی تو آئرہ نے حیرت سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"یہ کوئی سوچنے والا کام نہیں ہے زری۔ایک مضبوط رشتہ ہے تمہارا اُن سے تم اُن سے ہر طرح کی بات کر سکتی ہو۔ "وہ رسانیت سے بولی تو ایک دم سے اس کی سائیڈ ٹیبل پہ چارجنگ لگا کے رکھا آئرہ کا موبائل چنگھاڑ اٹھا۔

اس نے کوفت سے ہاتھ بڑھا کے بنا دیکھے سکرین سوائپ کی اور موبائل الٹا کر کے رکھ دیا۔

Huria Malik Official

"سخت چڑ ہے مجھے تمہارے وقت بے وقت اس بجتے الارم سے۔ "اس نے بیزاری سے کہا۔

"تم سے کچھ پوچھا ہے میں نے؟ "آئرہ نے اسے نہیں بتایا تھا کہ یہ الارم نہیں کال رنگ ٹیون تھی کیونکہ اس کے خیال میں کال بند ہو چکی تھی۔

"کیا کہوں میں تمہاری اس بات پہ۔۔بیشک میرا عمر سے رشتہ ہے لیکن یہ رشتہ اس قدر مضبوط ہرگز نہیں ہے جتنا تم کہہ رہی ہو۔ایک پیپر پہ سائن کر دینے سے رشتے مضبوط

نہیں ہوتے آئرہ۔جب ان کا دل ہی اس رشتے پہ آمادہ نہیں ہے اور دل کی ساری امنگیں کسی اور سے جڑی ہیں۔ "

کروٹ بدلتی وہ چت لیٹتی سادہ سے لہجے میں بولی تو آئرہ نے چونک کے اسے دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟کس سے جڑی ہیں اُن کے دل کی امنگیں؟ "وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھی تھی۔

جبکہ اس کے سوال پہ زہرہ کی آنکھوں میں جیسے مرچیاں سی بھرنے لگیں تو وہ تیزی سے پلکیں جھپکانے لگی۔

Huria Malik Official

"وہ تم خود جب آنکھیں کھول کے دیکھو گی تو نظر آ جائے گا۔یہ رشتہ عمر نے ابا کے تایا ابا کو کہہ کے اور عمر کو جائیداد سے عاق کر دینے کی دھمکی پہ بنایا ہے۔مجھے وہ کبھی بھی پسند نہیں کرتے تھے ایسے میں مجھ سے نکاح ان کی زندگی کا ناپسندیدہ ترین امر بن گیا ہے۔اور جہاں تک میرا سوال ہے تو میں تھک چکی ہوں آئرہ، میں ایک اور نثار احمد)ابا (کے ساتھ نہیں چل سکتی ہوں۔آج تک ابا کی ناکام محبت کے باعث اماں کو اور پھر ہمیں ان کا پیار،نرم لہجہ اور وقت نہیں ملا تو عمر کا بھی تو یہی کیس ہے۔میں اس پہیے کو دہرانا نہیں چاہتی ہوں آئرہ۔مجھے ایسی زندگی نہیں

Huria Malik Official

چاہیے۔مجھے یہ کمپرومائز، مجبوریوں، نفرت اور ناپسندیدگی سے بھری زندگی نہیں چاہیے۔ "بات کرتے کرتے اس کی آنکھوں سے بے زبان آنسو ایک قطار میں بہتے اس کی کنپٹیوں میں جذب ہونے لگے۔

تو اس کے لہجے میں چھپی اذیت اور تکلیف محسوس کرتی آئرہ بھی رو پڑی۔

"ضروری تو نہیں زری کہ جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا ہی ہو؟عمر بھائی کا رویہ بدل بھی تو سکتا ہے؟ "اس کی حقیقت

Huria Malik Official

پسندی کے باوجود وہ جیسے اسے امید کے دیے تھمانا چاہتی تھی۔

"ایسا کچھ ہونا ہوتا تو نکاح کے اتنے عرصے بعد ایسا کچھ ہو جاتا لیکن ان کے رویے میں آتی مزید بیزاری اور نفرت مجھے کسی خوش فہمی کا مبتلا نہیں ہونے دیتی۔میں نے ہمیشہ پیار کرنے والے ساتھی کی خواہش کی ہے، میں نے ایسا شخص مانگا جو اس وقت میرے ساتھ کھڑا ہو جب کوئی نہ ہو، جو صرف میرا ہو لیکن یہ خواہش پوری نہیں ہوئی۔اس لیے میرے دل میں اب شاید کوئی خواہش بچی ہی نہیں ہے۔میری طرف سے عمر وجدان روزِ اول سے آزاد ہیں۔وہ

اپنی مرضی سے اپنی زندگی گزار سکتے ہیں کیونکہ مجھے دوسری ساجدہ نثار)اماں (نہیں بننا ہے۔یہ چیز مجھے ختم کر دے گی۔"اتنے عرصے کا دبا غبار تھا جو آئرہ کے کریدنے پہ ابل کے باہر آیا تھا۔

جبکہ آئرہ تو آنکھوں میں آنسو لیے بہن کا خوبصورت مگر متورم چہرہ دیکھ رہی تھی جو نجانے کتنی اذیت دل میں چھپائے بیٹھی تھی۔

Huria Malik Official

"ایک بات پوچھوں؟ "اس کے چہرے پہ رقم تکلیف دہ تاثرات کو دیکھتی آئرہ نے آہستگی سے کہا تو زری نے آنسو پونچھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"تم عمر بھائی سے محبت کرتی ہو؟ "اس کے اس قدر غیر متوقع سوال پہ زُھرہ نے جیسے کرنٹ کھا کے اس کی طرف دیکھا۔

جو اسی کی طرف متوجہ اس کا یکلخت سفید پڑتا چہرہ دیکھتی گویا اسے جانچ رہی تھی۔

"بولو نہ زری؟ "اس کی خاموشی پہ اس نے ایک دفعہ پھر اسے پکارا تو وہ جیسے چونکی اور پھر سرعت سے پلکیں جھپکاتی وہ خود کو سنبھالتی کروٹ بدل گئی۔

"زری؟ "اس کے کروٹ بدلنے پہ آئرہ نے بے چینی سے اسے پکارا۔

"خدا کے لیے آئرہ۔۔میرے دل کو مزید تکلیف مت دو۔ "

اس کے شدت سے بھیگتے لہجے کی بے بسی پہ وہ جیسے اپنے سوال کا جواب پاتی زور سے اپنے لب بھینچتی جیسے اس کی تکلیف پہ خود آرزدہ ہو گئی تھی۔

Huria Malik Official

جبکہ اس سادہ مگر درمیانے سائز کے کمرے جس میں ڈبل بیڈ، سائیڈ ٹیبلز، کبرڈ، ڈریسنگ مرر، سٹڈی ٹیبل اور کاوچ پڑا تھا، ہر شے اس وقت اداسی سے اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو شروع سے ڈائجسٹ پڑھتی مختلف رنگ آنکھوں میں سجا لیتی تھی لیکن حقیقت نے جیسے سارے رنگ نچوڑ ڈالے تھا۔

اپنی اپنی سوچوں میں گم دونوں بہنیں سائیڈ ٹیبل پہ الٹے پڑے آئرہ کے موبائل فون کو اگنور کر چکی تھیں جس کی سکرین ان کی گفتگو کے بعد ایک دفعہ روشن ہو کے پھر تاریکی میں ڈوب گئی تھی۔

Huria Malik Official

سیاہ پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ، سیاہ ویسٹ کوٹ اور سیاہ کوٹ پہنے وہ اس وقت مکمل تیار کورٹ جانے کی تیاری میں تھا۔

بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں سیاہ نگ والی انگوٹھی، کلائی پہ قیمتی گھڑی پہنے، کانوں میں ایئرپوڈز لگائے وہ اپنے کف لنکس ٹھیک کرتا تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا جب شائنہ بیگم نے اسے پکارا۔

"زرداد!ناشتہ کر لیں بیٹا۔ "ان کے نرم لہجے پہ ہال کے خارجی راستے کی طرف بڑھتا وہ ہلکا سا مڑا۔

کیونکہ اس وقت کسی سب اکٹھے نہیں ہوئے تھے اس لیے ابھی ناشتے کی میز نہیں سجائی گئی تھی۔

"میں ابھی ناشتہ نہیں کروں گا۔"رسانیت سے کہتے ہوئے اس نے قدم اٹھانا چاہا۔

"کیا آویز کورٹ آ رہی ہے آج؟ "صفدر صاحب کی آواز پہ وہ گہری سانس خارج کرتا ان کی طرف مکمل طور پہ مڑا۔

Huria Malik Official

"آپ بھی جانتے ہیں کہ لاء پڑھ رہی تھیں وہ اور اب ظاہری سی بات ہے اپنی ڈگری کی پریکٹس وہ کورٹ آ کے ہی کریں گی۔" اس کے پرسکون لہجے کی بے نیازی پہ وہاں آتے شاہ ویز اور معاذ نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی جبکہ صفدر صاحب اپنے بیٹے کی اس بے نیازی پہ ضبط کر کے رہ گئے۔

"میں اس کی پریکٹس کی بات نہیں کر رہا ہوں۔میں اس کے تمہارے خلاف کیس لڑنے کے متعلق استفسار کر رہا

ہوں۔ "اب کی بار انہوں نے کھل کے کہا کہ اس جیسے بندے کے ساتھ تمہیدی گفتگو نہیں ہو سکتی تھی۔

"وہ جو بھی کریں گی۔میں اس کے لیے ہر لحاظ سے تیار ہوں۔آپ لوگ پریشان مت ہوں۔ "نپے تلے سے انداز میں کہتا وہ واپسی کے لیے مڑا تو صفدر صاحب نے پھر سے اسے پکارا۔

"کدھر جا رہے ہو؟ "اس کے انداز کو دیکھتے جانے کیوں وہ مشکوک ہوئے تھے۔

"آپ کی بہو کے ساتھ 'ملک ولا 'میں ناشتہ کرنا چاہتا ہوں۔اجازت ہے؟ "ان کے بار بار روکنے پہ اب کی بار نرم لہجے میں بے پناہ سنجیدگی در آئی تھی۔

لیکن وہ سب اس سنجیدگی کو خاطر میں لائے بغیر اس کی بات پہ ششدر تھے۔

"آویز ملک ولا ہیں؟ "سب سے پہلے شائنہ بیگم نے استفسار کیا تو اس کے اثبات میں سر ہلانے پہ شاہ ویز اور معاذ یاہو

کرتے آگے بڑھے تو زرداد نے تیکھے چتونوں سے انہیں
گھورا۔

"وہ کچھ دیر پہلے پہنچی ہیں۔انہیں کچھ دیر سپیس دیں۔رات میں جا کے سب مل لیجیے گا۔"اس نے ان دونوں کو ہولڈ آن کال دیتے ہوئے ماں اور باپ سے کہا تو انہوں نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"یہ سپیس دینے والا رول تم پہ لاگو کیوں نہیں ہوتا ہے؟ رات کو بھی ڈیڑھ گھنٹہ ان کو تنگ کرنے کے بعد اب پھر

Huria Malik Official

سپیس کم کرنے جا رہے ہو؟ "اس کی گھوریوں پہ خائف ہوتا شاہ ویز اس سے تھوڑا نزدیک ہوتا دبے دبے لہجے میں بولا تو زرداد نے نظر گھما کے اسے دیکھا۔

"اگر رات کو اپنے اصل چہرے کے ساتھ ہی ملک وِلا جانا چاہتے ہو تو اپنی زبان بند رکھو۔"سرد لہجے میں اسے وارن کرتا اب کی دفعہ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا آبنوسی دروازے سے نکلتا لان کے ایک طرف بنے خوبصورت سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا جو خوبصورت بیلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

Huria Malik Official

"ایسے رونا تو بند کرو بیٹا۔ "سارہ پھپھو نے اپنے کندھے سے لگی آویز کی کمر تھپتھپاتے ہوئے کہا جو کچھ دیر پہلے ہی پہنچی تھی اور اس وقت آنسو بہائے جا رہی تھی۔

"ویسے بھابھی رونا آپ کو خلع کا نوٹس بھیجنے پہ آ رہا ہے یا بھائی کے اس نوٹس کو سیریس نہ لینے پر؟ "مہرماہ نے اس کے یوں رونے پہ سنجیدگی سے استفسار کیا تو آنسو بہاتی وہ ایک دم سے ٹھٹھک گئی۔

Huria Malik Official

اور پھر بڑے نامحسوس سے انداز میں اپنے آنسو صاف کرتی وہ سیدھی ہو کے بیٹھ گئی۔

"کافی عرصے کے بعد پھپھو سے مل رہی ہوں تو اس لیے رونا آ گیا۔" سفید مومی ہاتھوں سے اپنے گال صاف کرتی وہ آہستگی سے بولی تھی۔

"مطلب آپ کو خلع کا نوٹس بھیجنے پہ افسوس نہیں ہے؟"

مہر نے اس کی بات پہ جیسے تاسف سے اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں پھر سے آنسوؤں سے لبالب بھرنے لگیں تو سارہ پھپھو نے فوراً مہر کو ٹوکا۔

Huria Malik Official

"مہر!بند کرو یہ باتیں۔ "انہوں نے اب کی بار آویز کے آنسو خود صاف کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل!ہمیں اس سچویشن کو انجوائے کرنا چاہیے۔موقع دیکھ کے پارٹی بدلنی چاہیے۔ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بھابھی کہ اتنے جرات مندانہ فیصلے کے بعد دی گریٹ زرداد لالہ کیا کرتے ہیں۔ "زارون نے وہاں آتے چہکنے والے انداز میں کہا تو سارہ پھپھو نے اسے آنکھیں دکھائیں جبکہ دلآویز لب بھینچ کے رہ گئی۔

"ناشتہ کرو گی؟ "انہوں نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تو اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

"فصیحہ بھابھی نے میسج بھجوایا کہ تم نے صبح ناشتہ صحیح سے نہیں کیا۔ "انہوں نے اس کے انکار کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے کہا تھا۔

"سسرال جا کے ناشتہ کریں گی؟ "زارون کی بات کو سیریس لیتی مہراب شرارتی انداز میں بولی تو وہ فوراً بوکھلائی۔

"نن۔۔۔ نہیں پلیز۔۔۔اپنے لالہ کو مت بتانا میرے آنے کا۔ "وہ اس کا سامنا نہیں کر سکتی تھی تبھی تیزی سے بولی تو اس کی روہانسی شکل دیکھ کے ان تینوں کے ہونٹوں پہ مسکان پھیل گئی۔

"پھر بنواوں ناشتہ؟ "اپنی مسکان دباتے ہوئے سارہ پھپھو بولیں تو اس نے ایک نظر ان کے شرارت سے جگمگاتے چہروں کو دیکھا۔

Huria Malik Official

"میں خود کچھ لے لیتی ہوں۔ناشتہ نہیں کروں گی میں۔ "

چونکہ ادھر بھی سب ناشتہ کر چکے تھے اور اسے بھی ناشتے کی ویسی طلب نہیں تھی اس لیے وہ کہتی اپنی جگہ سے اٹھی اور کچن کی طرف چل دی۔

"آپ کو ناشتے کی طلب نہیں ہے لیکن آپ کی خوشبو محسوس کرتے جو آئے ہیں انہیں ضرور ایک سپیشل ناشتے کی طلب کھینچ لائی ہے۔ "اس کے کچن میں غائب ہوتے ہی خوشبوؤں میں بسے نکھرے وجاہت سے بھرپور زرداد نے لاونج میں قدم رکھا۔

Huria Malik Official

جسے دیکھتے ہی زارون نے زور سے آواز لگائی تو فریزر میں کچھ ہلکا پھلکا تلاش کرتی وہ بے توجہی سے ہلکا سا 'اچھا' کر کے رہ گئی۔

"السلام علیکم پھپھو! کیسی ہیں آپ؟" اپنی خوبصورت بھاری مگر سنجیدہ سی آواز میں کہتا وہ سارہ پھپھو کے سامنے جھکا تو وہ بھتیجے کے مضبوط سراپے کو دیکھتی نہال سی ہوتیں اس کی پیشانی چومنے لگیں۔

Huria Malik Official

"داد! آویز نے اگر نوٹس بھجوایا ہے تو یقیناً کچھ تو سوچ کے ہی بھجوایا ہو گا تو کیا تم اس رشتے کو ختم کر دو گے؟ "مہر اور زارون سے ملنے کے بعد وہ پھپھو کے پاس وہیں بیٹھ گیا اور حال احوال کے بعد پھپھو نے متفکر لہجے میں استفسار کیا۔

کہ اس وقت یہی ٹینشن ملک گھرانے کے مکینوں کو کھائے جا رہی تھی۔

"ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔جب تک میری سانسیں چل رہی ہیں تب تک ان کا نام میرے نام سے الگ نہیں ہو گا۔ٹرسٹ

می۔ "بھاری مضبوط لہجے میں بولتا وہ اپنے دل کی کیفیت سے بے نیازی برتتا انہیں تسلی دینے لگا۔

تو اندر کچن میں نیوٹیلا جار اور بریڈ نکالتی آویز کو ایسے محسوس ہوا جیسے باہر زرداد ہو۔

یہ خیال آتے ہی اس کی سانسیں مدہم پڑنے لگیں لیکن جب اسے باہر سے کوئی آواز پھر نہ آئی تو پرسکون سی ہوتی فریزر بند کرتی کیبنٹ کی طرف بڑھ گئی۔

Huria Malik Official

سلیب پہ رکھی پلیٹ میں بریڈ رکھے وہ جار سے چاکلیٹ چھری کی مدد سے ان پر لگا رہی تھی۔

جب آہٹ محسوس ہونے پہ وہ مصروف سے انداز میں مڑی۔

"مہر!تم کھاوگ۔۔۔" چوکھٹ پہ اپنے چھا جانے والے سراپے کے ساتھ کھڑے زرداد کو دیکھ کر چھری اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچی۔

Huria Malik Official

"السلام علیکم "!کریم کلر کے باٹم ٹراوزر کے ساتھ آف وائٹ کالر ٹاپ پہنے وہ کریم کلر کے سکارف کو کالر کے نیچے اڑسائے دونوں کندھوں سے آگے کیے ہوئے تھی۔

"آ۔۔۔آپ اندر کیوں آ رہے ہیں؟ "اس کے اٹھتے قدموں پہ نظر جمائے اس نے سلام کا جواب دینے کی بجائے بوکھلائے سے انداز میں کہا تو زرداد نے نظر بھر کے اسے دیکھا جو ایک ہاتھ میں چھری پکڑے دوسرے ہاتھ سے رخساروں سے ٹکراتی لٹوں کو ہٹاتی حسبِ معمول اس نے نظریں چرائے کھڑی تھی۔

Huria Malik Official

"ناشتہ کرنے آیا ہوں۔ "اس کی بوکھلاہٹ کو دیکھتا وہ ہنوز اپنے قدم اٹھاتا بولا تو اس کے اٹھتے قدموں کے ساتھ اس کی سانسیں مدہم پڑنے لگیں۔

"پھپھ۔۔ پھپھو کو بلاتی ہوں۔ "وہ تیزی سے بولتی اپنی جگہ سے ہلنے لگی ہی تھی کہ وہ لمحوں میں اس کے بے حد نزدیک آ کے رکا تو اسے جیسے کچن کی فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی۔

Huria Malik Official

"مجھے آپ کے ساتھ ناشتہ کرنا ہے جاناں۔ "دلنوازی سے کہتے ہوئے اس نے اس کی جھکی پلکوں پہ ہلکی سی پھونک مارتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا تو اس کی پلکیں لرز اٹھیں۔ جبکہ اس کی نزدیکی پہ چہرہ گلابی پڑنے لگا۔

"پلیز پ۔۔پیچھے ہوں۔آپ اب اس طرح میرے پاس نہیں آ سکتے ہیں۔ "اس کی مسحور کن خوشبو کے اپنے گرد بنتے حصار سے خائف ہوتی وہ لہجے میں بیگانگی سمونے کی ناکام کوشش کرتی مدہم لہجے میں بولی۔

Huria Malik Official

"میں آپ کے پاس اس طرح سے بھی زیادہ ظالم طریقے سے آ سکتا ہوں۔ "ایک انچ کا فاصلہ مزید کم کرتے ہوئے وہ اس کے نزدیک ہوتا دونوں ہاتھ اس کے گرد سلیب پہ جماتا وہ گہرے ذو معنی لہجے میں بولا تو اس کی سانسیں بوجھل ہونے لگیں۔

"نن۔۔ نہیں۔۔۔ "اس کی بیئرڈ پہ نظریں ٹکائے وہ ٹوٹتے لہجے میں بولی کیونکہ وہ اس کے مزید نزدیک آتا اس کی دھڑکنوں کو سست کر رہا تھا۔

"ناشتہ کریں؟ "اس کے ماتھے پہ ابھرتے شبنمی قطروں کو مخمور نگاہوں سے دیکھتا وہ اس کے چہرے پہ قدرے جھکا ہوا بولا تو آویز نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا کہ شاید اس طرح وہ پیچھے ہٹ جائے۔

لیکن پیچھے ہٹنے کی بجائے اس نے دایاں ہاتھ سلیب سے ہٹا کے اس کے ہاتھ سے چھری لے کر بریڈ کا ایک چھوٹا سا سلائس کاٹ کر اس کی طرف بڑھایا تو اس کا چہرہ دہکنے لگا۔

Huria Malik Official

"منہ کھولیں دل۔ "اسے ساکت کھڑے دیکھ کر زرداد نے آہستگی سے کہا تو وہ کانوں میں بجتے دل کے ساتھ تھوڑا سا منہ کھولتی اس پیس کو منہ میں رکھنے لگی۔

لیکن اگلے ہی لمحے اس کی سانسیں تھم سی گئیں اور آنکھوں کی پتلیاں پھیل سی گئیں۔

کیونکہ وہ پیس کا ایک حصہ اس کے منہ میں رکھتا دوسرے سرے کو خود منہ میں لینے کے لیے اس پر یوں جھکا کہ اس کی تراشیدہ مونچھوں کی چبھن وہ اپنے نازک ہونٹوں پہ محسوس کرتی کانپ اٹھی۔

Huria Malik Official

اس نے بمشکل خود کو حرکت دیتے ہوئے خود کو پیچھے کرنا چاہا تھا لیکن اس نے دوسرا ہاتھ بھی سلیب سے ہٹا کے اس کی کمر کے گرد حائل کیا تو دونوں کے درمیان جیسے فاصلہ پل میں ختم ہوا تھا۔

اس کے نازک ہونٹوں کی نرمی نامحسوس انداز میں اس کے اندر جیسے اس کی طلب کے مزید پھول کھلانے لگی تو اس نے دایاں ہاتھ اس کے بالوں میں اڑساتے ہوئے ان کی نرمی محسوس کی۔

اور پھر پوری شدت و محبت کے ساتھ ان ہونٹوں پہ جھکنے لگا جب وہ بمشکل نوالہ نگلتی زور سے لب بھینچتی اس کے کندھے پر چہرہ چھپا گئی۔

"خ۔۔خدا کے لیے۔۔۔ہم کچن میں کھڑے ہیں۔ "حیا سے مغلوب ہوتی وہ ٹوٹتے لہجے میں بولتی جیسے اس وقت جائے فرار چاہ رہی تھی۔

جبکہ اس کے یوں خود میں ہی پناہ تلاشنے پر اس کی مدہوشی مزید سر چڑھنے لگی۔

Huria Malik Official

"ایسے نہیں کر۔۔۔۔۔" اس کے ریشمی بالوں کی مہک خود میں اتارتے وہ اس کے بالوں پہ لب رکھتا بول رہا تھا جب ایک بھیانک سی چیخ کی آواز پر اس نے چونکے بغیر پلٹ کر دیکھا۔

جہاں کچن کے دروازے کے بیچ و بیچ ابھی باہر سے آنے والا ہارون جو آویز اور زرداد دونوں کی موجودگی سے بے خبر تھا اور سیدھا کچن میں آیا تھا۔

لیکن کچن میں دکھائی دیتے رومانوی منظر کو دیکھ کر اپنی چیخ پہ قابو نہ رکھ سکا۔

Huria Malik Official

کہ جس جوڑے کی متوقع ڈائیورس نے خاندان کے ہر فرد کی نیند اڑا رکھی تھی وہ یہاں ایک دوسرے کی بانہوں میں مقید ایک دوسرے کی سانسیں چرا رہے تھے۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ؟" بے یقینی و حیرت کا جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ بول کیا رہا تھا۔

"اور یہ میں تمہیں کیوں بتاوں گا؟" شرم و خفت سے لال قندھاری انار بنتی آویز کی اپنی بانہوں سے نکلنے کی کوشش کو ناکام بناتا وہ اس کے سر کی پشت پہ ہاتھ جماتا اس کے چہرہ

Huria Malik Official

یونہی کندھے میں چھپائے ہارون کو سرد لہجے میں جواب گو

ہوا تو وہ جیسے بھنا سا گیا۔

"ڈھٹائی اور بے باکی کے اس عظیم مظاہرے پہ اکیس توپوں

کی سلامی ہے آپ لوگوں کو۔ مطلب کہ کل رات سے جس

شاہکار جوڑے کی ڈائیورس کی خبر نے سب کا نیند، چین،

سکون سب تباہ کر رکھا ہے۔وہ جوڑا ایک دوسرے میں مگن

ایک رومانٹک ناشتہ کر رہا ہے۔کانٹ بلیو۔ "ہمیشہ کی طرح بنا

ڈھکن کے اس کا منہ جب کھلا تو پھر بنا سوچے سمجھے وہ بولتا

ہی چلا گیا۔

Huria Malik Official

جبکہ اس کے الفاظ پہ اس میں چھپی آویز کا دل چاہا کہ وہ زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔

اس نے زور سے مزاحمت کرتے ہوئے خود کو اس سے دور کرنا چاہا جو ہارون پہ ایک گھوری ڈالتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ریلیکس آویز! کچھ نہیں ہوا۔نہ اس نے کچھ دیک۔۔۔۔۔ "وہ اس کی شرم و حیا سے واقف تھا اور اس کے ردعمل سے بھی اس لیے بڑی رسانیت سے اسے سمجھا

رہا تھا جب وہ خفت سے مزید سرخ پڑتی اسے پرے کرتی بھاگنے کے سے انداز میں کچن سے نکل گئی۔

"واٹ دا ہیل !تم بنا بتائے یوں کیسے ادھر آ گئے۔ "اس کے ردعمل پہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتا وہ ہارون پہ دھاڑا تھا۔

"یہ پبلک پلیس ہے بیرسٹر صاحب۔ "اس نے جتانے والے انداز میں کہا لیکن بے سود۔

"تمہاری وجہ سے اب وہ نجانے کتنے دن یوں کترائے ہوئے رہیں گی۔اگر غلطی سے آ گئے تھے تو منہ بند کر کے واپس

Huria Malik Official

دفع بھی ہو سکتے تھے۔ "وہ عام حالات میں یوں زیادہ بولتا نہیں تھا بس آنکھوں کی جنبش سے اگلے کی بولتی بند کر دیتا تھا۔

لیکن اس وقت اسے آویز سے بات کرنا تھی اور اب وہ کسی صورت اس کے ہاتھ نہیں آنے والی تھی۔اسی وجہ سے اس کی جھنجھلاہٹ عروج پہ تھی۔

"تو برقع پہن لیجیے گا بیرسٹر صاحب "!اس کے جواب پہ زرداد نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے گھورا تو وہ گڑبڑاتا ہوا فوراً لب بھینچ گیا۔

Huria Malik Official

"خبردار!تم آویز کے سامنے گئے یا اس سے کسی بھی قسم کی کوئی بکواس کی۔"کچن سے نکلتے ہوئے اس نے کڑے انداز میں اسے تنبیہہ کی تو وہ بوکھلایا۔

"نو داد!یار میری کزن ہے وہ اور سب سے بڑھ کے بڑی بھابھی ہے یار۔ان سے بات کیے بغیر ایک ہی گھر میں کیسے رہوں میں؟ "وہ شرارت بھولتا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔

"نو مور آرگیومینٹس! اٹس مائن آرڈر۔ "بنا مڑے ہاتھ اٹھا کے بارعب اور سنجیدہ سے بے نیازی سے بھرپور لہجے میں بولتا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اسے کورٹ جانا تھا۔

جبکہ ہارون اب اندر ماں کی طرف بڑھا تھا جو لاونج میں بیٹھیں بیٹے اور بھتیجے کی گفتگو مہر اور زارون کے ساتھ انجوائے کر رہی تھیں۔

کیونکہ آویز کا بھاگنے کے سے انداز میں اپنے کمرے میں جانا وہ بھی ملاحظہ کر چکے تھے۔

Huria Malik Official

\-------------------------------------

\---

چھوٹی سی ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے وہ چاروں نفوس خاموشی سے اپنا ناشتہ کر رہے تھے جب نثار صاحب نے پراٹھے کا نوالہ نگلتے ہوئے بیٹیوں اور بیوی پہ اک طائرانہ سی نگاہ ڈالی۔

"زری! آج یونیورسٹی سے چھٹی لے لو۔ تمہاری پھپھو آ رہی ہے آج تو بہن اور ماں کے ساتھ کاج کام میں ہاتھ بٹانے کے لیے ضرورت ہو گی۔" انھوں نے مصروف سے انداز

میں ناشتہ کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو اس کا منہ کی طرف جاتا ہاتھ اسی زاویے پہ ساکت ہو گیا۔

جبکہ آئرہ اور ساجدہ بیگم کے چہرے عضلات بھی جیسے تن سے گئے تھے۔

"لیکن ابا آج میرا ٹیسٹ اور ضروری لیکچرز ہیں۔ "کچھ پلوں بعد خود میں بولنے کی ہمت جمع کرتی وہ مدہم سے لہجے میں بولی۔

Huria Malik Official

"کوئی بات نہیں اگر ایک دن کام رہ بھی گیا تو۔ "ابا کی بے نیازی عروج پہ تھی۔جسے محسوس کرتے اس نے نوالہ واپس پلیٹ میں رکھ دیا اور التجائیہ انداز میں اماں کی طرف دیکھا۔

"میں اور آئرہ کر لیں گی مینیج۔آپا لوگ کون سا بہت زیادہ افراد ہیں آرام سے کام ہو جائے گا۔اسے یونیورسٹی جانے دیں جب آئی تو کر لیں مدد۔ "ساجدہ بیگم نے ہلکے پھلکے سے انداز میں اُن کی طرف دیکھتے ہوئے بیٹی کی پر امید آنکھوں کی لاج رکھی۔

Huria Malik Official

"کہہ دیا نا کہ آج چھٹی کر لے تو کوئی قیامت نہیں آ جائے گی۔ویسے بھی آپا کو پسند نہیں ہے کہ جب وہ آئیں اور یہ گھر سے باہر ہو۔ "ساجدہ بیگم کی بات سن کر وہ ایک دم سے بلند لہجے میں بولے تو زری کے گلے میں آنسوؤں کا گولہ سا جم گیا۔

جبکہ آئرہ اور ساجدہ بیگم کے چہرے مزید بے تاثر ہو گئے۔

"ارے عمر بیٹا! آو تم کب آئے؟ "اچانک کھٹکے کی آواز پہ نثار صاحب نے سب سے پہلے چہرہ اٹھا کے دیکھا جہاں عمر ہال کے دروازے کے نزدیک کھڑا تھا۔

"السلام علیکم"!اس کی بھاری آواز سنتی زری نے فوراً چہرے پہ ہاتھ پھیرتے جیسے ہر احساس کو مٹانا چاہا۔

"وعلیکم السلام!آو بیٹھو بیٹا۔ناشتہ کرو۔"ساجدہ بیگم نے خوش اخلاقی سے کہتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ پر تکلف سے انداز میں کرسی پہ ٹک گیا۔

"ناشتہ نہیں کروں گا۔ابا نے بھیجا ہے مجھے کہ زُھرہ کا کوئی ضروری لیکچر اور ٹیسٹ ہے اسے ٹائم پہ یونیورسٹی چھوڑ کے

آو۔ "سہولت سے ناشتے کی آفر مسترد کرتے ہوئے وہ اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوا۔

تو اپنے نام کی اس پکار پہ اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کے اسے دیکھا جو سیاہ پینٹ کے ساتھ سیاہ شرٹ پہنے، حسبِ عادت اس کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کیے اس کی طرف ہی متوجہ تھا۔

"زُھرہ!اگر تیار ہو تو جلدی کرو۔مجھے آفس پہنچنا ہے۔"اس کے دیکھنے پہ اس نے کسی کے بھی کچھ بولنے سے قبل مزید

Huria Malik Official

کہا تو اس طرزِ تخاطب پر اس کی ہارٹ بیٹ مِس ہوئی تھی۔

کیونکہ اسے 'زُھرہ 'صرف عمر ہی پکارتا تھا باقی سب کے لیے وہ 'زری 'تھی۔

"وہ۔۔میں آج یونی نہیں جاوں گی۔شکریہ۔ "فوراً نظریں چراتی وہ چند لمحے ملنے والے ابا کے حکم کے پیشِ نظر بولتی اپنی جگہ سے اٹھنے لگی۔

Huria Malik Official

"ابا نے خصوصی طور پر مجھے بھیجا ہے کہ تمہارا آج جانا ضروری ہے کل بتایا تم نے انہیں۔ایسے میں تم نہ گئی تو وہ یہی سمجھیں گے کہ میں تمہیں جان بوجھ کے لے کے نہیں گیا۔ "نجانے کتنے سالوں بعد ان کے درمیان یوں لمبے جملوں کا تبادلہ ہوا تھا۔

دونوں شاید اس احساس کو فراموش کیے اس تکرار میں مشغول تھے۔

جبکہ اس کے ریزروڈ اور قدرے خشک سے لہجے میں کہے گئے الفاظ پہ تذبذب کا شکار ہوتے نثار صاحب نے بھتیجے کو دیکھا۔

Huria Malik Official

"وہ دراصل عمر بیٹے! آج آپا آ رہیں تو یہ ان کے ساتھ ٹائم گزارنا چاہتی ہے۔ "ہلکا سا مسکراتے ہوئے انہوں نے اب کی بار خود اس کی چھٹی کی توجیہہ پیش کی تو زری نے ضبط سے اپنے لب بھینچے۔

"سوری چچا جان! یہ ٹائم یونی سے آ کے دے لے۔ میں لیٹ ہو رہا ہوں اور ابا سے ڈانٹ کھانے کے بھی موڈ میں نہیں ہوں۔ "ان کی طرف متوجہ ہوتا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تو

انہوں نے گہری سانس بھرتے ہوئے زری کو تیار ہونے کا اشارہ کیا۔

تو ساجدہ بیگم اور آئرہ کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے ہوئے جبکہ ہونٹوں پہ بھلی سی مسکان پھیل گئی۔

جبکہ وہ ذہن میں یہ سوچتی کہ کل تایا ابا کے ساتھ گپ شپ لگاتے اس نے کب انہیں لیکچرز کا بتایا تھا، تیار ہونے چل دی۔

جبکہ اس کا انتظار کرتا عمر آئرہ کی لائی ہوئی چائے نوش فرماتا اب چچا اور چچی سے گفتگو کر رہا تھا۔

بلیک ٹراوز، اورنج اور بلیک کمبینیشن کی شرٹ پہنے وہ سیاہ بڑی سی چادر جس کا بارڈر ملٹی کلر کی کڑھائی سے مزین تھا، اوڑھے ہوئے، سفید پیروں میں سیاہ سینڈل پہنے، کندھے پہ بیگ لٹکائے اس کے ہمراہ جب ہال سے نکلتی باہر آئی تو سورج کی تپش بڑھ رہی تھی۔

"میں اس پہ نہیں جاوں گی۔ "اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے خاموشی کے ساتھ جب اس نے گیٹ پار کیا تو سامنے ہی کھڑی اس کی ہیوی بائیک کو دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں سے ایک دم سے پھسلا تھا۔

جبکہ اس کے یوں بے دھڑک بول اٹھنے پہ عمر نے نظریں گھما کے اس کی طرف دیکھا تو زری کی نظر بے ساختہ اس کے گریبان کے اوپری کھلے بٹن کے باعث نظر آتی گردن پہ پڑی تو چہرے پہ کئی رنگ چھانے لگے۔

"اور کبھی جو اس پہ واقعی بیٹھنا پڑ گیا تو؟ "اس کے چہرے پہ آتے جاتے رنگوں کو دیکھتا ہوا وہ جانے کیوں بول اٹھا۔ تو اس کی گردن کی ابھرتی معدوم ہوتی گلٹی کو دیکھتی زهره جیسے اک ٹرانس میں بولی۔

"تو پھر شاید میری سانسیں بند ہو جائیں۔ "اس کے یوں کھوئے سے انداز میں کہنے پر عمر نے گہری نگاہوں سے اس کی نگاہوں کے ارتکاز کو محسوس کیا اور پھر نظر بھٹکتی ہوئی اس کے ہونٹوں پہ آن ٹھہری۔

Huria Malik Official

"میں یہ ضرور دیکھنا چاہوں گا۔لیکن ابھی تم رکو میں گاڑی لے آوں۔ "پہلہ جملہ ذو معنی انداز میں کہتا وہ ایک سے اپنے خول میں سمٹتا ہوا اور بائیک یونہی گھسیٹ کے اپنے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ ان کے پیچھے قدم اٹھاتی زری کا ذہن اب اس بات میں الجھ چکا تھا کہ جب تایا ابا نے اسے اِس کو ڈراپ کرنے کے لیے بھیجا تھا تو وہ جانتے بوجھتے یہ بائیک کیوں لے کر آیا تھا۔

-

"لیکچرز ہونے کے باوجود تم چھٹی کیوں کرنا چاہتی تھی؟ "

گاڑی میں پھیلی خاموشی کو عمر کی بھاری آواز نے توڑا تو اپنی سوچوں میں گم بیٹھی زری نے چونک کے اس کی طرف دیکھا جو آج اسے شاک پر شاک دیے جا رہا تھا۔

"ویسے ہی۔ "وہ اسے وجہ نہیں بتا سکتی تھی اس لیے مختصراً کہتی رخ کھڑکی کی طرف موڑ گئی۔

"تم یونی سے آ کے گھر نہیں جاو گی۔ "اس کے جواب پہ لب بھینچتا وہ چند لمحوں کے بعد بولا تو اب کی بار اس کی آنکھوں میں شدید حیرت جاگی تھی۔

"کیوں؟ "اس کا سوال بہت بے ساختہ تھا۔

"کیونکہ میرے کچھ کپڑے استری کرنے والے ہیں۔ "اس کے بے نیازی سے کہنے پر اس کا دل چاہا وہ زور سے چلا اٹھے۔

کیا وہ اس کی نوکرانی تھی جسے فقط وہ کام کے لیے ہی مخاطب ہو سکتا تھا۔

Huria Malik Official

"پھپھو نے آنا ہے آج۔ان سے ملنے کے بعد شام میں آ کے آپ کے کپڑے استری کر دوں گی۔" وہ اپنا غبار اس پہ نہیں نکال سکتی تھی اس لیے فوراً چہرہ جھکاتی سپاٹ سے انداز میں بولی تو عمر نے گردن گھما کے اس کی طرف دیکھا جو ہمیشہ کی طرح اسے دیکھنے سے گریزاں تھی۔

"پھپھو آخری دفعہ نہیں آئی ہیں۔ان سے مل لینا بعد میں۔مجھے رات کو اس آفیشل ٹور پر جانا ہے۔شام تک

پیکنگ مکمل کرنی ہے۔" اس کا لہجہ ہمیشہ کی طرح خشک اور سخت ہوا تو وہ بنا کوئی جواب دیے لب بھینچ گئی۔

تو اس کی طرف متوجہ عمر اچانک سامنے سے آتی گاڑی کو دیکھ کر تیزی سے کٹ دینے لگا تو وہ ایک دم سے اس افتاد پہ بوکھلاتی اس کی طرف لہرائی تھی۔

"عمر! دھیان سے پلیز۔۔۔ "گاڑی کو ایک دم سے سائیڈ کرنے پر وہ لہراتی ہوئی اس کی طرف الٹتی اس کے کندھے سے لگتی ایک ہاتھ اس کی بائیں تھائی اور دوسرا ہاتھ اس

Huria Malik Official

کے کندھے پہ جماتی بے ساختہ حواس باختہ سے انداز میں پکاری تھی۔

جبکہ گاڑی سٹاپ کرتا عمر جو گاڑی کے ایک دم سے سامنے آنے پر اتنا پریشان نہیں ہوا تھا جتنا وہ اس کے ایک دم سے اس کے یوں قریب آنے اور اس کی مدہم سی آواز پہ بوکھلایا تھا۔

"کیا ہو گیا تھا آپ کو؟دھیان کدھر تھا آپ کا؟اگر کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟ "ہنوز اس کے کندھے سے لگی وہ اس کی

Huria Malik Official

تھائی اور کندھے پہ اپنی گرفت مضبوط کیے متفکر لہجے میں بولتی ایک دم سے رو دی۔

تو عمر جو نکاح کے بعد پہلی دفعہ اسے یوں اپنے اس قدر نزدیک دیکھ کر ساکت ہو چکا تھا، اس کے ایسے رونے پر جیسے ہوش میں آیا تھا۔

"ششش!چپ کرو۔کچھ بھی نہیں ہوا۔سب ٹھیک ہے۔ "

اپنے دل کی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو بمشکل کنٹرول کرتا وہ اس کے اپنے کندھے پہ ٹکے سر کو ہولے سے تھپتھپاتا

Huria Malik Official

ہوا گھمبیر لہجے میں بولا تو روتی ہوئی زھرہ نے ایک دم سے

سر اٹھا کے اس کی طرف دیکھا۔

تو اس کی طرف دیکھتا 'عمر وجدان 'جیسے اپنی ہستی تک

فراموش کر گیا۔

خوبصورت گہری بھیگی آنکھیں جو ونڈو پر پڑتی دھوپ کی

کرنوں کی باعث چمک رہی تھیں وہ پل میں پورے کا پورا

عمر وجدان خود میں ڈبو گئیں۔

Huria Malik Official

"اگر۔۔۔اگر کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ت۔۔۔۔ "سڑک کے کنارے گاڑی روکے وہ اس وقت قدرے کم آمدورفت والے علاقے میں کھڑے دنیا و مافیہما سے بے خبر ایک دوسرے کی طرف متوجہ تھے۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ریلیکس۔"اس تو کے آگے سوچتی زری کی آنکھیں پھر سے بھرنے لگیں تو اگلے ہی پل وہ ہوا جو دونوں نے کبھی نہ سوچا تھا۔

اس کی آنکھوں میں بھرتے نمکین پانیوں سے شکست کھاتا ہوا عمر اس کے اپنے کندھے سے لگے چہرے پر جھکا اور

Huria Malik Official

بڑی سہولت و شدت کے ساتھ ان آنکھوں کی نمی اپنے ہونٹوں میں سمیٹتا اس کے پورے وجود کو شل کر گیا۔

وہ سست پڑتی دھڑکنوں کے ساتھ ساکت و جامد آنکھیں موندیں جیسے مرنے کو تھی۔

یہ کیا ہوا تھا؟؟

وہ بھی اس انداز میں؟؟

وہ جیسے اس لمحے اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔اسے کے اندر مزاحمت کی قوت بھی جیسے ختم ہو چکی تھی۔

Huria Malik Official

وہ بس چپ چاپ بیٹھی اس کے لبوں کا دہکتا لمس اپنی متورم آنکھوں پہ محسوس کرتی جیسے ایک دم سے کسی گہرے خواب سے چونکی تھی۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔" وہ ایک دم سے اس کے کندھے اور تھائی سے ہاتھ ہٹاتی اس سے فاصلے پہ ہوتی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

جس کے تراشیدہ مونچھوں تلے سجے ہونٹوں پر اس کے آنسوؤں کی نمی چمک رہی تھی۔

Huria Malik Official

جبکہ دلکش آنکھیں مختلف رنگوں سے سجیں اس کو دیکھ رہی تھیں جس کا رنگ سپید پڑ رہا تھا۔

"مجھے۔۔مجھے یونی چھوڑ کے آئیں۔ "اس کے لمس سے دہکتی آنکھوں کو جھکاتی وہ پل میں رخ موڑتی اپنے چہرے کو صاف کرنے لگی۔

تو وہ اپنی اس بے ساختہ حرکت پر اس کے ردعمل کو جستفائی سمجھتا گاڑی سٹارٹ کرتا اپنے جذبات کو تھپکی دینے لگا۔

Huria Malik Official

"آج جو ہوا آج کے بعد اسے کسی بھی رو میں آ کے مت کیجیے گا۔ہمارا رشتہ اس بے تکلفی کا حامل نہیں ہے اور نا ہی آپ کا اور عروج کا تعلق آپ کو یہ سب کرنے کی اجازت دیتا ہے۔" گاڑی جب یونی کے سامنے رکی تو وہ دروازہ کھول کے نکلتی بے تاثر انداز میں کہتی وہ بنا اس کی طرف دیکھے نکل گئی۔

جبکہ وہ اس کے الفاظ پہ سنسناتے دماغ کے ساتھ اپنے لب زور سے بھینچتا آنکھوں میں دہکتے انگارے لیے گاڑی زن سے اڑاتا وہاں سے چلا گیا۔

Huria Malik Official

دوسری جانب اپنی کلاس کی طرف بڑھتی زھرہ کی آنکھیں کسی کے دہکتے لمس سے بوجھل ہوتیں بار بار بھیگ رہی تھیں۔

وہ گہری نیند میں سو رہی تھی جب مسلسل بجتے موبائل نے اس کی نیند میں خلل ڈالا تو اس نے کسلمندی سے ہاتھ بڑھا کے دوسرے تکیے کے پاس پڑا موبائل اٹھا کے بنا دیکھے کال ریسیو کی اور موبائل کان سے لگایا۔

Huria Malik Official

"ہمممم "!نیند کی شدت اس قدر حاوی تھی اس وقت کہ اس نے سلام یا ہیلو کی بجائے ہلکا سا ہنکارہ بھرا۔ جو دوسری جانب موجود فرد کو سلگا کے رکھ گیا۔

"تمہیں سونے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے ادھر۔دو نوٹس جا چکے ہیں اس شخص کی طرف لیکن اس کی جانب سے جوابی کارروائی نہ ہونے کے باعث کل اسے کورٹ میں بلایا جا رہا ہے اور تم اس کے خلاف کیس لڑنے کی تیاری کرنے کی بجائے نیند پوری کر رہی ہو۔لعنت ہے تم پر۔ "دوسری

Huria Malik Official

جانب موجود سے حقارت و غصے سے بولا گیا تو اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔

وہ ایک دم سے اٹھ کے بیٹھ گئی۔

"میں۔۔۔میں یہ کیس نہیں لڑ سکتی ہوں۔ "اس نے تیزی سے کہا تو دوسری جانب موجود فرد کے چہرے پہ کدورت پھیلنے لگی۔

"اس بات کا نتیجہ جانتی ہو نا؟ "دھمکی آمیز لہجے پہ اس کی سانسیں تھمنے لگیں۔

Huria Malik Official

"ن۔۔نہیں پلیز کچھ مت کیجیے گا۔میں۔۔میں نے طلاق لینے سے انکار نہیں کیا ہے۔لیکن م۔۔میں یہ کیس خود نہیں لڑ پاوں گی۔ "وہ لرزتے لہجے میں بولی تو اس طرف موجود فرد کے چہرے پر فتح مندانہ مسکان پھیلی۔

"پاگل عورت!کیس لڑے گا کون؟اپنی ہی بیوی جب طلاق لینے کے لیے کیس لڑے گی تو پہلی ہی پیشی میں وہ مارے شرمندگی و ذلت کے طلاق تمہیں دے گا۔ "دوسری جانب

سے کہے گئے ان سفاک الفاظ پہ اس کی دھڑکنیں جیسے رک سی گئیں۔

اور ہیزل گرین آنکھیں پل میں بھیگ گئی تھیں۔

"تم کل کورٹ جا رہی ہو۔اگر نہ گئی تو طلاق یافتہ ہونے سے پہلے بیوہ بن جاو گی۔ "دل دہلا دینے والی اس دھمکی کے بعد کال بند ہو گئی جبکہ وہ دل میں اٹھتے کرب اور اذیت کے باعث اپنی بے بسی پر زور زور سے روتی چلی گئی۔

Huria Malik Official

دل آویز ملک کی جانب سے اسے خلع کے دو نوٹس مل چکے ہیں جنہیں وہ راکھ کی نذر کر چکا تھا۔

پہلے نوٹس کے علاوہ مینشن میں کوئی بھی فرد اگلے کسی نوٹس کے متعلق باخبر نہیں تھا۔

ماسوائے بہرام اور شاہ ویز کے۔

'ملک وِلا 'آئے آویز کو کافی دن ہو چکے تھے ایسے میں مینشن کے سبھی افراد ماسوائے دادا جان اس سے ملنے آئے تھے۔

نوجوان پارٹی تو زور شام کو ادھر ہی اب پائی جاتی تھی کیونکہ اگرچہ ان کے رشتے میں بہت کشیدگی چل رہی تھی

Huria Malik Official

لیکن وہ ملک مینشن کے سب سے بڑے پوتے کی چہیتی منکوحہ تھی۔

جو ان میں سے بہت سوں سے عمر میں چھوٹی تھی لیکن رشتے میں ان سے بڑی ہونے کے باعث وہ سب کے لیے 'بھابھی' تھی۔

اس کے علاوہ اس کی شرم و حیا، زرداد کے نام پر اس کی بوکھلاہٹ، اس کی معصومیت و بیوقوفی کے باعث وہ سب اس سے بہت پیار کرتے تھے۔

اس کا زرداد کے ساتھ کیا معاملہ تھا یہ کوئی ڈسکس نہ کرتا تھا نہ زرداد کو یہ پسند تھا۔

Huria Malik Official

اس کے باوجود سب اس کے پاس آتے اور بھرپور ٹائم دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ کورٹ نہ گئی نہ کیس کی کوئی تیاری کر سکی۔

اور یہی چیز زرداد کے لیے اطمینان کا باعث تھی کہ جب تک وہ کورٹ آ ہی نہیں سکتی تو اس کی طرف سے کیس خودبخود کمزور پڑ جائے گا۔

وہ چاہتا تو ایک لمحے میں اس خلع نامے یا کیس کو ختم کر سکتا تھا لیکن وہ اسے یہ جتانا نہیں چاہتا تھا کہ اس نے یہ سب 'بیرسٹر زرداد ملک 'بن کے کیا تھا۔

Huria Malik Official

وہ اس کے لیے اس کے سامنے صرف اس کا زرداد بن کے

رہنا چاہتا تھا۔

اس وقت وہ بہت اطمینان اور اپنے مخصوص انداز میں

کورٹ روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔

جبکہ اس کے چند قدم پیچھے چند وکلاء اور اس کے بائیں

جانب بہرام موجود تھا۔

Huria Malik Official

"سر! آر یو شیور کہ بھابھی میم آج بھی نہیں آئیں گی؟ "

بہرام نے ذہن میں آتے انجانے خدشے کے پیشِ نظر اس سے استفسار کیا۔

جو اس کی طرف ہرگز متوجہ نہیں تھا بلکہ اس کی سیاہ چمکتی آنکھیں سامنے سے آتے دو وکلاء اور جبار ہمدانی کے ہمراہ چلتی آتی 'دلآویز ملک 'پر مرکوز تھیں۔

جو آف وائٹ کیپری اور کرتے پر سیاہ کوٹ پہنے ہاتھ میں ایک سیاہ فائل پکڑے، پیروں میں سیاہ رنگ کی بلاک درمیانی سی ہیل پہنے، چہرے پہ بے رنگ تاثرات سجائے آگے بڑھ رہی تھی۔

Huria Malik Official

"تمہاری بھابھی آ چکی ہیں بہرام مجھے ہر وعدے کی قید سے آزاد کرنے کے لیے۔" نگاہیں آگے بڑھتی دلآویز کے اٹھتے قدموں پہ جمائے وہ سنگین لہجے میں بولتا مضبوط قدم اٹھاتا کورٹ روم کی جانب بڑھنے کی بجائے اس کی طرف بڑھا۔ اور کسی کے بھی کچھ بھی سمجھنے سے قبل اس کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں لیتا کورٹ روم کی طرف بڑھا۔

Huria Malik Official

"یہ کیا بدتمیزی ہے ز۔۔۔۔۔" جبار ہمدانی اس کی طرف بڑھا جب بہرام نے فوراً درمیان میں آتے اسے آنکھ اٹھا کے رک جانے کا اشارہ کیا۔

تو وہ جگہ کا خیال کرتا ضبط کے گھونٹ بھر کے رہ گیا۔

کیونکہ وہ کورٹ نہیں بلکہ بیرسٹر زرداد ملک کا گڑھ تھا۔

جب وہ مزاحمت کرتی دلآویز کی کلائی جھکڑے کورٹ روم میں داخل ہوا تو اسی لمحے آ کے بیٹھتے جج نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا۔

Huria Malik Official

بلکہ صرف انہوں نے ہی نہیں تمام حاضرین نے بے یقینی و حیرت سے انہیں دیکھا۔

"ایم سوری جج صاجب!عدالت کا وقت ضائع کرنے پر معذرت خواہ ہیں لیکن چونکہ میری مسز زرداد سے صلح ہو گئی ہے اس لیے ہم یہ کیس یہی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ "اس کی کلائی پہ گرفت قائم رکھے وہ اسے کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر بلند آواز میں بولا۔

تو سبھی کے اندر اس انوکھے کیس کی سنوائی اور اس کی پیش بندی پر ہلچل سی مچ گئی۔

"آڈر! آڈر "!جج صاحب نے ناگواری سے اپنے چہیتے بیرسٹر کو دیکھا جس کے پہلو میں کھڑی مسز زرداد کے چہرے کا رنگ فق ہوا جا رہا تھا۔

"آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟ "جج صاحب کی توجہ مکمل دلآویز کی طرف تھی۔

جس کے کانوں میں کسی کی سنگین دھمکیاں گونج رہی تھیں تو ایک طرف کلائی پہ موجود اس کی مضبوط ہتھیلی کی گرفت۔۔۔۔

وہ جیسے ایک طوفان کی زد میں آئی ہوئی تھی۔

"م۔۔۔میں خلع چاہتی ہوں۔ "ایک طوفان سے گزرتے ہوئے اس نے اس گرفت سے آزادی حاصل کرنے کے لیے دل پہ کڑے پہرے بٹھاتے ہوئے جب کانپتے ہوئے لہجے میں بولا تو اس کے ساتھ کھڑے زرداد نے گردن گھما کے بے پناہ بے یقینی سے اسے دیکھا۔

جو سر جھکائے اس کی گرفت سے کلائی آزاد کرواتی اس سے کچھ فرلانگ کے فاصلے پر ہوئی تھی۔

Huria Malik Official

"جج صاحب! میں بیرسٹر صاحب سے خلع لینا چاہتی ہوں اور میں امید رکھتی ہوں کہ تمام حقائق کو دیکھتے ہوئے کسی کی قابلیت، نام، شہرت سے بالاتر ہو کر فیصلہ انصاف کی بنیاد پر ہو۔ "اس سے مزید فاصلہ بڑھاتی وہ جج صاحب کی طرف دیکھتی اک انوکھے سے انداز میں بولتی کیس کا آغاز کر گئی تھی۔

جبکہ اسی جگہ پہ کھڑا زرداد وہاں موجود وکلاء کی سرگوشیوں اور وہاں موجود افراد کی چہ مگوئیوں کو محسوس کرتا سلگتی نگاہوں سے اس کی سیاہ کوٹ میں ملبوس پشت کو دیکھ رہا تھا جس پر پڑے خوبصورت بال اس کی توجہ کھینچ رہے تھے۔

"آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟ "جج صاحب نے آویز سے اس کے موقف پوری تفصیل سے سننے کے بعد اپنی توجہ کورٹ روم کے وسط میں کھڑے زرداد کی طرف مبذول کی۔

"مسز دلآویز کو ان کا پہلا کیس لڑنے پر مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ "انتہائی اطمینان سے کہتے ہوئے وہ چلتا ہوا آگے آیا اور اپنے اندر اٹھتے طوفان کے قطع نظر سکون سے کرسی پہ براجمان ہو گیا۔

Huria Malik Official

کیونکہ وہ کبھی بھی اس کے مقابل کھڑے ہو کر اس کے خلاف دلائل نہیں دے سکتا تھا۔

وہ اپنی عورت کے مقابل کھڑا ہو کر اتنے لوگوں میں اسے غلط کہہ کے اس کا مورال ڈاون نہیں کر سکتا تھا۔

تبھی وہ جج صاحب کے دوبارہ استفسار پر 'نو اوفینس 'کہتا منع کر گیا۔

جبکہ اس کے الفاظ پہ اندر تک خالی ہوتی آویز اپنے پلکیں زور سے جھپکتی ہوئی اپنے آنسو اندر اتارنے لگی۔

تو اس قدر عجیب و غریب کیس کو دیکھتے جج صاحب نے سماعت ختم کی اور اگلی پیشی کی تاریخ دے دی۔ جس میں ان دونوں کو اپنے موقف مزید پیش کرنے اور اپنے اپنے وکیل کے ساتھ آنے کی ہدایت دی گئی تھی۔

____

وہ تھکے اور پرمژدہ سے وجود کے ساتھ جبار ہمدانی کی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی کیونکہ چند دنوں میں زرداد کے ساتھ تعلق ختم ہونے کا احساس اس کے اندر کو کچوکے لگاتا اسے پل پل مار رہا تھا۔

اس سے قبل کے وہ گاڑی میں بیٹھتی تیز قدموں سے آتے بہرام نے اسے روکا۔

"میں آپ کو 'وِلا' لے چلتا ہوں بھابھی میم۔ "اس کی مودب آواز پہ اس نے جبار صاحب کی طرف دیکھا۔

تو انہوں نے کندھے اچکا دیے کہ ان کے خیال میں دشمن کے نزدیک رہ کے اس پہ وار کروانے کا اپنا ہی لطف تھا۔

اور ایسے میں جب وہ ملک خاندان کے بیچ میں رہ کے ان کے بیٹے کو بے عزت کر کے یہ رشتہ ختم کرے گی تو کوئی اس کی طرف پلٹ کے دیکھے گا بھی نہیں۔

اسی سوچ کے تحت اس نے اسے بہرام کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔

جس پر وہ خود کو سنبھالتی گاڑی کی بیک سیٹ کی طرف بڑھ گئی جس کا دروازہ کھولتے بہرام نے عزت سے اسے راستہ دیا۔

Huria Malik Official

سیٹ پہ بیٹھتے ہی اس نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے آنکھیں موندیں تو کئی بے لگام آنسو قطار در قطار اس کے رخساروں پہ بہتے چلے گئے۔

جس پر مرر سے دیکھتے بہرام نے موبائل سے ایک میسج ایک جانے پہچانے سے نمبر پہ سینڈ کیا۔

Huria Malik Official

سیاہ مرسڈیز بہت تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی اور اس کی بیک سیٹ پہ براجمان وہ بھنچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ بیٹھا ہوا کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

اس کی سیاہ آنکھوں کے گوشے اس وقت شدتِ ضبط سے سرخ ہو رہے تھے لیکن ان میں چھایا جمود خود میں بہت سے طوفان چھپائے ہوئے تھا۔

ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے وہ کھڑکی پہ بازو جمائے ہوئے تھا تو دوسرا ہاتھ اس کی گود میں پڑا ہوا تھا جبکہ دماغ اس وقت ہزاروں تانے بانے بننے میں الجھا ہوا تھا۔

Huria Malik Official

جب گاڑی ایک مشہور و مایہ ناز ڈائمنڈ کمپنی کے نام ایک جھٹکے سے رکی۔ گاڑی کے رکنے پہ اس نے سر گھما کے چبھتی نگاہوں سے اس کی کمپنی کی طرف دیکھا جس کے ماتھے پہ "زیڈ ایم جیولرز "کا نام اس کے اندر لگی آگ مزید بھڑکا گیا۔

لیکن خود پہ ڈھیروں ضبط رکھتے ہوئے وہ ڈرائیور کے دروازہ کھولنے پہ باہر نکلا اور اپنی آنکھوں پہ سیاہ گاگلز چڑھاتا ہوا وہ اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتا اندر کی جانب بڑھا۔

Huria Malik Official

کمپنی کے گیٹ پہ کھڑے چوکیدار سے لے کر اندر کام کرتے ورکرز نے حیرت و بے یقینی سے قیمتی سیاہ تھری پیس میں ملبوس زرداد ملک کو وہاں آتے دیکھا۔

اس کے ریسیپشن کے نزدیک پہنچتے ہی اس کے ساتھ موجود خالد نے ریسیپشنسٹ سے اپائمنٹ لی جبکہ وہ خود وزیٹنگ ایریے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ چاہتا تو سیدھا اندر بھی جا سکتا تھا کہ اس نے کبھی ایسے انتظار کا تکلف نہ کیا تھا لیکن وہ ایسا کر کے کسی کو خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

لیکن چند سیکنڈز کے بعد ہی آفس روم کا دروازہ کھلا اور پرپل کلر کی نفیس سی ساڑھی میں ملبوس فصیحہ بیگم بے قراری سے باہر نکلتی وزیٹنگ ایریے کی طرف بڑھیں۔

"زرداد "!ان کی آواز میں اک تڑپ تھی جو ان کی طرف پشت کیے کھڑے زرداد ملک کے دل کو کسک زدہ سا کر گئی۔

Huria Malik Official

"السلام علیکم "!اپنی اندرونی کیفیات کے برعکس وہ سکون سے مڑا تو وہ بے چینی و بے قراری سے اس کی طرف بڑھیں۔

"تم۔۔۔تم یہاں ویٹ کیوں کر رہے ہو بیٹا؟تم۔۔تم سیدھا اندر کیوں نہیں آئے؟تمہیں کس اجازت کی ضرورت ہے؟ "جذبات کی شدت سے ان کی آواز کانپ رہی تھی۔جبکہ ہاتھ بڑی بے ساختگی کے ساتھ اسے اپنے سینے کے ساتھ لگانے کے لیے اس کی طرف بڑھے جب وہ بڑے نامحسوس انداز میں تھوڑا پیچھے ہوا۔

Huria Malik Official

تو ان کا دل ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا۔ان کے خوبصورت چہرے کی رنگت ایک دم سے پھیکی پڑی تھی۔

"مجھے بات کرنا تھی آپ سے؟ "سیاہ گاگلز میں چھپی سرخ آنکھوں نے ان کے چہرے کی بجھتی جوت سے نگاہ چراتے سنجیدگی سے کہا تو وہ خود کو سنبھالتیں اسے ساتھ لیے اپنے آفس کی طرف بڑھ گئیں۔

-

Huria Malik Official

خوبصورت و لگژری آفس روم میں داخل ہوتے ہی زرداد کی نظر سامنے میز پہ رکھے فوٹو فریمز پہ پڑی تو اس کا دل گویا آنکھوں میں دھڑکنے لگا۔

دلکش و نازک سی فصیحہ بیگم اور وجاہت سے بھرپور صفدر ملک اپنے ہاتھوں میں ڈیڑھ سالہ زرداد کو اٹھائے کھکھلا رہے تھے۔

ایک فریم میں آٹھ سالہ زرداد کی فٹ بال کھیلتے ہوئے تصویر تھی۔

Huria Malik Official

تو ایک قدرے بڑے سے فریم میں زرداد کی اس کی لاء پریکٹس کے دوران کی تصویر تھی۔

فریمز پہ جمی سیاہ گاگلز کے پیچھے چھپی آنکھوں میں اک کہرام سا مچنے لگا جسے سرعت سے دباتے ہوئے وہ ایک طرف پڑے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"کیسے ہو؟ "اس کے سامنے بیٹھتی فصیحہ بیگم نے حسرت سے اس کی سیاہ گاگلز میں چھپی آنکھوں کو دیکھا تھا۔

Huria Malik Official

"گڈ، آپ کیسی ہیں؟ "ان کی آنکھوں کی حسرت اس سے چھپی نہ تھی لیکن اس نے گاگلز ہٹانے کی بجائے یہ مروت نبھائی تو وہ جیسے کِھل اٹھیں۔

"میں ٹھیک ہوں۔ "انھوں نے محبت سے کہا۔

"میں کچھ مانگنے آیا ہوں آپ سے۔ "بنا کسی تمہید یا مزید گفتگو کے اس نے بات کا آغاز کیا تو ان کا رواں رواں متوجہ ہو گیا۔

"کیا؟ "وہ اس پل جیسے اس کے سامنے ہر شے نثار کر دینا چاہتی تھیں۔

"مجھے دلآویز کی رخصتی چاہیے۔ "بنا گاگلز ہٹائے اس نے ان کی طرف دیکھتے صاف گو انداز میں سنجیدگی سے کہا تو وہ چونک کے اسے دیکھنے لگی۔

"میں چاہتا تو انہیں کورٹ سے سیدھا اپنے ساتھ لے کر جا سکتا تھا لیکن میں ایسا کچھ کر کے انہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا ہوں اور چونکہ وہ آپ کے گھر آپ کے بھائی کی سرپرستی میں رہ رہی ہیں اس لیے آپ سے ریکویسٹ کر رہا ہوں کہ

مجھے اس کی دو دن بعد رخصتی چاہیے۔ "ان کے دیکھنے پہ اس نے بات کی وضاحت کی تو ان کے حلق سے ایک گہری سانس خارج ہوئی۔

"تو کیا اس طرح رخصتی سے وہ ہرٹ نہیں ہو گی؟ "انہوں نے توجہ سے بیٹے کے چہرے کو دیکھا اور شاید کچھ پرکھنے کی کوشش کی تھی۔

"تھوڑا کم ہرٹ ہوں گی۔ "اس کے برجستگی سے جواب دینے پہ ان کے چہرے پہ ہلکی سی مسکان پھیلی تھی۔

Huria Malik Official

"دو دن بعد آ کے لے جانا اپنی بیوی کو۔ "ان کے رضامندی دینے پر وہ سر ہولے سے خم کرتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا تو انہوں نے بے ساختہ اسے پکارا۔

"زرداد "!ان کی آواز کی تڑپ پہ اس نے گردن گھما کے انہیں دیکھا جو اپنی جگہ سے کھڑی ہو رہی تھیں۔

"کیا تم مجھے یہ نہیں کہہ سکتے کہ مما میں چاہتا ہوں کہ میں دلآویز کی ناراضگی سیکنڈوں میں ختم کر سکتا ہوں، مجھے کسی جبار ہمدانی کی مداخلت کا بھی اندیشہ نہیں ہے لیکن میں یہ

چاہتا ہوں کہ میری بیوی کو آپ میرے لیے سجائیں،

میرے لیے تیار کریں۔ "ان کے نم لہجے میں چھپی اس تشنگی

اور ان کے الفاظ پہ وہ جوان سالہ مرد جیسے اپنے پورے قد

سمیت زمین پہ آگرا تھا۔

اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بھرے بازار میں ننگا ہو گیا

ہو۔۔

اس کا ایک انتہائی قیمتی راز بھرے مجمعے میں عیاں ہو گیا۔

اس کے چہرے کی رنگت ایک پل میں دہکتے ہوئے تانبے

کی مانند سرخ پڑی جبکہ کنپٹی کی رگ پھولنے لگی۔

Huria Malik Official

"آپ۔۔۔۔۔۔" وہ کچھ کہنے کی چاہ میں کھلتے لبوں کو زور سے دباتا دروازے کی طرف بڑھا تو وہ ایک دم سے اس کے سامنے آئیں۔

"زرداد! پلیز مجھے ایک دفعہ خود کو گلے لگانے دیں۔" ان کے لہجے کی حسرت پہ جیسے اس کا چہرہ غیر انسانی سا ہونے لگا۔

وہ بے ساختہ ان سے دور ہوا تھا۔

Huria Malik Official

"زرداد پلیز!میری ممتا انتیس سالوں سے تمہیں گلے کو تڑپ رہی ہے۔" وہ بے آواز رو پڑی تھیں۔

"یہ ممتا سات سالہ زرداد کو دیکھ کر تڑپتی تو شاید آج یہ حالات نہ ہوتے۔" تلخ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اپنے دل پہ پیر رکھتے ہوئے ان کے نزدیک سے گزرنا چاہا تو انہوں نے اسے پکارا۔

"تم۔۔تم مجھ سے کچھ مانگنے آئے تھے نا تو یوں سمجھو کہ یہ اُس کی قیمت ہے پلیز۔۔۔۔" انہیں اور کچھ سمجھ نہ آئی تو وہ جلدی سے بول پڑیں۔

Huria Malik Official

کیونکہ اتنے سالوں بعد بیٹے کو یوں اپنے سامنے اتنے نزدیک دیکھ کر وہ جیسے اسے محسوس کرنے کو تڑپ رہی تھیں۔

جبکہ ان کی بات پہ اس کے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات تن سے گئے تھے۔

لیکن اب کی دفعہ اس نے ملنے کی کوشش نہیں کی تھی جس پر فصیحہ بیگم بہتی آنکھوں کے ساتھ اس کے نزدیک ہوئیں اور کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ اس کی آنکھوں پہ لگے سیاہ پردوں کو ہٹایا تو اس کی خوبصورت آنکھوں کی سرخی اور تکلیف پر وہ سسک اٹھیں۔

اور اگلے ہی لمحے انہوں نے محبت و عقیدت سے اس کی آنکھوں پہ اپنے لب رکھے تو بہت سے آنسو اس کڑیل مرد کے سینے میں ٹوٹ کے گرے تھے۔

اس کی چہرے کے وجیہہ نقوش کو والہانہ انداز میں چومتیں وہ جیسے اپنی برسوں سے ترستی ممتا کو پرسکون کر رہی تھیں۔

"میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔بہت زیادہ۔۔۔۔میں بہک گئی تھی داد۔۔۔۔میرے بچے۔۔۔میری جان۔۔۔۔"

اسے بانہوں میں لیتے وہ اس کے سینے لگتیں تکلیف سے بول رہی تھیں جبکہ ان کے سینے سے لگے زرداد نے زور سے

مٹھیاں بھینچتے ان کے لمس کو اپنے سینے پہ محسوس کیا تو اس کے لب اتنے نامحسوس انداز میں ان کے سر کے بالوں کو چھونے لگے کہ دونوں ہی کو معلوم نہ ہو سکا۔

"مجھے جانا ہے۔" کچھ دیر کے بعد وہ خود کو سنبھالتا سرد لہجے میں بولا تو وہ گہری سانس بھرتی ایک دفعہ پھر اس کی پیشانی چومتیں اس سے دور ہوئیں تو زرداد نے تیزی سے گاگلز اپنی آنکھوں پہ چڑھائے اور بنا ان کی طرف دیکھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

Huria Malik Official

جبکہ فصیحہ بیگم اپنے دکھوں اور پچھتاووں پہ ہمیشہ کی طرح ایک دفعہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگیں۔

وہ دلآویز کو 'ملک وِلا 'چھوڑنے کے بعد اندرونی گیٹ کے ذریعے مینشن جا رہا تھا جب سامنے اپنے ہی دھیان میں آتی انابیہ زور سے اس کے ساتھ ٹکرائی۔

تصادم اس قدر اچانک اور جاندار تھا کہ انابیہ زور سے اس کے کندھے سے ٹکراتی پیچھے کی طرف گرنے لگی جب بے

Huria Malik Official

ساختگی میں اس نے اس کی سفید شرٹ اپنے مٹھیوں میں بھینچی اور اس نے اپنا بایاں بازو اس کی کمر کے گرد حائل کیا۔

یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ دونوں ہی اپنے اپنے ردعمل پہ چند لمحے شاکڈ رہ گئے۔

لیکن فوراً ہی خود کو سنبھالتے ہوئے بہرام نے اسے سیدھا کرتے ہوئے اس کے گرد سے اپنا بازو ہٹایا جو آنکھوں میں اک جوت لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

Huria Malik Official

"کیسے ہو؟ "اپنا بازو ہٹانے کے بعد وہ اس سے فاصلے پہ ہونے لگا لیکن وہ ان کی شرٹ مٹھیوں سے آزاد کیے بغیر نرمی سے بولی تو بہرام نے جھکی آنکھوں سے اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔

"اپنے ہاتھ ہٹائیں بی بی "!اس کے سپاٹ لہجے میں کسی قسم کی کوئی لچک نہیں تھی۔

Huria Malik Official

"میں تمہارا حال پوچھ رہی ہوں۔ "اس نے ہاتھ ہٹانے کی بجائے مٹھیاں اور زور سے بھینچیں تو بہرام کی آنکھیں اس کے ہاتھوں کی سفید پڑتی پشت پہ ٹھہرنے لگیں۔

"میرے حال سے آپ کو غرض نہیں ہونی چاہیے۔میں آپ کا کچھ نہیں لگتا ہوں۔آپ کے بھائی کا ملازم ہوں۔ "سرد لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اس کے ہاتھ چھونے کی بجائے خود کو پرے کرنا چاہا تو اس کے لہجے کی بیگانگی پہ وہ تڑپ اٹھی۔

Huria Malik Official

"تم کیوں نہیں لگتے میرے کچھ؟اگر کچھ نہیں لگتے ہو تو مجھ پر میری سوچوں پر، میرے ہر خیال پہ کیسے قابض ہو سکتے ہو تم؟ "اسی تڑپ کے پیشِ نظر وہ اس کی شرٹ جھنجھوڑتی قدرے بلند لہجے میں چیخ اٹھی۔

تو اس کے اس قدر واشگاف انداز میں کیے گئے اس اندازِ اظہار پہ وہ جیسے ششدر رہ گیا۔

"بی بی "!وہ جو کبھی اس کے سامنے آنکھیں نہیں اٹھاتا تھا، وہ آنکھوں میں بے یقینی لیے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جس کی بھوری آنکھیں وارفتگی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

Huria Malik Official

وہ شروع دن سے اس کے نرم جذبات سے واقف تھا لیکن یہ جذبات اس نے ہمیشہ اپنی بھوری آنکھوں کے راستے اس تک پہنچانے کی کوشش کی تھی۔

لیکن آج اس کے ضبط کی حد جیسے ختم ہو گئی تھی۔

"خود پر، اپنے خیالات، اپنی سوچوں پہ پہرے باندھیں بی بی۔اور آج کے بعد مجھ سے یوں بے تکلفی سے مخاطب مت ہوئیے گا کیونکہ میں سر کا وفادار ہوں۔ان کے گھر کی عزت پہ نقب لگا کے بے وفائی نہیں کر سکتا ہوں۔ "بے

لچک، بے مروت، سرد اور چبھتے ہوئے لہجے میں اسے باور کرواتا وہ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ اپنی شرٹ سے ہٹاتا اس کے سامنے سے ہٹا جس کے چہرے کی رنگت فق ہو چکی تھی۔ جبکہ بھوری آنکھوں کی سطح بھی گیلی پڑنے لگی تھی۔

"بہرام! تم۔۔۔۔ "اس نے پلٹ کے اسے روکنا چاہا۔

Huria Malik Official

"مجھے یوں مخاطب مت کیا کریں بی بی۔میں آپ کی منزل نہیں ہوں۔" بنا مڑے وہ اس کی امید ہر لحاظ سے ختم کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

جبکہ وہاں گم سم کھڑی انابیہ کو یوں لگا جیسے وہ دنیا کی ساری جمع پونجی ایک جھٹکے میں لٹا چکی ہو۔

Huria Malik Official

"آہ نوشے میاں "!اسے ہال میں داخل ہوتے دیکھ کر شاہ ویز نے زور سے ہانک لگائی تو حاضرینِ محفل نے پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھا۔

چونکہ مینشن پہنچنے سے قبل وہ صفدر صاحب کو رخصتی کے متعلق بتا چکا تھا۔

تو اب ملک مینشن کے مکینوں کے ساتھ فصیحہ بیگم کے کال پر دلآویز کو بجھوانے کے بعد ملک وِلا والے بھی ادھر ہی جمع تھے۔

"السلام علیکم "!اس نے بھاری آواز میں سب کو سلام کیا اور پھر ایک طائرانہ نظر سب پہ ڈالتے ہوئے وہ ایک طرف صوفے پہ براجمان ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا اس وقت سب کے ذہنوں میں بہت سے سوال ہوں گے۔

"لوگ کورٹ جاتے ہیں اور رخصتی کا سندیسہ بھیج دیتے ہیں۔ کیا ایسی ایمرجنسی نافذ کرنے کی تنخواہ دیتی ہے سرکار آپ کو بیرسٹر صاحب؟؟ "اس کے بیٹھتے ہی ہارون جو کہ اس سے بہت کلوز تھا وہ شروع ہو گیا۔

"ایک عدد میرا بھی کورٹ چکر لگوا کے میری بیوی کی رخصتی بھی ڈن کروا دو۔زندگی بھر دعائیں دوں گا۔ "ہارون کے خاموش ہوتے ہی شاہ ویز بول اٹھا تو انابیہ کے ساتھ بیٹھی مہرماہ گڑبڑاتی ہوئی خود میں سمٹنے لگی۔

"تم دونوں کے منہ کو جیسے جالے لگے ہوئے تھے جو زرداد کو دیکھ کے ہٹنے لگے ہیں۔ "اظہر چاچو نے دونوں کے شروع ہونے پہ انہیں لتاڑا لیکن اس وقت وہ موقع پہ چوکہ مارنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔

Huria Malik Official

"ہمارے منہ کو نہیں بلکہ ملک خاندان کی آنکھوں اور ذہنوں کو جالے لگے ہوئے تھے جن کی نظر میں یہ صاحب ایک سڑیل سا بندہ ہے اور بھابھی ایک ناراض دوشیزہ جو ان سے ڈائیورس چاہتی ہیں۔ لیکن در حقیقت یہ نئی نسل کے راج اور سمرن ہیں۔ جو ہمیشہ یہ باور کروا گئے کہ دل والے دلہنیا پرسوں لے آئیں گے۔" شاہ ویز اظہر چاچو کے کہنے پہ شروع ہوا تو اس طرح آنکھیں گھما گھما کے بولا کہ سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

جبکہ زرداد نے سرد نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بہرام کو اک اشارہ کیا۔

Huria Malik Official

تو وہ چند منٹوں کے بعد اس کے نزدیک آیا۔

"چند منٹوں کے لیے انہیں خاموش کرواو پلیز۔ "اس نے بہرام کو کہتے ہوئے ہارون اور شاہ ویز کی طرف دیکھتے جھلا کے کہا تو اگلے ہی لمحے ان دونوں کے کچھ بھی سمجھنے سے قبل بہرام نے ہاتھ میں پکڑی ٹیپ ان دونوں کے منہ پہ چپکا دی۔

تو نوجوان پارٹی کے فلک شگاف قہقہے گونج اٹھے۔

جبکہ وہ دونوں تو ہکا بکا سے کبھی بہرام اور کبھی زرداد کی شکل دیکھنے لگے۔

Huria Malik Official

"تھینک یو بہرام۔"صفدر صاحب نے بہرام کو داد دی تو ان دونوں کا صدمہ اور گہرا ہوا۔

"اس قدر اچانک رخصتی کا فیصلہ کیوں لیا؟ کیا دلآویز رضامند ہیں؟ "ان کے خاموش ہوتے ہی صفدر صاحب نے بات کا آغاز کیا تو سب اب مکمل ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"رخصتی ایک دن ہونا ہی تھی اس لیے ابھی ضروری لگی تو کہہ دیا اور دلآویز رضامند ہو جائیں گی ڈونٹ وری۔ "اس

Huria Malik Official

کے لہجے میں اس کی دن والی کیفیات کے برعکس اک ٹھہراو سا تھا۔

کوئی اسے دیکھ کے جان نہیں سکتا تھا کہ وہ دن میں اپنی بیوی سے ڈائیورس کی بات سن کر اور انتیس سال بعد اپنی ماں سے مل کر آیا تھا۔

"اور جبار ہمدانی؟کیا وہ یہ رخصتی ہونے دے گا؟ "وقار صاحب جو کب سے خاموش بیٹھے تھے انہوں نے تیکھے سے لہجے میں استفسار کیا۔

Huria Malik Official

"وہ یہ رخصتی روکنے کی کوشش نہیں کر سکتا ہے۔ اور ویسے بھی اس کی رضامندی کی اہمیت نہیں ہے۔اُن کی رضامندی ضروری تھی جو دلآویز کو میرے نکاح میں دے کے گئے ہیں۔ "اس نے گردن ان کی طرف گھماتے سنجیدگی سے انہیں جواب دیا۔

تو اپنے منہ سے ٹیپ ہٹاتا شاہ ویز تنک اٹھا۔

"تیرے جیسے دوست سے ہزار دشمن بہتر ہیں۔"اس نے کینہ توز نگاہوں سے بہرام کو دیکھا جو اس کی سن کے مزے سے اگنور کر گیا۔

"کیا تم اس فیصلے سے مطمئن ہو؟ "اطہر چاچو سے اس سے استفسار کیا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ یہ فیصلہ مجھے بے سکونی دے سکتا ہے؟ "اس نے جواباً گہرے لہجے میں استفسار کیا تو وہ نفی میں سر ہلاتے چپ کر گئے۔

کیونکہ سب جان گئے تھے کہ اس نے جتنا بتانا تھا وہ بتا چکا تھا۔اس سے زیادہ وہ اس وقت ہرگز نہیں بتائے گا۔

اسی لیے سب پرسوں کو لے کر اپنی اپنی تیاری کے متعلق گفتگو کرنے لگے جبکہ لڑکیاں دلآویز کے لیے مہندی لے جانے کے لیے پرجوش ہونے لگیں۔

اور اپنی جگہ پرسوچ انداز میں بیٹھے صفدر صاحب یہ سوچ رہے تھے کہ وہ پرسوں اس عورت کا سامنا کیسے کریں گے جو ان کی مجرم تھی؟؟؟

Huria Malik Official

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں آپا؟ "جبار ہمدانی اور غزالہ ہمدانی نے فصیحہ بیگم کو یوں دیکھا جیسے ان کے سر پہ سینگ نکل آئے ہوں۔

"کیوں کچھ غلط کہہ رہی ہوں میں؟ "ان کے تجاہل عارفانہ برتنے پہ غزالہ بیگم بھنا اٹھیں۔

"اپنے بیٹے کی محبت آپ کے دل میں بہت سر اٹھا رہی ہے آپا لیکن میں آپ کو یاد کروا دوں کہ جس کی رخصتی کا فیصلہ آپ ہم پر تھوپ رہی ہیں۔اس کا آپ سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔میری بھتیجی ہے وہ۔اس کے لیے کیا صحیح ہے یا

کیا کرنا ہے اور کیا نہیں اس کا فیصلہ میں کروں گی آپ نہیں۔ "غزالہ بیگم ان کے خوبصورت چہرے کو کینہ پروری سے دیکھتی چبھتے ہوئے لہجے میں بولیں تو ان کے چہرے پہ بجائے طیش کے ایک پرسکون سی مسکان پھیلی تھی۔

"آفکورس بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔واقعی جس کی جو چیز ہو اس کے متعلق وہ جیسے چاہے فیصلہ کرے۔جسے چاہے رہنے دے۔جسے چاہے کام کرنے دے یا نہ دے۔"ان کے پرسکون چہرے میں چھپی سنگینیت دونوں پہ پل میں ظاہر ہوئی۔

Huria Malik Official

تو طیش سے بھڑکتے ان کے وجود پل میں ٹھنڈے ہوئے

تھے۔

"آپا غزالہ کا یہ مطلب نہیں تھا۔ وہ یہ کہنا چاہتی ہے کہ دلآویز یہ رخصتی نہیں چاہتی ہے۔وہ اگر ایسا چاہتی تو خلع کا مطالبہ ہر گز نہ کرتی۔ "بہن کے اس پر تعیش محل میں رہتے، اس کے بزنس پہ عیش کرتے جبار ہمدانی نے پل میں بہن کی پراسرار دھمکیوں کو سمجھ کے پینترا بدلا تو غزالہ بیگم بھی موقع کی سنگینی دیکھتی ضبط کے گھونٹ بھرنے لگی۔

Huria Malik Official

"وہ اگر یہ رخصتی نہیں چاہتی تو اسے رضامند کرو جبار۔ جیسے انتیس سال پہلے مجھے کیا تھا۔" بھائی کی آنکھوں میں اپنی چبھتی ہوئی آنکھیں گاڑھتی وہ تلخ لہجے میں بولیں تو اس نے زور سے لب بھینچتے انہیں دیکھا جو اٹھ کے اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"جبار تمہیں بہن میری برداشت کا امتحان لے رہی ہے۔ " ان کے منظر سے ہٹتے ہی غزالہ ہمدانی نفرت سے چلائی تھی۔

Huria Malik Official

"یہ میری بھی برداشت کا امتحان ہے لیکن ہمیں اس امتحان سے تب تک گزرنا ہے جب تک سب کچھ ہمیں مل نہیں جاتا اور جہاں تک آویز کا سوال ہے تو رخصتی ہونے دو۔ بنا رخصتی کے طلاق ہمارے لیے اتنی فائدہ مند نہیں ہو گی جتنا اس کا پاس جا کے وار کرنا ہمیں فائدہ دے گا۔" مکاری و سفاکیت سے بھرپور لہجے میں بولتا جبار ہمدانی اب آہستہ آہستہ بیوی کو اگلا لائحہ عمل سمجھانے لگا۔

جبکہ کمرے کی دیواریں اس گھٹن زدہ فضا میں جیسے سسکنے لگی تھیں۔

Huria Malik Official

وہ خاموش نگاہوں سے سامنے پڑے مہندی اور بارات کے جوڑے کو دیکھ رہی تھی۔

وہ رخصتی کے لیے کیسے رضامند ہوئی تھی یہ صرف اس کے بند کمرے کی دیواریں، وہ اور مسٹر اینڈ مسز جبار ہمدانی جانتے تھے۔

اور اب اگلے دن کا سورج چڑھتے ہی 'ملک مینشن' سے سیما چچی، مہرماہ، سارہ پھپھو اور عنایہ اس کی چیزیں لے کر آ گئی تھیں۔

Huria Malik Official

"ہمارے لاڈلے کے لیے دل کھول کے مہندی لگوا لے اس لے لیے اچھے سے تیار ہونا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ دنیا کے لیے بظاہر خشک اور سڑیل رہنے والا وہ مرد آپ کا کس قدر دیوانہ ہے۔" وہ جو کب سے بجھی ہوئی مروتاً ان کی باتوں پہ ہوں ہاں کر رہی تھی۔

سیما چچی کی ذومعنی سرگوشی پہ اس کے بے رنگ چہرے پہ اس قدر بے ساختگی سے گہرے رنگ چھانے لگے تھے کہ وہ مبہوت سی اسے دیکھنے لگیں۔

Huria Malik Official

"لالہ کے نام پہ ان کے چہرے کا یہ حال ہے تو لالہ کے ساتھ سامنے پر تو یہ بے ہوش ہو جائیں گی۔ "عنایہ نے اس کا چہرہ دیکھتے شرارت سے کہا تو اس کا چہرہ دہک اٹھا۔

"پپ۔۔پلیز۔۔۔ "وہ جلدی سے چہرہ چھپاتی حیا سے بولی تو وہ سب مسکراتیں ہوئیں اسے سارا سامان دکھانے لگیں تو وہ آنے والے لمحوں سے خائف دل کو سنبھالتی ان کی باتیں سننے لگی۔

Huria Malik Official

اوائل ستمبر کے دن تھے، گزشتہ دنوں کی نسبت رات میں موسم قدرے بہتر ہو جاتا تھا لیکن دن میں ہنوز ویسی ہی حبس اور گرمی محسوس ہوتی تھی۔

اور کچھ موڈ کی بیزاری اور طبیعت کے بوجھل پن کے باعث وہ زیادہ گرمی اور حبس محسوس کر رہی تھی۔

اس وقت سب 'وجدان ہاوس 'میں موجود تھے کیونکہ اس کی تین وجوہات تھیں۔

ایک تو عمر وجدان اپنی کمپنی کے پندرہ دن کے دورے کے بعد پاکستان آ رہا تھا۔

دوسرا اشعر وجدان کا اپنی سٹڈی مکمل کر کے تین سال بعد پاکستان واپسی اور تیسری اور سب سے خاص وجہ 'اجیہ وجدان' کی آمد۔۔۔۔

ریاض صاحب اور بشری بی بی کی تین اولادیں ہیں۔

جن میں سب سے بڑے وجدان صاحب جن کی شادی ثمینہ بیگم سے ہوئی تھی اور ان کی تین اولادیں اشعر وجدان، اجیہ وجدان اور عمر وجدان ہیں۔

اشعر کی پیدائش کے ڈیڑھ سال بعد جب اجیہ پیدا ہوئی تو ثمینہ بیگم کی طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی تھی جس کی وجہ سے

ان کے کینیڈا میں مقیم بھائی جو شادی کے دس سال بعد بھی بے اولاد تھے وہ اپنی بیوی اور بہن بہنوئی سے مشورے کے بعد اجیہ کو اپنے ساتھ لے گئے کہ بہن کی طبیعت سنبھلنے پر اجیہ واپس آ جائے گی لیکن اجیہ کے ساتھ ان کا یوں دل بہلا کہ وہ اسے واپس ہی نہ کر سکے اور کچھ بھائی بھابھی کی خالی گود دیکھ کر ثمینہ بیگم بھی دل پہ پتھر رکھ گئیں۔

اجیہ کے دو سال بعد ان کے ہاں عمر پیدا ہوا کو طبیعتاً بہت خاموش طبع، کم گو اور غصیلہ تھا۔

Huria Malik Official

وجدان صاحب سے چھوٹی ان کی بہن کوثر پروین تھیں جن کی شادی نزاکت صاحب سے ہوئی تھی اور ان کے دو بیٹے باسم و ہاشم تھے۔

کوثر پروین سخت مزاج، کینہ پرور اور منتقمانہ مزاج کی حامل خاتون تھیں۔

جو اپنی دوست کی شادی اپنے چھوٹے بھائی نثار احمد سے نہ ہونے کی پاداش میں ہمیشہ ساجدہ بیگم کو نشانہ بنائے رکھتی تھیں۔

مسرت آرا جو کہ کوثر بیگم کی چہیتی دوست اور نثار صاحب کی پہلی محبت تھی۔ مگر اس کے گھر والوں کی اچھی شہرت نہ

Huria Malik Official

ہونے کے باعث جب ریاض صاحب نے نثار صاحب کی شادی اپنے دوست کی سادہ مزاج، کم پڑھی لکھی اور خاموش طبع بیٹی ساجدہ سے کروائی تو وہ کچھ اپنی کم گوئی اور کم ہمتی کی وجہ سے اور کچھ کوثر بیگم کی وجہ سے شوہر کے دل میں اپنی جگہ نہ بنا سکیں۔

اس پہ مستزاد اوپر تلے دو مردہ بچیوں کے بعد جب ان کے ہاں زہرہ اور آئرہ کی پیدائش ہوئی تو بہن کی باتوں میں آ کے نثار صاحب اپنی بیوی کے بعد بچیوں سے بھی خار کھانے لگے۔

Huria Malik Official

انہوں نے ہمیشہ اپنی بیوی اور بیٹیوں کو اس چیز کا پابند کیا کہ وہ ان کے بہن بھائی کے ہر حکم کی پابند تھیں۔

اس چیز کا کوثر بیگم خاصا ناجائز فائدہ اٹھاتی تھیں لیکن وجدان صاحب اور ثمینہ بیگم انہیں اپنی بیٹیوں کی طرح عزیز تر رکھتے تھے۔

یہ وجدان صاحب ہی تھے جن کی بدولت وہ دونوں بہنیں پڑھ رہی تھیں۔ آئرہ نے تو گریجویشن کے بعد تعلیم کو خیر آباد کہہ دیا اور ماں کا ہاتھ بٹانے لگی۔

لیکن زھرہ فزکس میں ایم ایس سی کر رہی تھی۔

یہ اس کا ایم ایس سی کا پہلا سمسٹر تھا جب کوثر پھپھو کی جانب سے ان کے گھر میں پتھر پھینکا گیا۔باسم جو کہ میٹرک فیل اور گھٹیا صحبت اور طبیعت کا مالک تھا اس کا رشتہ زھرہ کے لیے مانگا گیا تھا۔

یہ ایسا دھماکہ تھا جس پر وہ تینوں ماں بیٹی دہل اٹھی تھیں۔ تبھی بہت ہمت جتا کے ساجدہ بیگم نے ساری بات اپنے جیٹھ)وجدان صاحب (کے گوش گزار کے ان سے مدد کی اپیل کی تو وہ بہن اور بھائی کی اس خود غرضی پر کڑھ کے رہ گئے۔

Huria Malik Official

ایسے میں انہوں نے بہت سوچ سمجھ کہ عمر سے جو کہ اس وقت اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے ساتھ ایک انٹرنیشنل کمپنی میں کام بھی کر رہا تھا، سے زھرہ سے شادی کے متعلق بات کی تو وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

اس نے دوٹوک انداز میں باپ کو انکار کیا اور اشعر سے شادی کا مشورہ دیا لیکن اشعر باہر تھا اور وجدان صاحب کوئی رسک نہیں لے سکتے تھے اس لیے باپ والا حق جتا کہ دھمکیوں سے اس سے بات منوا لی۔۔

Huria Malik Official

زهرہ نثار کے لیے جہاں باسم نزاکت کا رشتہ ایک بم تھا تو اچانک آنے والا عمر وجدان کا رشتہ بھی کسی دھماکے سے کم نہ تھا۔

اس نے فوراً انکار کر دیا کیونکہ وہ ہر روز اپنی یونی فیلو عروج)عمر کی خالہ زاد (سے اس کے اور عمر کی محبت کے قصے سنتی تھی۔

لیکن ساجدہ بیگم نے اسے اپنی قسم دے کر چپ کروا دیا۔عمر کے رشتے پہ کوثر پھپھو نے بہت واویلا کیا لیکن نثار صاحب بڑے بھائی کو انکار نہ کر سکے جو کہ ان کی مالی

Huria Malik Official

معاونت بھی کرتے تھے کہ وہ تو اپنی محبت کے غم سے نکلے ہی نہیں تھے۔

ایسے میں انہیں بظاہر تو خاموش ہونا پڑا لیکن وہ اندر ہی اندر بہت کچھ سوچے بیٹھی تھیں۔

زھرہ جو عمر کے رشتے کے لیے پہلے ہی خوش نہ تھی کہ وہ عمر کی سخت اور کنزرویٹو طبیعت سے واقف تھی۔اسے عروج کی کال آئی کو روتے ہوئے اسے بتا رہی تھی کہ عمر نے انکار کیا لیکن اپنے ابا کی وجہ سے وہ مجبور ہو گیا ہے اس لیے تم انکار کر دو۔

Huria Malik Official

عروج کی کال اور اس کی سسکیوں نے اس کا رہا سہا سکون بھی چھین لیا۔وہ یہ سوچ کے ہی ختم ہونے لگی کہ اسے بھی اسے بٹا ہوا مرد مل رہا تھا۔

لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکی ماسوائے خاموشی سے خود کو پتھریلے تاثرات چہرے پہ سجا کے سائن کرتے عمر وجدان کو سونپنے کے۔

دونوں کے دل اس رشتے کے لیے راضی نہ تھے اس لیے دونوں نے ایک دوسرے سے ہمکلام ہونا بالکل بند کر چکے تھے۔وہ حسبِ معمول وہاں آتی، عروج اور عمر کی بے تکلفی دیکھتی، تائی اماں کا ہاتھ بٹاتی وہ چلی جاتی۔

Huria Malik Official

لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے عمر کی جانب سے ہلکے پھلکے جملوں کا تبادلہ ہونے لگا جسے وہ بس ایک ضرورت اور مروت کے معنی دے رہی تھی۔

"زری! جاو عمر کے روم کی سیٹنگ بھی دیکھ لو اور بیڈ پہ نئی شیٹ بھی بچھا دینا۔ "وہ کچن سے فارغ ہو کے ہال میں آئی جہاں ابھی کوثر پھپھو کی فیملی تو نہیں آئی تھی لیکن عروج اپنی ماں فروا بیگم کے ساتھ آئی ہوئی تھی۔

Huria Malik Official

"میں کر آتی ہوں یہ کام خالہ جانی۔یہ ابھی کچن سے تھکی ہوئی نکلی ہے۔ "تائی اماں نے جیسے ہی اسے کہا تو عروج نرم سی مسکان چہرے پہ سجاتی ہوئی بولی۔

تو زری اور آئرہ نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا۔

"عمر ناراض ہوتا ہے۔زری کے علاوہ کوئی نہیں جاتا اس کے کمرے میں۔ "تائی اماں نے فوراً رسانیت سے اسے ٹوکتے ہوئے کہا تو آئرہ کے چہرے پہ عروج کو دیکھ کر بڑی محظوظ کن مسکان پھیلی تھی۔

Huria Malik Official

کہ وہ زری کی اس رات والی بات سن کے سمجھ گئی تھی کہ وہ کس کی بات کر رہی تھی۔

جبکہ زری جس نے خود کبھی اس بات کو محسوس نہیں کیا تھا کہ عمر کے کمرے میں جانے کا شرف اسے ہی حاصل تھا۔

لیکن اس وقت تائی اماں کے کہنے پہ اس کا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا۔

جہاں دل کا ایک کونہ تائی امی کی بات سن کے دھڑکا تھا تو دوسرا عروج کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر نالاں سا ہوا تھا۔

Huria Malik Official

لیکن وہ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی ماسوائے وہ جو وہ کر سکتی تھی۔

عمر سے اجتناب۔۔۔۔

اس کے علاوہ وہ کچھ کرنے کی اہل نہ تھی اس لیے اٹھی اور عروج کی طرف دیکھے بغیر جب وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو اس نے باہر ہارن کی آواز سنی۔

مگر وہ رکنے کی بجائے جلدی سے اوپر چڑھنے لگی کہ اسے یہی تھا کہ کوثر پھپھو لوگ نہ ہوں۔

Huria Malik Official

کمرے کی ایک دفعہ مکمل ڈسٹنگ کرنے کے بعد وہ اس کے استری کر کے صوفے پہ رکھ جانے والے کپڑے بڑے اہتمام سے اس کی کبرڈ میں سجانے لگی۔

کمرے کی باقی سیٹنگ اور اس کی ضروری چیزوں کو ان کی جگہ پہ رکھنے کے بعد اس نے آف وائٹ کلر کی بیڈ شیٹ نکالی اور اسے بیڈ پہ بچھانے لگی۔

سی گرین کلر کے ٹراوزر کے ساتھ پرنٹڈ لانگ سی گرین کرتے کے ساتھ سکن کلر کا دوپٹہ لیے جو اس وقت بیڈ شیٹ بچھاتے ہوئے سر سے پھسل چکا تھا اور چٹیا بھی لہرا کے بائیں کندھے پہ آ چکی تھی۔

Huria Malik Official

جبکہ وہ اس وقت دایاں گھٹنہ گدے پہ رکھے شیٹ کراون والی سائیڈ سے ٹھیک کر رہی تھی جب دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کھلا۔

"میں کچھ دیر آتی ہوں آئرہ۔میرے اندر اس وقت بالکل بھی پھپھو اور ان کے بیٹوں کو دیکھنے کی ہمت نہیں ہے۔ "

اپنے کام میں مصروف وہ لہجے میں سرد مہری و بیزاری سجائے بولی۔

تو دروازے کے پاس کھڑا عمر جو سیاہ پینٹ کے ساتھ رائل بلیو کلر کی شرٹ پہنے، حسبِ عادت کہنیوں تک آستینیں

Huria Malik Official

موڑے، دو بٹن کھولے، قدرے تھکے ہوئے چہرے پہ ناقابلِ فہم تاثرات سجائے اسے دیکھ رہا تھا، جو اس کے کمرے میں مکمل مالکانہ استحقاق کے ساتھ موجود سیٹنگ میں ہلکی پھلکی سی چینجنگ کیے، اب خاصی بے تکلفی سے بیڈ پہ چڑھی شیٹ بچھا رہی تھی۔

"اشعر بھائی اور عم۔۔۔۔" آئزہ کی خاموشی پہ اس نے اشعر اور عمر کے متعلق استفسار کرتے ہوئے جیسے ہی گردن گھمائی تو دروازے کے پاس کھڑے عمر کو دیکھ کر اس کے اعصاب کو ایک جھٹکا سا لگا تھا۔

"یہ کب آئے؟ "اس کو دیکھتے ہوئے وہ دل ہی دل میں بولی جو ایک ہاتھ میں اپنا موبائل اور کوٹ تھامے دوسرا ہاتھ پہلو میں گرائے بڑی محویت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

یہ اس کی گہری نظروں کا ارتکاز تھا کہ اسے یکلخت اپنے پھسلتے ڈوپٹے کا احساس ہوا تو اس نے جلدی سے دوپٹہ کا سرا پکڑ کے سر پہ رکھا۔

"السلام علیکم "!ہولے سے کہتی وہ تیزی سے رخ موڑتی اپنا کام مکمل کرنے لگی۔

Huria Malik Official

جبکہ اپنا کوٹ اور موبائل وہیں صوفے پہ پھینکتا وہ گہری سانس خارج کرتے ہوئے چند لمحے اس کی دوپٹے میں ڈھکی پشت کو دیکھتا رہا اور پھر اپنے مضبوط قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا۔

وہ جو بظاہر اپنے کام میں مصروف تھی، اس کے اپنی جانب آتے قدموں کی آواز پہ اس کا دل جیسے سینے کی دیواروں سے سر پٹخنے لگا۔

مضبوط قدم وہ اس کے بالکل عقب میں اس قدر قریب آن رکا کہ پائنتی کی جانب بیڈ شیٹ ٹھیک کر کے سیدھی

Huria Malik Official

ہوتی زہرہ اپنی پشت پہ اس کی سانسوں کی لپک محسوس کرتی جیسے کانپ اٹھی تھی۔

"ہمارا تعلق بے تکلفی کا حامل نہیں ہے لیکن اس بے تکلفی ہے جس کے ساتھ تم یہاں اپنا حق جتا رہی ہو وہ بھی بقول میرے اور عروج کے تعلق کے باوجود جبکہ وہ بھی نیچے موجود ہو؟؟ "اس کے سر پہ ٹکے شیفون کے دوپٹے کو اپنی انگلیوں کی مدد سے سرکاتے ہوئے اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں استفسار کیا۔

تو اس کے الفاظ پہ سبکی کا شکار ہوتی زھرہ اپنے سر سے سرکتے دوپٹے کو محسوس کرتی کپکپا اٹھی۔

"مم۔۔مجھے تائی اماں نے کہا تھا۔" وہ اسے یہ نہ کہہ سکی کہ وہی اس کے کام کرتی تھی کیونکہ اس سے پہلے وہ واقعی اس بے تکلفی کے ساتھ کمرے میں موجود نہ ہوتی تھی۔

"تائی اماں نے یہ نہیں کہا کہ ان کا بیٹا تمہارے ساتھ ہر طرح کی بے تکلفی کا حقدار ہے۔" اس کی اس دن گاڑی میں ہونے والے گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے اس نے اس کا

جواب سنے بغیر جھک کے اس کی چٹیا کو اپنے ہونٹوں سے اس انداز میں چھوا کہ اس کی بیئرڈ کی چبھن اپنی پچھلی گردن کی سطح پر محسوس کرتی وہ لرز اٹھی۔

اس نے جلدی سے آگے ہونا چاہا لیکن سامنے پڑے بیڈ کو بے بسی سے دیکھنے لگی۔

"مجھے باہر جانا ہے۔" اس نے زور سے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے دھڑکتے دل سے کہا کیونکہ اس کے لب ہنوز اس کے چٹیا میں گندھے بالوں پر رقص کرتے ان کی دھڑکنیں تہہ و بالا کر رہے تھے۔

"لیکن مجھے تم سے ابھی ملنا ہے۔" گہرے لہجے میں بولتے ہوئے اس نے اس کے پیٹ کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے اپنی مضبوط ہتھیلی اس کے پہلو پہ جمائی تو اسے لگا وہ یہیں مر جائے گی۔

ایسی قربت، ایسی نزدیکی، ایسا استحقاق بھرا لمس جو انگ انگ میں سنسناہٹ بھر دے۔

وہ تڑپتی ہوئی اس کے حصار سے نکلی تھی۔

Huria Malik Official

"ی۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ "اس سے سائیڈ پہ ہوتی وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی نم لہجے میں بولی تھی جب بھوری آنکھوں سے اسے دیکھتے عمر نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے ہوئے اپنی طرف کھینچا تو وہ ایک جھٹکے سے اس کے کشادہ سینے سے آ لگی تھی۔

"تمہیں یہ بتانے کی کوشش کہ ہمارا رشتہ کس بے حد تک کی بے تکلفی کا حامل ہے تاکہ آئندہ تم مجھے میرے کسی عمل کے بعد میری حد مجھے نہ بتا سکو۔ "ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کیے وہ دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے کے نقوش چھوتا اس کی ٹھوڑی پہ پہنچا۔

Huria Malik Official

تو اس کی ذو معنی باتیں سنتی زھرہ کا وجود سنسنا رہا تھا۔

"آ۔۔آپ غلط کر رہے ہیں۔نیچے ع۔۔عروج بھی ہے میں اسے سب بت۔۔۔۔۔آہہہہہ۔۔۔ "!!!وہ اس کے ہاتھ کے مضبوط اور دہکتے لمس کو ٹھوڑی سے گردن تک سرکتا پا کے دبا دبا سا چلائی جب اس کے گردن کی حدود پار کرتے ہاتھ کی بے باک گستاخی پہ وہ حیا سے چلا اٹھی تھی۔

"تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ایک دو ایسی چیخیں اور مار دو سب کو بہت کچھ خود ہی بتا چل جائے گا۔ "

اس کی شہہ رگ کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے وہ بے باکی سے بھرپور طنزیہ انداز میں بولا تو اس کے کانوں سے جیسے دھواں سا نکلنے لگا۔

"چھوڑیں مجھے۔ "اس نے ایک دفعہ پھر مزاحمت کرتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے شہہ رگ سے جھٹکنا چاہا جب عمر نے کمر سے بازو ہٹا کے اس کے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے پیچھے لے جا کر اپنے ہاتھ میں قید کیے تو وہ خطرناک حد تک اس کے قریب ہوتی چلی گئی۔

Huria Malik Official

"اپنے ہاتھوں کا استعمال مت کرو۔پہلے منہ کے بے دریغ استعمال کا حساب تو چکتا کر لو۔ "سلگتے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے وہ جھکا اور ایک گہری نظر اس کی لرزتی پلکوں کے سائے میں نم ہوتی بے یقین آنکھوں میں دیکھتا اس کی ٹھوڑی پہ جھکا اور پوری شدت سے اسے چومتا وہ اس کی شہہ رگ پہ اپنے ہونٹ سرکانے لگا۔

"سس۔۔۔عمر پلیز۔۔۔۔۔۔ "اس کے دہکتے ہونٹوں کا لمس اپنی شہہ رگ پہ محسوس کرتی وہ لرز اٹھی۔

Huria Malik Official

لیکن وہ اس کی مزاحمتی پکار کو سنے بغیر ایک ہاتھ سے اس کے وجود کی نرمیوں کو محسوس کرتا اپنے شدت بھرے لمس سے اس کی گردن کو اپنے استحقاق کی مہروں سے سجاتا چلا گیا۔

وہ جو کبھی اس کے نزدیک تک نہ آیا تھا، نہ اس سے بات کرتا تھا۔۔۔

اس کا یوں اچانک اس قدر استحقاق جتانا اور وہ بھی اس انداز میں کہ اس کے پہلے جاندار سے لمس پہ ہی وہ ادھ موئی سی ہونے لگی تھی۔

"پلیز۔۔۔تایا ابا۔۔۔ آہہہہہ "!!!ایک دفعہ پھر سے اس کے سرکتے ہاتھ کی گرفت جب اس کے پہلو پہ مضبوط ہوئی تو اس کے حلق سے بے ساختہ چیخ سی نکلی۔

جسے سن کر اس کی گردن پہ جھکے عمر نے سر اٹھا کہ اسے دیکھا جو نیم وا ہونٹوں سے گہرے سانس بھرتی، حیا سے سرخ ہوتے چہرے اور متورم آنکھوں کے ساتھ یوں کھڑی اس کے جذبات کو مزید بھڑکانے لگی۔

Huria Malik Official

"تم پاگل ہو یا جان بوجھ کے کر رہی ہو؟؟ "اس کے چیخ مارنے پہ بوجھل لہجے میں استفسار کرتے ہوئے عمر نے اپنے ہاتھ کو اس کے پہلو پہ شدت سے پھیرا تو اس کو لگا وہ یہیں ڈھے جائے گی۔

اس کی بے باکیاں اور ایسی بے شرمی اس کی جان لے رہی تھی۔

"عمر پلیز۔۔۔پیچھے ہٹ جاو۔۔میں آج کے بعد کچھ نہیں بولوں گی۔۔میرا۔۔میرا دل بند ہو جائے گا۔۔ "یہ احساس اس کے لیے بالکل اجنبی تھا اس لیے دل کی بے ترتیب

Huria Malik Official

دھڑکنیں اور سانسوں کی بے ربطتگی اس پہ بھاری پڑ رہی تھی۔

تبھی اس کی حالت پہ ترس کھاتے عمر نے ایک نظر اس کی سرخ ہوتی گردن کو دیکھا اور پھر اس کی ٹھوڑی کو چومتا اسے اپنی گرفت سے آزاد کر گیا۔

اس کے آزاد کرتے ہی وہ فوراً گہرے سانس بھرتی بیڈ پہ بیٹھ گئی کہ ٹانگوں میں اس وقت حرکت کی ہمت مفقود تھی۔

Huria Malik Official

اس سے پہلے کہ اس کی حالت دیکھتا عمر اس کے نزدیک جاتا جب دستک کی آواز پہ دونوں بیک وقت چونکے لیکن عمر کے اجازت دینے سے قبل ہی عروج دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہو گئی۔

لیکن اندر کے منظر کو دیکھ کر اس کی آنکھیں گویا پھٹ سی گئیں۔

کہ وہ عمر جو سب سے ملنے کے بعد گرمی کے باعث فوراً شاور لینے کا کہہ کے اوپر آیا تھا وہ اس وقت اسی حلیے میں بیڈ کے نزدیک کھڑا تھا۔

Huria Malik Official

جبکہ بیڈ کے کنارے بیٹھی زری، جس کی لمبی چٹیا اس کے کندھے پہ لہرا رہی تھی اور وہ سرخ چہرے اور بے ہنگم سانسوں کے ساتھ کپکپاتے ہاتھوں سے اپنا دوپٹہ اوڑھ رہی تھی۔

وہ بچی ہرگز نہیں تھی جو زھرہ کی ایسی حالت کا ماخذ نہ سمجھ پاتی۔۔۔اس کی رنگت مارے حسد کے سیاہ پڑنے لگی۔

جبکہ اس کے ساتھ کسی خدشے کے تحت آتی آئرہ بہن اور بہنوئی کو یوں دیکھ کر خوش سی ہو گئی تھی۔

"دستک دینے کے بعد اجازت کا انتظار کرتے ہیں۔ تمہیں پتہ ہے عروج کہ مجھے اپنی پرائیویسی میں ڈسٹربینس پسند نہیں ہے۔" اس کی حالت کے برعکس عمر خاصی سنجیدگی سے اسے کہتا شو ریک کی جانب بڑھ گیا۔

"زری۔۔۔زری کو کافی دیر ہو گئی تھی تو تمہاری پھپھو اس کا پوچھ رہی تھیں۔ "خود کو سنبھالتی وہ لہجے میں بشاشت بھرتی بولی حالانکہ ان دونوں بہنوں کے سامنے عمر کے ایسے رویے پہ وہ جھلس اٹھی تھی۔

Huria Malik Official

"انہیں کہو آ جاتی ہے۔زھرہ میرے کپڑے نکالو مجھے شاور لینا ہے۔ "عروج کو کہنے کے بعد اس نے زری کو مخاطب کیا جس کے حواس ابھی تک بحال نہ ہو سکے تھے۔

"تم تو اسے یوں ڈیل کر رہے ہو جیسے سچ میں بیوی بنا چکے ہو؟ "اس کے یوں بے تکلفی دکھانے پہ عروج بظاہر مسکراتے ہوئے بولی تو اس کے جملے پہ اپنی جگہ سے اٹھتی زری کا چہرہ پل میں دھک اٹھا۔

جبکہ سینے کے بائیں جانب دل جیسے پاگل ہونے لگا تھا۔

گردن ایک بار پھر سے جیسے دہکنے لگی تھی۔

Huria Malik Official

"بیوی بنانے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔ "بے نیازی سے جواب دیتا وہ خود تو واشروم کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ اپنی جگہ شرم و حیا سے کٹتی ہوئی کبرڈ کی جانب بڑھ گئی۔

"عاشقیاں کسی اور سے کرتے ہیں اور حق مجھ پہ جتانے لگے کہ میں نے منکوحہ ہوتے ہوئے ان کو رزسٹ کیوں کیا؟ " الماری سے اس کے کپڑے نکالتی وہ کلستے دل کے ساتھ سوچتی عروج کی چبھتی اور آئرہ کی شرارتی نگاہوں سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔

Huria Malik Official

فصیحہ بیگم کے کہنے پر وہ 'ملک مینشن 'سے آیا ہوا مہندی کا جوڑا پہنے پھیکے سے چہرے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

گرین کلر کی پیروں کی چھوتی فراک اور پاجامے کے ساتھ شاکنگ پنک کلر کے خوبصورت و دیدہ زیب مہندی ڈریس میں اپنے چہرے کے پھیکے تاثرات کے باوجود بے حد دلکش اور دل میں اتر جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

Huria Malik Official

"مجھے مہندی کا فنکشن نہیں کرنا ہے۔" اسے یاد آیا کس طرح اس نے فصیحہ بیگم کو منع کرنا چاہا تھا۔

"زرداد کی دلہن ہو، جس کی شادی دیکھنے کے لیے دنیا پرجوش ہے۔" انہوں نے گویا اسے کچھ باور کروانا چاہا تھا۔

"انہوں نے جو چرچے دنیا کے سامنے کرنے ہیں وہ اپنی کسی اور سے شادی کر کے پورے کر لیں۔مجھے نہیں چاہیے کوئی رسم، کوئی فنکشن۔اگر انہوں نے یا آپ لوگوں نے مزید زبردستی کی تو میں کہیں دور چلی جاوں گی۔" دل میں چھائی

اذیت و بے بسی اس قدر بڑھنے لگی تھی کہ وہ گھٹا گھٹا سا رونے لگی جس کے باعث فصیحہ بیگم چپ سی ہو گئیں۔

"اوکے ریلیکس !کوئی تمہیں فورس نہیں کر رہا۔ تم گیدرنگ نہیں چاہتی نہ کوئی فنکشن تو ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ لیکن تم یہ ڈریس پہن کے مہندی لگوا لو تھوڑی سی۔" انہوں نے رسانیت سے ڈریس کی طرف اشارہ کیا تو اس کے اندر پھر سے مزاحمت کی لہر دوڑی مگر جبار صاحب کے اشارے پہ وہ چپ چاپ اس ڈریس کو تھام گئی۔

Huria Malik Official

"کبھی سوچا نہ تھا کہ آپ کے لیے تیار ہوتے ہوئے دل یوں خون کے آنسو رو رہا ہو گا۔۔۔کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا؟؟کیوں سمجھ نہیں پا رہے ہیں آپ میری بے بسی کو؟ "مہندی کا ڈریس کمرے میں لے جا کر بیٹھ پہ رکھتی وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

"میم آپ کے شوہر کا نام کیا ہے؟ "بیوٹیشن کی آواز نے اسے گہرے خیالات کی یورش سے نکالا تھا۔

لیکن اس کے سوال پہ اس کا دل جیسے تھم سا گیا تھا۔

Huria Malik Official

وہ نام جسے وہ نجانے کتنے سالوں سے اپنے لبوں پہ نہ لائی تھی، اسے لینے کا سوچ کے ہی سانسوں کی روانی بدلنے لگی۔

"وہ۔۔۔۔" وہ الجھی تھی۔

جب دروازے کے پاس سے غیر متوقع آواز پہ وہ بری طرح سے چونکی تھی۔

"زرداد ملک عرف نقلی بیرسٹر جو کہ سرکار کا پیسہ لوٹتا ہے کیونکہ پوری ایمانداری سے صرف اپنی بیوی سے پیار کرنے کے علاوہ اس نے کوئی کام نہیں کیا۔" شاہ ویز کی شرارتی

Huria Malik Official

آواز پہ بیوٹیشن تو مسکان چھپائے اس کی ہتھیلیوں پہ اس کا نام لکھنے لگی جبکہ وہ انہیں یہاں دیکھ کے گڑبڑا سی گئی تھی۔

"عجیب سوال کرتی ہیں آپ بھی محترمہ۔مشرقی عورتوں سے ان کے شوہروں کے نام نہیں پوچھتے وہ ان کا نام لینے کو آدھا اظہارِ محبت سمجھتی ہیں۔"شاہ ویز کے ساتھ آئے ہارون نے باقی سب کے ساتھ اندر قدم رکھتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے کہا لیکن اس کے لہجے کی شرارت پہ کب سے گم سم بیٹھی دل آویز جھینپ سی گئی۔

Huria Malik Official

"آپ سب یہاں کیسے؟ "وہ شاہ ویز، ہارون، مہرماہ، ابلاج اور انابیہ کو دیکھ کر واقعی حیران تھی۔

"زیادہ حیران مت ہوییۓ۔نیچے پوری ٹیم آئی ہے۔ہم نے سوچا فنکشن تو ہے نہیں لیکن ہم آپ کو ذرا مہندی کی دلہن بنا دیکھ کر آپ کے میاں جی کو جلاتے ہیں۔ "مہرماہ نے اس کے سہانے روپ کو دیکھتے ہوئے اس کے رخسار کو چومتے ہوئے کھکھلاتے لہجے میں کہا تو اس کے دل میں اک میٹھی سی لہر دوڑنے لگی۔

"ان کے میاں صاحب کا تو پتہ نہیں لیکن تمہارے اس محبت بھرے مظاہرے پہ میں ضرور جل اٹھا ہوں مہرماہ بیگم۔" ان کو دیکھتا شاہ ویز جو صوفے پہ سکون سے بیٹھا ہوا تھا۔

اس نے مہرماہ کو دیکھتے معنی خیز لہجے میں کہا تو وہ بھائی کی موجودگی میں اس کی بے باکی پہ جی جان سے سٹپٹائی تھی۔

"میں۔۔میں آپ کی بیگم نہیں ہوں۔" اس نے خفت زدہ انداز میں کہتے ہوئے نظریں چرائیں تو اس کا ایک دم سے بھیگی بلی بن جانا ان سب کو محظوظ کرنے لگا۔

Huria Malik Official

"ہاااا!ہارون تمہاری بہن تمہیں کہہ رہی ہے کہ اس کی رخصتی کرواو۔وہ میری بیگم بننا چاہتی ہے۔ "اس کی بات کو اپنے ہی طریقے سے لیتا وہ اس انداز سے بولا کہ جہاں باقی چاروں کھکھلا اٹھے تھے وہیں ہارون نے گھور کے جبکہ مہرماہ نے شاک سے اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔۔میرا یہ مطلب نہیں تھا؟آپ اتنے بدتمیز کیوں ہیں؟ "وہ اس کی بات پہ شرم و خفت سے مغلوب ہوتی جھنجھلائی تھی۔

"بدتمیز "!!!وہ جیسے اس لقب پہ صدمے سے چور ہوا تھا۔

"تمہاری بھائی کے ساتھ شرافت سے بیٹھا ہوا ہوں؟ایسے میں بدتمیزی کا طعنہ۔۔۔۔۔؟ "وہ جیسے تڑپ اٹھا تھا جبکہ اس کے الفاظ کی ذومعنویت پہ سر تا پا جھنجھلاتی وہ تپتے ہوئے چہرے کے ساتھ رخ مکمل دلآویز کی جانب موڑ چکی تھی۔

Huria Malik Official

جس کی مہندی مکمل ہو چکی تھی اور بیوٹیشن ہاتھ دھونے گئی تھی۔

"بکواس بند کر اپنی ذلیل انسان۔" اب کی بار ہارون نے گھوریوں کے ساتھ ایک پنچ اسے رسید کرتے شٹ اپ کال دی کیونکہ وہ مہرماہ کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

"یہ آپ کے شوہر کے ساتھ رہ رہ کے تشدد پسند ہو گیا ہے۔دھیان رکھیے گا آپ بھی۔" اس نے دلآویز کی طرف دیکھتے گویا اس پنچ کی شکایت کی تھی۔

"تو آپ تنگ مت کریں نا مہر کو۔ "اس نے بھی گویا اسے ملامت کی تھی۔

"اتنے پیارے، اتنے حسین، اتنے خوبصورت دیور کو چھوڑ کے ایسی نندوں کی حمایت کر رہی ہیں آپ؟ "وہ گویا صدمے سے جل اٹھا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ کیسی نندیں؟ "اب کی بار انابیہ، ابلاج اور مہرماہ بیک وقت بھڑکی تھیں۔

Huria Malik Official

"خوبصورت "!!!!ابلاج کو دیکھتے ہارون نے زیرِ لب کہا لیکن اس کی طرف کوئی متوجہ نہیں تھا۔

"چلیں چھوڑیں ان کو۔۔مجھے یہ بتائیں کہ کیسا لگ رہا ہے اتنے سڑیل مزاج بندے کے پاس جانے کا سوچ کا؟؟ "وہ جیسے بڑے رازدرانہ انداز میں کہتا صوفے سے اٹھ کے اس کے پاس بیڈ پہ کہنی کے بل پائتنی کی طرف یوں نیم دراز ہوا کہ اس کے پیر بیڈ سے نیچے تھے۔

Huria Malik Official

"اففففف "!!!اس کے سوال پہ ایک دم سے اس کے جسم کا سارا خون جیسے اس کے چہرے پہ آن سمٹا تھا۔

"ایسے نہیں بلکہ یہ پوچھیں کہ کیسا لگ رہا ہے اس شخص کے پاس جانا جو سات سال سے آپ کا دیوانہ بنا پھر رہا ہے۔جن کے جنون کے چرچے شہر کیا سمندر پار بھی مشہور ہیں۔ "

انابیہ جو بہرام کے رویے پہ دل شکن ہوئی بیٹھی تھی، وہ بھی اس لمحے اس چھیڑ چھاڑ میں شامل ہوتی گویا اس شرارت کو طوالت بخشنے لگی۔

Huria Malik Official

"پلیز۔۔۔۔۔ "اس نے دہکتے چہرے کے ساتھ ان لوگوں کو ٹوکتے ہوئے اپنے گلے پہ مہندی لگے ہاتھوں کے ساتھ بے ساختہ دوپٹہ ٹھیک کیا تھا۔

کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ سب اس شخص تک پہنچے جس کی نسبت سے یہ رنگ اس کے چہرے پہ آئے تھے۔

"ویسے کیسا لگا تھا بھابھی بیگم جب دیارِ غیر میں آپ کے شوہر نے جا کے ایسا طوفان مچایا تھا۔۔۔؟؟ "ہارون نے اس کے معصوم چہرے کو دیکھتے لب دباتے ہوئے جواب دیا تو دلآویز کی نگاہوں کے سامنے دو سال قبل کا منظر لہرایا۔

Huria Malik Official

جب وہ بڑی منتوں اور سماجت کے بعد جبار ہمدانی سے اجازت لے کر مہروز ملک کو ملنے کے لیے اٹلی آئی تھی۔

چونکہ وہ بحالتِ مجبوری اکیلی آئی تھی اور ایئرپورٹ سے نکلتے ہی اس نے جب مہروز صاحب کو تلاش کرنا چاہا جو کہ روڈ ایکسیڈنٹ کا شکار ہوتے وقت پہ نہ پہنچ سکے تھے۔

ایسے میں انجان ملک کھڑی دلآویز ملک تین لڑکوں کے ہاتھ لگ گئی۔

جو اس کے ہاتھوں میں موجود ڈائمنڈ رنگز، اس کی بلیک جرسی کے گلے پر لٹکتے ڈائمنڈ لاکٹ اور ہاتھ میں پہنی قیمتی

Huria Malik Official

گھڑی اور اس پہ مستزاد اس کے آف وائٹ باٹم پینٹ کے ساتھ سیاہ جرسی، لونگ کوٹ جو کندھوں پہ پڑا تھا اور سیاہ ہی ٹوپی اور جاگرز میں ملبوس دلکش و خوبصورت سراپے کو دیکھ کر اسے اپنا آسان شکار سمجھتے اپنی تحویل میں لے چکے تھے۔

انجان ملک میں اس کی اچانک گمشدگی وہ بھی مہروز صاحب کے زخمی ہوتے ہوئے شاید اتنی جلدی نظر میں نہ آتی لیکن اس کی دھڑکنوں کی زینت بنے اس لاکٹ نے منٹوں میں سمندر پار بیٹھے اس شخص کو اس قیامت کی خبر کر دی تھی۔

اس قیامت خیز منظر کو دیکھتے اور سمندر پار کے فیصلے نے اس بھرپور مرد کو جیسے کھڑے کھڑے مار دیا تھا۔

لیکن نہیں، وہ ایسے ہمت نہیں ہار سکتا تھا۔

اس نے بہرام سے اپنے اٹلی جانے کے ارجنٹ معاملات طے کرنے کو کہا اور خود اٹلی میں موجود مہروز ملک سے رابطہ کرنے لگا۔

لیکن ان سے رابطہ نہ ہونے کی صورت میں اس نے ان کے وکیل سے رابطہ کیا اور اسے ساری صورتحال بتائی۔

Huria Malik Official

جس نے ساری صورتحال جاننے کے بعد زرداد کی بھیجی گئی ویڈیو پولیس کو دکھائی تو وہ فوراً دلآویز کی ادھر موجودگی کا کنفرم کرتے اس کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے تھے۔

منٹوں میں اس راستے پہ چیک پوسٹ لگا دی گئی جدھر ان کے جانے کا اندازہ ہوا تھا۔

اٹلی کا یہ شہر ویسے ہی مافیہ بزنس اور کرائم کے لیے مشہور تھا اس لیے پولیس الرٹ ہو گئی تھی کہ معاملہ اس دفعہ پاکستان ہائی کورٹ کے بیرسٹر کی بیوی کی گمشدگی کا تھا۔

چیک پوسٹس کا علم ان لڑکوں کو بھی ہو گیا تھا اس لیے انہوں نے فوراً گاڑی چھوڑ کے دانستاً بیہوش کی گئی آویز کو

Huria Malik Official

ساتھ لیا اور کہیں چھپنے کی جگہ تلاش کرنے لگے تاکہ سکون سے اس حسین ہرنی کا شکار کر سکیں۔

جب تقریباً پچیس گھنٹے بعد اپنے شعلوں میں بھڑکتے وجود اور کسی انہونی سے ڈرتے دل کے ساتھ وہ اٹلی پہنچا تو پولیس ان لڑکوں کے ٹھکانے کا پتہ لگا چکی تھی لیکن اس کا ٹریکر کام نہیں کر رہا تھا۔پتہ نہیں آویز کا لاکٹ گر گیا تھا یا کچھ اور مسئلہ تھا۔

ان کے لوکیشن بتانے پر اس کی گاڑی ان سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اس منزل کی طرف بڑھنے لگی۔

اس کی دھڑکنیں بڑھتی گاڑی کے ساتھ سست پڑ رہی تھیں، اس کی گاڑی میں اس وقت بہرام اور ہارون تھا جبکہ پولیس بار بار اسے سپیڈ کم کرنے کا کہتی وارننگ دے رہی تھی۔

جیسے ہی سوا گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ ایک نچلے اوسط علاقے میں بنے اس چھوٹے سے فلیٹ کے پاس پہنچے تو دروازے سے باہر آتی چیخوں کی آواز پہ اس کے قدم لڑکھڑا سے گئے تھے۔

"کیا وہ لیٹ ہو گیا تھا؟"

"کیا وہ اپنی محبت کی حفاظت نہیں کر پایا تھا؟"

"کیا وہ اپنے نام سے جڑے اس نام کو محفوظ نہیں رکھ سکا تھا؟؟"

بہت سارے سوال اس کا دل شق کر رہے تھے جنہیں بمشکل دباتے ہوئے اپنی پوری ہمت مجتمع کرتے ہوئے آگے بڑھا اور پولیس آفیسر کو پیچھے ہٹا کے پوری قوت و جنون سے اپنے کندھے کے ساتھ دروازے کو ہٹ کرنے لگا۔

دو سے تین بار ہٹ کرنے پہ دروازہ کھلنے پہ جو منظر اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا۔۔۔

وہ اس کو زندہ درگور کر گیا تھا۔

Huria Malik Official

ان تین لڑکوں میں سے دو نے اس کے بازو پکڑے ہوئے تھے جبکہ تیسرا اس کی مچلتی ٹانگوں پہ اپنا ایک ہاتھ رکھے دوسرے ہاتھ سے اس کی جرسی پھاڑنے کی کوشش کرتا ہوا اس پہ تسلط جمانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یو بل۔۔۔۔ "*******خون میں بھڑک اٹھنے والے شراروں اور دل میں لگی آگ کے باعث وہ ان دیکھے جنون کے ساتھ آگے بڑھا اور اس پہ جھکے اس شخص کو گردن سے دبوچتا وہ فرش پہ پٹختا ہوا اس کے سینے پہ اپنا گھٹنا رکھے اسے اپنے تشدد کا نشانہ بنانے لگا۔

Huria Malik Official

جبکہ بہرام اور ہارون بھی یہ منظر دیکھ کر آپے سے باہر ہوتے آگے بڑھنے لگے لیکن آفیسرز نے بروقت انہیں روک لیا دوسری جانب

اس کا ایسا ری ایکشن دیکھ کر پولیس نے فوراً اسے وارننگ دیتے ہوئے روکنا چاہا لیکن وہ اس وقت کچھ نہیں دیکھ رہا تھا۔

اسے بس دلآویز کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں اور وہ خونخوار انداز میں اس پہ پل پڑا تھا۔

Huria Malik Official

"ہاو ڈیئر یو ٹو ٹچ ہر۔۔۔ شی از مائن۔۔۔ شی از جاناں۔۔۔ آئل برن یور آئیز، یور ہینڈز۔۔۔ یو بلڈ "******** اس کو ادھ موا کرتا وہ پولیس کی گرفت میں موجود دوسرے دونوں افراد پہ پل پڑا۔

اس وقت اس پہ اتنا جنون طاری تھا کہ اس نے راستے میں آتے پولیس آفیسر کو بھی پرے دھکیلا۔

وہ واقعی اس وقت ان تینوں کی آنکھیں نوچ لینا چاہتا تھا اور ان ہاتھوں کو جلا دینا چاہتا تھا جو اس کی محبت کو زک پہنچانے کے لیے آگے بڑھے تھے۔

"ننن۔۔ نہیں پلیز۔۔۔۔بہرام انہیں روکو۔۔۔ "جب وہ اس شخص کی انگلیاں مروڑنے لگا تو پولیس آفیسرز نے اس پہ پسٹل تان لی جسے دیکھ کر اس نے جنون پہ شل ہوتی آویز ایک دم سے چیخ اٹھی۔

لیکن وہ اپنے سر پہ ناچتی موت سے بے نیاز وحشت سے اس بیہوش ہو جانے والے شخص کی انگلیاں توڑ رہا تھا جب وہ کانپتے ہوئے آگے بڑھی اور اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتی اسے ان سے دور کرنے لگی۔

Huria Malik Official

"ننن۔ نہیں پلیز رک جائیں۔۔خدا کے لیے۔۔۔۔ "اس کے کپکپاتے لمس پہ وحشت زدہ سے زرداد کا پورا وجود جیسے ٹھٹھک گیا وہ ایک دم سے سیدھا ہوا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ پوری شدت سے اسے خود میں بھینچتا ہوا جیسے اس کے ہونے کا خود کو احساس دلانے لگا۔

اپنے دونوں زخمی ہاتھوں میں اس کا چہرہ بھرتے وہ دیوانہ وار اس کی آنکھوں، اس کے گالوں، اس کے کانوں، اس کی ناک، اس کی ٹھوڑی، اس کی پیشانی، اس کے بالوں کو چومتا وہ وہاں موجود ہر شخص کی موجودگی فراموش کر چکا تھا۔

Huria Malik Official

جبکہ وہ جو خود پہ بیتی اس قیامت پہ مر رہی تھی اس کی اس دیوانگی پہ شدتوں سے رو پڑی تھی اور اس کو بانہوں میں بھرے وہ بے اختیاری کا مظاہرہ کرتا وہ آنسو اپنے ہونٹوں میں جذب کر رہا تھا۔

اس کی بے اختیاری، بے ساختگی و دیوانگی پہ بہرام اور ہارون نے رخ موڑ لیا جبکہ آفیسرز بھی ان تینوں کو گاڑی میں رکھنے لگے۔

"الحمداللہ "!!!!اس کے ہونے کا بار بار خود کو یقین دلاتے ہوئے وہ بس یہی کہے جا رہا تھا جبکہ اس کی بانہوں کے

حصار میں قید آویز اس کے سیاہ کوٹ کو جھکڑے اس کی محبت محسوس کر رہی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے جب پولیس آفیسر نے اسے اپنے ساتھ تھانے چلنے کو کہا تو وہ لب بھینچتا ہوا مڑا۔

"میں ان لڑکوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا آفیسر۔۔۔۔ "وہ انگلش میں گویا اسے جتاتا خوفزدہ ہوتی آویز کو تسلی دے کر بہرام اور ہارون کے ساتھ مہروز ملک کی

طرف بھجوا گیا کہ اس نے آفیسر کو کہا کہ جو بھی انویسٹیگیشن کرنی ہے وہ اس سے کر لیں۔

آویز کی ضرورت پڑی تو بعد میں بلوا لیجیے گا۔

تب پولیس کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے اور ان شہریوں پہ تشدد کرنے کے جرم میں اسے گرفتار کر لیا گیا تھا۔

یہ خبر جیسے جنگل میں لگی آگ کی مانند پھیلتی چلی گئی۔۔۔

جہاں کچھ لوگوں کے لیے یہ شاک کا باعث تھی تو کچھ لوگ ششدر رتھے کہ کیا وہ واقعی اپنی بیوی کے لیے اس قدر ٹچی

تھا کہ دوسرے ملک کے قوانین توڑتا ایسی ایمرجنسی نافذ کروایا گیا تھا۔۔۔

بڑی مشکلوں کے بعد اس کو بیل ملی اور اس کا اٹلی کا ویزہ آئندہ کے لیے کینسل کرنے کے بعد اسے پاکستان جانے کی اجازت ملی تھی۔

"میں واپس آوں گا آفیسر اور ان تینوں کو قبر میں خود اتاروں گا۔ "جیل سے نکلتے ہوئے اس نے ایک دفعہ پھر سے وہی الفاظ دہرائے تو بہرام نے مسکراہٹ دبائی۔

Huria Malik Official

جبکہ آفیسر سر جھٹک کے رہ گیا کہ ایسا میچیورڈ چونتیس سالہ بیرسٹر جو پاکستان کا ہینڈسم آئکن سمجھا جاتا تھا۔

جس کا چچا ایم این اے، باپ ڈائمنڈ انٹرنیشنل کمپنی کا مالک جس کی کمپنی کے تراش کردہ ڈیزائنز ملکوں میں پسند کیے جاتے تھے۔

دوسرا چچا ہائی کورٹ کا جج تھا ایسے میں اس شخص کی ایک لڑکی کے لیے ایسی دیوانگی انہیں عجیب لگ رہی تھی۔

اس واقعہ کے بعد زرداد کی رخصتی کی ڈیمانڈ کو دلآویز نے کن جتنوں اور منتوں قسموں سے روکا تھا صرف وہی جانتی تھی۔

Huria Malik Official

لیکن آج بھی اس کا وہ جنون، اس کی دیوانگی، محبت میں چھپا

اسے کھو دینے کا خوف اس کی دھڑکنیں تیز کر دیتا تھا۔۔۔

"مجھے تو لگتا ہے اٹلی والے اب اپنے بچوں کو محبت کی

داستان زرداد و آویز ملک کا نام لے کر سناتے ہوں گے۔

دی بیسٹ اینڈ بیوٹی۔۔۔۔۔۔۔"ارسل کی چہکتی آواز پہ وہ

سوچوں کے بھنور سے باہر نکلتی بری طرح سے جھینپی تھی۔

"آپ سب مجھے تنگ کرنے آئے ہیں؟ "اس نے معصومیت

سے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا۔

Huria Malik Official

"بیرسٹر صاحب کے کرنے والے کام ہم کیوں کرنے لگے بھلا۔توبہ کریں۔۔۔" شاہ ویز کے برجستگی سے کہنے پہ وہ اس بری طرح سے بوکھلائی کے بے اختیار ساتھ بیٹھی مہرماہ کے کندھے پہ چہرہ چھپانے لگی۔

"اگر ہم بیرسٹر صاحب والے کام نہیں کرسکتے تو آپ بھی ایس پی شاہ ویز کے حق پہ ڈاکہ نہیں ڈال سکتی ہیں بھابھی بیگم۔" شاہ ویز نے اس کے مہرماہ کے کندھے پہ سر رکھنے کو نشانہ بناتے بے باکی سے کہا تو وہ دونوں بیک وقت خفت زدہ سا ہوتیں خود میں سمٹنے لگیں۔

Huria Malik Official

اسی لمحے اس کے دروازے پہ دستک ہوئی اور چند لمحوں بعد بہرام کا خوبصورت چہرہ دروازے کی اوٹ سے نمودار ہوا۔

"شاہ سر! سر کہہ رہے ہیں کہ بھابھی میم کے کمرے سے باہر آ جائیں۔ "دانت نکوستے ہوئے دیے جانے والے اس حکم پہ جہاں دلآویز کا دل دھڑک اٹھا وہیں وہ جل بھن سا گیا۔

Huria Malik Official

"تم اور تمہارے سر کی ایسی کی تیسی۔۔۔ "وہ دانت پیستے

ہوئے بولا۔۔۔

"آ جائیں سر کیوں اپنی شادی اور لیٹ کروانا چاہتے ہیں؟ "

بہرام نے ایک اور طنز کیا تو وہ اس پر سنل اٹیک پہ جیسے

بلبلا اٹھا۔

"تم ہنسو میری بے بسی پر۔اگر یہ آگے پڑھنے کی ضد

چھوڑے بغیر مجھ سے نکاح کی بجائے شادی کر لیتی تو یہ

ایرے غیرے لوگ مجھے یوں باتیں نہ سناتے مہرماہ بیگم۔ "

Huria Malik Official

باقی سب سمیت مہرماہ کے ہنسنے پہ وہ جلبلاتے انداز میں بولا تو وہ گڑبڑاتی ہوئی فوراً لب بھینچتی اپنی ہنسی ضبط کرنے لگی۔

جبکہ سب سے بے نیاز انابیہ بہرام کے مسکراتے چہرے کو دل میں چھپا رہی تھی جو شازو نادر ہی مسکراتا نظر آتا تھا۔

"چلو اب بس کرو۔۔۔ایسے رونے سے شادی نہیں ہو گی۔۔۔"ہارون نے اٹھتے ہوئے اسے کھڑا کرتے جلتی پہ مزید تیل چھڑکا۔

Huria Malik Official

"تو مت بول کیونکہ تو نے ہمیشہ سالوں والی ہی کرنی ہے۔ "

اس نے طنزیہ انداز میں اسے کہا اور منہ پھلاتے دروازے کی طرف بڑھا تو ابلاج کو نظر بھر کے دیکھتے ہارون نے بھی اس کے پیچھے اپنے قدم بڑھائے۔

جبکہ اب وہ تینوں اس کے ساتھ سر جوڑے اسے کھل کے چھیڑنے میں مصروف ہو گئیں۔

Huria Malik Official

مینشن سے آئی خواتین فنکشن نا ہونے کے باوجود اسے اس کے کمرے میں ہی مہندی وغیرہ لگاتیں ہلکا پھلکا شگن کرتیں اس کی تصاویر بنا کے جب ساڑھے بارہ بجے لوٹیں تو تھکے ہوئے وجود اور دل کے ساتھ یونہی مہندی لگے ہاتھوں اور گالوں پہ لگی ابٹن کے ساتھ سیدھی بیڈ پہ ڈھیر سی ہو گئی۔

"یہ کس قدر مشکل ہے۔" اس نے اس سب کو سوچتے ہوئے دھیمی آواز میں خود سے سرگوشی کی تھی۔

Huria Malik Official

"یہ واقعی بے حد مشکل ہے، ایک نرم و نازک وجود پہ مکمل استحقاق رکھتے ہوئے اس کو خود سے دور رکھنا، خود کو اس کی قسموں وعدوں کا پابند کیے رکھنا اور اسے اپنے نام کی مہندی کا جوڑا پہنے دیکھ کر اپنے حواس برقرار رکھ پانا۔۔۔یہ سب واقعی بے حد مشکل ہے۔"بھاری گھمبیر آواز جو جذبات کی شدت سے بوجھل ہوتی اس کے کمرے میں گونجتی اس کے پورے وجود کو شل کر گئی۔

اس نے یونہی لیٹے لیٹے گردن گھما کے دیکھا تو وہ دروازہ لاک کرتا ہوا ڈارک گرے شلوار قمیض میں ملبوس اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

Huria Malik Official

وہ جو اس کی کمرے میں اس قدر غیر متوقع موجودگی سے ہی نہ سنبھل سکی تھی کہ اس کے اٹھتے قدم اس حواس معطل کرنے لگے۔

"آ۔۔۔آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ "اس نے دونوں ہتھیلیاں بیڈ پہ جماتے اٹھنا چاہا تھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ جانے کیوں پاس پڑا کمفرٹر کھینچ کے خود پہ مکمل طور پہ یوں لپیٹ گئی کہ صرف چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔

Huria Malik Official

"آپ کو دیکھنے آیا ہوں۔انابیہ کہہ رہی تھی کہ بھابھی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ "اس نے سادگی سے کہتے ہوئے اس کے کمفرٹر میں چھپے وجود پہ گہری نظر ڈالی۔

تو وہ کانپ سی گئی۔اسے وہ نظر خود میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔

"آ۔۔۔آپ جا کے تصویریں دیکھ لیں۔مجھے نیند آئی ہے۔ " وہ جلدی سے کہتی اپنی خشک ہوئی مہندی والے ہاتھوں میں کمفرٹر زور سے دبوچ گئی۔

Huria Malik Official

"ایسے مت کریں جاناں۔میں خود پہ بہت ضبط کیے ہوئے ہوں۔آپ کی یہ بے اختیارانہ حرکتیں مجھے بے خود کر رہی ہیں۔"اس کی جھکی ہوئی پلکوں اور ماتھے اور کانوں میں لہراتے پھولوں کے زیور کو دیکھتے اس نے اس کی حفاظتی حدبندیوں کی جانب اشارہ کیا۔

تو وہ خود میں سمٹتی بیڈ کراون سے ٹیک لگا گئی۔

"آ۔۔آپ ایسی باتیں کریں گے تو میں ش۔۔شادی نہیں کروں گی۔"خود میں سمٹی وہ اس سے مکمل کترائی خائف

سے لہجے میں بولی تو زرداد کا زندگی سے بھرپور قہقہہ کمرے کی فضا کو مہکاتا چلا گیا۔

جبکہ اس کے زندگی سے بھرپور اس قہقہے پہ دلآویز کی نگاہ بے ساختہ اٹھی اور اس کے تراشیدہ مونچھوں تلے کھکھلاتے ہونٹوں تک گئی تو دھڑکنوں نے فوراً ردھم بدلا۔

دل کی بدلتی کیفیت سے گھبراتی وہ نظر مزید اٹھانے کی کوشش میں ناکام ہوتی واپس سے اپنی نگاہیں سجدہ ریز کر گئی۔

Huria Malik Official

"میں اس دھمکی کو صرف اس وقت کے لیے سیریس لوں یا آئندہ وقت کے لیے بھی یہی حدبندی ہے؟؟ "اپنی عادت و فطرت کے برعکس وہ اس وقت ہونٹوں میں ایک گہرا تبسم سجائے وہ اس کے نزدیک بیٹھا قدرے اس کی جانب جھکا آنچ دیتے لہجے میں بولا تو اس کی آنکھوں کی چمک سے خائف ہوتی وہ جلدی سے بولی۔

"ہمیشہ کے لیے۔ "اس کے فوری جواب دینے پہ اس کی سیاہ آنکھیں لو دینے لگیں۔

Huria Malik Official

"کیا یہ زیادتی نہیں میرے ساتھ؟ "ہاتھ بڑھا کہ اس کے دائیں رخسار کو اپنے دائیں ہاتھ کی پشت سے سہلاتا وہ مدہم لہجے میں بولا تو اس نے جلدی سے چہرہ دور کیا۔

"ج۔۔جائیں یہاں سے۔ "وہ بنا اس کی طرف دیکھتی کمفرٹر اپنی گردن تک کھینچتی ہوئی بولی۔

"خود کو مجھ سے مت چھپائیں آویز۔۔۔ "وہ بھاری لہجے میں بولتا اس کے نزدیک ہوا تو وہ بوکھلا سی گئی۔

Huria Malik Official

"آ۔۔۔آپ ایسے پاس نہیں آئیں پلیز۔۔۔۔" اس نے بے ساختہ ایک ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتے لرزتے لہجے میں گویا فوری حد بندی پیش کی تھی۔

"میری دلہن بنی بیٹھی ہیں، مہندی لگانے کا حق تو دیں۔ "

اس کے اپنے سینے پہ دھری ہتھیلی اپنے ہاتھ میں لیتا وہ اس کے وسط میں اپنے جگمگاتے نام کو سرشار آنکھوں سے دیکھتا بوجھل سے لہجے میں بولتا جھکا۔

اور اپنے دہکتے لب ہتھیلی کے وسط میں نرمی سے رکھتا اسے کپکپا سا گیا۔

Huria Malik Official

دہکتے ہونٹوں کے لمس اور تراشیدہ مونچھوں کی چبھن پہ وہ کسمسائی۔

جس پہ زرداد کے لب مزید بے لگام ہوتے اس کی ہتھیلی سے کلائی اور کلائی سے جب فل سلیوز میں ڈھکے بازو پہ سرکنے لگے تو اس کا دل جیسے تھمنے لگا۔

"می۔۔۔میں شور مچا دوں گی۔ "اس نے ہاتھ کھینچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا لیکن اس کی گستاخیاں رکنے کی بجائے مزید بے خود ہونے لگیں۔

اور وہ ایک ہاتھ میں اس کا بازو تھامے اس کو اپنے لمس سے دہکائے جا رہا تھا جبکہ ہاتھ سے اس کے رخساروں کو سہلاتا ان پہ لگی ابٹن ہٹا رہا تھا۔

"کیا کہیں گی؟ "گہری نگاہوں سے اس کا شرم و حیا کا پیکر بنا دلکش روپ دیکھتے اس نے استفسار کیا۔

"کہ۔۔کہ آپ تنگ۔۔۔۔آہہہ۔۔۔۔ "وہ کپکپاتے لہجے میں بول رہی تھی جب رخساروں کو سہلاتے ہاتھ نے شہہ رگ تک کا سفر کرتے اسے انگوٹھے سے سہلایا تو وہ اچھل پڑی۔

Huria Malik Official

جبکہ اس کی چیخ پہ زرداد کی آنکھوں کے شوخ تقاضات مزید گہرے ہونے لگے جن سے گھبراتا ہوا وہ جھکا اور اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھ گیا۔

"مجھے اپنے جذبات سے خوف آنے لگا ہے جاناں۔۔۔کل مجھے میرے پاس میری مکمل ہو کے ملیں۔آپ کو ہر رمز سمجھا دوں گا۔میں بتاوں گا کہ زرداد ملک کے وجود میں خون کی جگہ آپ کا عشق دوڑتا ہے۔۔۔ "اس کی پیشانی سے سر ٹکائے وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اس کی ٹھہری دھڑکنوں کو بے تحاشا پاگل کر گیا۔

Huria Malik Official

اس کی سانسوں کی تپش اس کے وجود کو دہکائے جا رہی تھی۔

"میں انتظار کروں گا جاناں۔۔۔" وہ جھکا اور اب کی بار اس کے کندھے کو اپنے لمس سے مہکاتا اب کی بار ٹھہرنے کی بجائے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

جبکہ اس کی باتوں سے اندر تک خوفزدہ ہوتی آویز آنے والے لمحات کو لے کر پریشان ہو گئی جس کے لیے زرداد کے خیالات اور تھے۔۔۔

اور اس کے اور۔۔۔

Huria Malik Official

اس وقت سبھی کھانا کھانے کے بعد وجدان ہاوس کے لاونج میں بیٹھے ہوئے تھے اور چائے کافی کا دور چل رہا تھا۔

اجیہ اور اس کے شوہر احد عزیر)جو کہ تائی اماں کی بھابھی کے بھائی کا بیٹا تھا اور وہ دونوں شادی کے بعد تائی اماں کے بھائی کے پاس ہی رہتے تھے(کے ساتھ ان کا پیارا سا بیٹا طلال بھی موجود تھا۔

جو اس وقت سب کی آنکھوں کا تارا بنا سب کے ہاتھوں میں کھیل رہا تھا۔

"نثار میں کچھ دنوں کے لیے زری کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہوں۔ "وہ اس وقت ٹرے ہاتھ میں لیے عمر کو چائے پکڑا رہی تھی جب کوثر پھپھو کی بات پہ ٹرے اس کے ہاتھ میں لرز گئی جس کے باعث چائے ہلکی سی چھلک گئی۔

لیکن اس کا دھیان نہ ٹرے پہ تھا نہ عمر کی طرف بلکہ اس کی خوفزدہ نگاہیں باپ اور پھپھو کی طرف مبذول تھیں۔

جبکہ عمر کی نگاہیں اس کے پل پل بدلتے تاثرات پہ مرکوز تھیں۔

"زری کیسے جا سکتی ہے کوثر؟؟ایک تو وہ یونی جاتی ہے اور دوسرا ثمینہ کی مدد بھی یہی کرتی ہے۔ "ابا کے بولنے سے پہلے ہی تایا ابا کے سنجیدگی سے بولنے پہ اس کے تنے ہوئے اعصاب قدرے ڈھیلے پڑنے لگے مگر۔۔۔۔

"یونیورسٹی باسم چھوڑ آئے گا اور بھابھی کی مدد آئزہ کر دے گی۔ "کوثر پھپھو کی رعونت بھری آواز پہ اس کا چہرہ

یکلخت اس قدر سپید پڑا کہ اس کو دیکھتے عمر کو ایک دم سے کسی مردے کا گمان ہونے لگا۔

پھپھو اور ابا سے ہوتی اس کی شاکڈ نگاہیں جب باسم کی طرف مڑیں تو اس کے چہرے کے شاطر تاثرات پہ وہ جیسے کھڑی کھڑی فنا ہونے لگی تھی۔

"زھرہ آپ کے ساتھ نہیں جا سکتی ہے پھپھو۔" جس طرف سے کسی روزن کی امید نہ تھی ہوا وہاں سے آئی تھی۔

تبھی حیرت سے اس نے گردن گھما کے اسے دیکھا جو نجانے کب کا کپ تھام کے ہونٹوں سے لگا چکا تھا اور وہ

Huria Malik Official

خالی ٹرے لیے اس کے سامنے ہونقوں کی طرح کھڑی تھی۔

اس نے جلدی سے ٹرے اس کے سامنے سے ہٹائی جو اس وقت کریم کلر کے ٹراوزر کے ساتھ سیاہ ٹی شرٹ پہنے، پیروں میں سلیپرز پہنے بڑے اطمینان سے چائے کے سپ لیتا ہوا پھپھو کو دیکھ رہا تھا۔

جبکہ باقی سب خاموش تماشائی بنے یہ تکرار سن رہے تھے۔

Huria Malik Official

"کیوں نہیں جا سکتی ہے؟ "ان کے لہجے میں یکلخت بے پناہ ناگواری در آئی تھی کہ زری سے نکاح کے بعد انہیں اپنا یہ بھتیجا بھی برا لگنے لگا تھا۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں۔ "اس نے سپ لیتے ہوئے اتنے اطمینان سے کہا کہ وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی جو کس قدر بدلا ہوا برتاو کر رہا تھا۔

جبکہ اجیہ اور آئرہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

Huria Malik Official

"اور ایسا کیوں نہیں چاہتے تم؟؟ "ان کے ساتھ ساتھ اب باسم، ہاشم اور نزاکت صاحب کے چہرے پہ بھی ناگواری در آئی۔

جبکہ نثار صاحب اور وجدان صاحب خاموشی سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیونکہ میری بیوی ہے یہ۔ "اس کے اس قدر صاف گو اور مستحکم انداز پہ جہاں زھرہ کو ایک جھٹکا سا لگا وہیں کچھ شاکڈ اور کچھ محظوظ ہوئے تھے۔

Huria Malik Official

"بیوی نہیں منکوحہ ہے تمہاری اور ابھی اپنے باپ کے گھر میں بیٹھی ہے۔اس لیے تمہارے کہے پہ نہیں چلے گی۔ "

کوثر پھپھو کا بس نہیں چلا کہ بھتیجے کا منہ تھپڑوں سے لال کر کے اسے ساتھ لے جائیں جو اس سے چند قدم کے فاصلے پہ شل کھڑی تھی۔

"کوثر غصہ نہیں کرو اور عمر تم چپ کرو ہم بات کر رہے ہیں۔ "وجدان صاحب نے معاملے کی سنگینیت بھانپتے ہوئے دونوں کو ٹوکا لیکن عمر باپ کی طرف بالکل متوجہ نہیں تھا۔

Huria Malik Official

"آپ کا یہ شکوہ بھی دور کر دیتا ہوں پھپھو۔کل لے آتا ہوں آپ کی بھتیجی کو آفیشلی اپنے گھر۔۔۔پھر چلے گی نا میرے حکم کے مطابق؟؟"ہاتھ بڑھا کے اس کا ٹھنڈا ہوتا ہاتھ تھام کے خالی کپ اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے اطمینان سے کہتے ہوئے آخر میں چبھتے ہوئے لہجے میں استفسار کیا۔

تو اس کے ایسے واضح الفاظ پہ شل ہوتے وجود کے ساتھ کھڑی زری کے ہاتھ سے ٹرے اور کپ چھوٹ کے فرش پہ جا گرے۔

Huria Malik Official

جبکہ باقی سب حیرت سے اس کے چہرے پہ مذاق کی رمق تلاش کرنے لگے لیکن وہ از حد سنجیدگی سے سب کو دیکھ رہا تھا۔

"عمر یہ مذاق کرنے کا موضوع نہیں ہے۔" وجدان صاحب نے سنبھلتے ہوئے اسے ٹوکا۔

"میں مذاق کر بھی نہیں رہا ہوں۔میں نے جو بات کہی ہے پورے ہوش و حواس میں کہی ہے۔" اس کے لہجے کی سنجیدگی پہ سب ہی یکلخت سنجیدگی کی لپیٹ میں آئے۔

Huria Malik Official

"تم یہ بات اس لیے کر رہے ہو کہ زری آپا کے گھر نہ جائے؟" نثار صاحب نے خفگی سے بھتیجے کی طرف دیکھا تھا۔

"نہیں۔ "اس نے مختصراً کہا تو اجیہ زری کی حالت دیکھتی اٹھی اور اسے تھام کے وہیں عمر کے پہلو میں بٹھا گئی۔

لیکن اس وقت سچویشن ایسی تھی کہ کوئی بھی یہ نوٹ نہ کر سکا۔ حتٰی کہ وہ خود بھی۔۔۔

Huria Malik Official

لیکن عمر نے فوراً اس کی موجودگی کو محسوس کرتے گہری سانس اندر کھینچتے جیسے اس کے احساس کو محسوس کرنا چاہا تھا۔

"تم اسی وجہ سے کر رہے ہو یہ بات۔۔۔ بھتیجی ہے یہ میری۔ حق ہے اس پر ہمارا اور جب چاہے اسے میں لے کر جا سکتی ہوں۔" پھپھو نے بلند آواز میں کہا تو عمر کی کشادہ پیشانی پہ بل پڑے۔

Huria Malik Official

"آپ کا حق ہے تو جتائیں حق لیکن آپ اسے کہیں لے کر نہیں جا سکتی ہیں۔ "اس کے لہجے کی سنجیدگی سرد مہری میں بدلنے لگی تو زھرہ کا دل جیسے اس کے ہاتھوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

"یہ ضرور جائے گی میرے ساتھ۔ "پھپھو ضدی لہجے میں کہتیں اپنی جگہ سے اٹھیں۔

"ضد نہیں کرو کوثر۔۔۔کچھ دنوں تک آ جائے گی۔ابھی اجیہ اور اشعر بھی آئے ہیں تو۔۔۔۔ "وجدان صاحب نے

بہن کو سمجھانا چاہا کیونکہ عمر پہ وہ زور نہیں ڈال سکتے تھے کہ یہ نکاح انہوں نے ہی کروایا تھا۔

ایسے میں عمر کو اس حوالے سے ٹوکنے پہ وہ ہتھے سے اکھڑ سکتا تھا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔آج ہی جائے گی یہ میرے ساتھ۔۔۔پہلے آپ لوگوں نے میرے باسم کے ساتھ اس کی شادی نہ کر کے میرے ساتھ زیادتی کی اور اب میرے ساتھ نہ بھیج کے میرے شوہر کے سامنے میری بے عزتی کر رہے ہیں۔۔۔یہ جائے گی اور ضرور جائے گی۔" ان کا بلند لہجہ

تنفر اور ناگواری سے اٹا ہوا تھا جس پر وجدان صاحب اور ثمینہ بیگم کے چہروں پہ ناگواری چھائی تھی۔

کیونکہ انہیں زری کے ساتھ اب باسم کا نام جوڑنا ہرگز پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

"اوکے! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں پھپھو کہ یہ ضرور جائے گی۔۔۔۔۔ "سرد اور کاٹ دار نگاہوں سے پھپھو اور ان کی فیملی کو گھورتا ہوا وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا بلند لہجے میں سپاٹ سے لہجے میں بولتا گویا زھرہ کو کند چھری سے ذبح کر گیا۔

Huria Malik Official

جبکہ کب سے حسد سے یہ منظر دیکھتی عروج اور بپھری کھڑی پھپھو کے چہروں پہ فتح مندانہ سی مسکراہٹ پھیل گئی مگر۔۔۔۔۔

"یہ ضرور جائے گی لیکن میرے کمرے میں۔ "اپنی بات مکمل کرتا ہوا وہ بت بنی زھرہ کا ہاتھ تھام کے اسے بھی کھینچ کے کھڑا کرتا سب پہ بم گرا گیا۔

"چچی! آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟ "وہ سب سے پہلے ساجدہ بیگم کی طرف گیا جو اس کے دھماکے پہ ششدر

Huria Malik Official

تھیں اور اک ماں کی طرح بیٹی کو بیاہنے کے ان کے بھی بہت ارمان تھے لیکن اس وقت جو نند اور ان کے بچوں کے تیور تھے اس پر انہوں نے جلدی سے سر نفی میں ہلاتے اپنی رضامندی دی تھی۔

اس کے بعد وہ یہی سوال لیے اپنی ماں اور باپ کی طرف گیا۔

ماں نے تو فوراً رضامندی دی تھی کہ بیٹے کے فیصلے کے پیچھے کی حکمت وہ سمجھ گئی تھیں جبکہ وجدان صاحب نے اسے کچھ کہنا چاہا مگر جب اس کے چہرے کے تاثرات سے اس کے اٹل ارادوں کا پتہ لگایا تو مجبوراً رضامندی دے دی۔

Huria Malik Official

"آپ زھرہ کے باپ ہیں لیکن آپ سے اس لیے نہیں پوچھ رہا ہوں کہ آپ کبھی وہ نہیں دیکھ اور سمجھ سکیں گے جو دیکھ کے سب اس فیصلے پہ متفق ہوئے ہیں چچا۔ مگر یہ میری بیوی ہے میرے نکاح میں اور آج آپ سب کی موجودگی میں اسے رخصت کروا کے لے جا رہا ہوں تاکہ آج کے بعد کوئی بھی اسے تر نوالہ سمجھنے کی غلطی ہرگز نہ کرے۔" نثار چچا کے سامنے کھڑا وہ سنجیدگی سے بولتا آخر میں اک برودت بھری نظر شل کھڑی پھپھو اور ان کے بیٹوں پہ ڈالتا وہ بے حس و حرکت کھڑی زھرہ کا ہاتھ تھام

Huria Malik Official

کے سیڑھیوں کی طرف بڑھا تو روتی ہوئی عروج کسی کے دیکھنے سے پہلے ہی اپنے لیے مختص کردہ کمرے میں چلی گئی۔

جبکہ ان کے منظر سے ہٹنے پر کوثر پھپھو کو جیسے ہوش آیا اور اگلے ہی لمحے وہ اور ان کے شوہر مغلظات بکتے غصے اور جوش میں جیسے ہر لحاظ ہر رشتہ ختم کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔

"لوگ کیا کہیں گے بھائی صاحب اور آپا؟؟ "نثار صاحب نے شاکی لہجے میں بھائی کو مخاطب کیا کیونکہ وہ دل سے عمر کے اس فیصلے سے خوش نہیں ہوئے تھے۔

"کچھ نہیں کہیں گے لوگ۔۔کچھ دنوں تک ولیمہ کر لیں گے۔اور آپا بھی کچھ دنوں تک نارمل ہو جائیں گی۔مانا کہ عمر کا طریقہ جلدبازی لیے ہوئے تھا لیکن بعض دفعہ بچوں کی مان لینی چاہیے نثار کہ اکثر اوقات ہم بہت کچھ سمجھ پاتے اور بچے سمجھ لیتے ہیں۔"انہوں نے بھائی کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے گویا انہیں تسلی دینی چاہی۔

Huria Malik Official

"آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔وہ اپنے گھر میں ہے اور اسے یہاں کسی قسم کی پریشانی نہیں ہو گی۔میری بیٹی ہے وہ۔" تائی اماں نے بھی انہیں اپنے تیئں تسلی دی تھی۔

"بالکل۔۔۔اماں کے لیے فیورٹ ترین اولاد زری ہی ہے۔" اشعر نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ماحول بہتر ہو سکے۔

"چلیں جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا لیکن اب اشعر بھائی آپ اور احد ہمیں کل بازار لے کے جائیں گے تاکہ زری کے لیے

شاپنگ کر سکیں ہم۔ "اجیہ جو آتے ہی اس سرپرائز پہ خوش تھی وہ پرجوش سے انداز میں بولی تھی۔

"ہم کیوں کریں اس کے لیے شاپنگ؟؟اس کے ساتھ جا کے کرے نا زری شاپنگ جس نے ایسی ایمرجنسی نافذ کی ہے۔ "احد نے گویا اسے نئ راہ سجھائی جو سب کو پسند آئی تھی۔

"میں کچھ ضروری سامان بھجوا دیتی ہوں زری کا۔۔ "آئرہ جو بہن کے لیے دل سے خوش تھی اور دعا کر رہی تھی کہ اس

Huria Malik Official

کے سارے خدشے عمر دور کر سکے اور اپنے دل میں خالص

جذبے لے کر اس کی بہن اور اس رشتے کو تسلیم کر سکے۔

اس کے کہنے پہ سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا.....

عمر کے ساتھ تقریباً گھسیٹنے کے سے انداز میں چلتی زھرہ جیسے

اس وقت بالکل خالی ذہن، معطل اعصاب و حواس اور شل

ہوئے وجود کے ساتھ تھی۔

اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا ہو رہا ہے یا کیا

ہونے جا رہا تھا؟؟

Huria Malik Official

اس کا دماغ کچھ بھی پروسیس نہیں کر پا رہا تھا وہ بس بے یقین و ششدر نگاہوں سے ساتھ چلتے عمر کا سپاٹ چہرہ دیکھ رہی تھی جو اسے لیے جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو دروازہ لاک ہونے کی آواز پہ اس کے اعصاب کو جیسے جھٹکا سا لگا۔

اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دروازہ لاک کرتے عمر کو دیکھا اور پھر اس کمرے کو جس میں وہ بے تحاشا دفعہ آ چکی تھی۔۔۔

لیکن آج کا آنا۔۔۔؟؟

اس کی آنکھوں کے سامنے کچھ دیر قبل کا تماشا لہرایا اور پھر عروج کا روتا ہوا چہرہ۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ اپنی طرف آتے عمر کو دیکھا تو اسے اپنے حواس مکمل بکھرتے محسوس ہوئے اور وہ اگلے ہی لمحے لہراتی ہوئی زمین بوس ہونے لگی۔

"زُھرہ "!!!!عمر نے لپک کے اس کے بے دم ہوتے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹا۔

Huria Malik Official

"جتنا انپریڈکٹیبل سا نکاح تھا، رخصتی اتنے ہی زیادہ ویئرڈ انداز میں ہوئی ہے لیکن محترمہ کا ری ایکشن تو سب پہ سبقت لے گیا۔۔۔حد ہے۔۔۔ "!!!اس کے بے ہوش وجود کو دیکھتا وہ جھنجھلایا تھا کیونکہ وہ اس وقت نیچے جا کے اس کی بے ہوشی کا بتا بھی نہیں سکتا تھا۔

تبھی اس نے آہستگی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرا تو اس کے وجود کی نرمی اسے محسوس ہونے لگی جسے فی الوقت نظر انداز کرتا وہ اسے بیڈ پہ لے جا کے لٹا گیا اور پھر اس کی نبض چیک کر کے اسے گوگل سے مختلف طریقے دیکھ کر ہوش میں لانے کی تراکیب لڑانے لگا۔

Huria Malik Official

جبکہ باہر ڈوبتا چاند اس انوکھے کپل کو دیکھنے لگا جن کے رشتے کی بنیاد ناگواری اور نفرت پہ مبنی تھی مگر اس وقت دونوں مختلف کیفیات کا شکار ہوئے پڑے اس حسین رات کو بے ڈھنگ و بے رنگ انداز میں گزار رہے تھے۔

رات کافی دیر کی محنت کے بعد وہ ہوش میں تو آ گئی تھی لیکن ذہن اس قدر تھکاوٹ کا شکار تھا کہ وہ ہوش میں آ

کے بھی مکمل بیدار نہ ہوئی تھی بلکہ غنودگی میں ہی کروٹ بدلتی گہری نیند میں ڈوب گئی۔

جبکہ عمر جو کافی دیر سے اس کو ٹیک کیئر کر رہا تھا اس کے یوں کروٹ بدل کے سونے پر جھلا سا گیا۔

چند لمحے وہ اس کے کمفرٹر میں چھپے وجود کو دیکھتا رہا اور پھر طائرانہ نگاہ کمرے میں ڈالی۔۔

گہری سانس خارج کرتا وہ واشروم گیا فریش ہو کے برش کرنے کے بعد عادتاً آ کے بال سیٹ کیے، خود پہ پرفیوم لگایا اور اے سی کی سپیڈ بڑھاتا وہ بیڈ پہ دوسری جانب اسی

Huria Malik Official

کمفرٹر میں گھس گیا کیونکہ اس کے کمرے میں یہی کمفرٹر تھا۔

اور وہ اپنی چیزوں پہ کمپرومائز نہیں کرتا تھا۔

"اس بیڈ پہ بیڈ شیٹ بچھاتے ہوئے تم نے خواب میں بھی نہ سوچا ہو گا کہ آج تم اسی بیڈ پہ سونے والی ہو۔" گردن گھما کے اس کے بے خبر وجود کو دیکھتا وہ اگلے ہی پل اپنی آنکھوں پہ بازو رکھتا سونے کی کوشش کرنے لگا۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب اے سی کی وجہ سے کمرے میں ہونے والی ٹھنڈک کے باعث اے سی کی عادی نہ ہونے والی زھرہ کسی پناہ کی تلاش میں کپکپاتی ہوئی اپنی جگہ سے سرکی تو ہاتھ ساتھ لیٹے عمر سے ٹکرائے جس پر وہ نیند میں ڈوبی تھوڑا اور آگے ہوئی اور ٹھنڈ سے بچنے کے لیے اس کے وجود میں پناہ لینے لگی۔

دوسری جانب عمر جو کہ آج کمرے میں ہوئی اس تبدیلی کے باعث ویسے ہی سو نہیں پا رہا تھا زھرہ کے ہاتھ لگانے

اور پھر ایک دم سے اس کے ساتھ آ لپٹنے پر اس کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا۔

"زھرہ "!!!!اس نے سر جھکا کے لیمپ کی مدھم روشنی میں اسے دیکھا جس کا چہرہ اس کے اپنے بازووں میں اس طرح سے چھپا ہوا تھا کہ بایاں بازو اس کے چہرے کو ڈھانپتا عمر کے گرد لپٹا ہوا تھا جبکہ اس کی ایک ٹانگ بھی عمر کی ٹانگوں پر دھری ہوئی تھی۔

Huria Malik Official

رات کے اس پہر شرعی و قانونی حق رکھتے اس نسوانی
خوبصورت وجود کو اپنے اس قدر نزدیک دیکھ کر اس کے
حواس بہکنے لگے تھے۔۔

لیکن اس وقت ضبط لازم تھا اس لیے وہ اسے پرے ہٹانے
کی کوشش کرتا اے سی کی سپیڈ بھی کم کر گیا۔

"زھرہ!اپنی جگہ پہ جا کے لیٹو۔"اس نے نرمی سے اس کا
بازو ہلاتے اسے سائیڈ پہ کرنا چاہا لیکن وہ پھر کسمساتی ہوئی
اس کی طرف آ مڑی۔

وہ آئرہ سے اس کی نیند کے بارے میں سن چکا تھا لیکن اس وقت اس پر اس کی بے ہوشی کا بھی اثر تھا جس کے پیشِ نظر وہ یوں ہو رہی تھی۔

تبھی اس نے لب بھینچتے ہوئے اپنے جذبات کو لگام ڈالتے واپس سے بازو اپنی آنکھوں پہ دھرا اور سونے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

Huria Malik Official

ہمدانی ہاوس کے خوبصورت لان میں اس وقت آویز کی رخصتی کا فنکشن انعقاد پذیر تھا۔

سیاہ خوبصورت سی شلوار قمیض کے ساتھ سکن کلر کی چادر کندھوں پہ رکھے، وہ پیروں میں قیمتی جوتے پہنے، چہرے پہ مسحور کن رنگ لیے اپنے مخصوص بے نیاز و سنجیدہ انداز میں اپنے ساتھ ریڈش مہرون رنگ کا لہنگا جس پہ موتیوں کا خوبصورت کام ہوا تھا، زیب تن کیے وہ پور پور اس کے لیے سجائے سر جھکا کے بیٹھی دلآویز کے گرد یوں بازو پھیلائے بیٹھا تھا کہ بظاہر یوں لگتا تھا کہ بازو صوفے کی

پشت پہ ہے لیکن اس کا سلگتا لمس دلآویز کو اپنی پشت پہ دہکتا احساس چھوڑتا سانس روکنے پہ مجبور کر رہا تھا۔

شاعنہ بیگم کے ساتھ حویلی کی خواتین ہلکی پھلکی رسمیں کر رہی تھیں جبکہ ایک سائیڈ پہ کھڑی فصیحہ بیگم دل میں ہزاروں طوفان لیے، نم آنکھوں میں حسرت لیے دور سے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں جس پر وہ اپنی وجہ سے حق کھو چکی تھیں۔

Huria Malik Official

جبکہ ان سے دانستاً لاپرواہی برتتے صفدر ملک اور زرداد ملک کی بھٹکتی نظریں ان پہ جا رہی تھیں اور دونوں کے دل درد کا شکار ہو رہے تھے۔

"وہ زرداد کی ماں ہے ابا جان۔۔۔زرداد کو کہیں کہ اسے اپنے پاس آ کے رسم کرنے دے۔"جب صفدر ملک سے برداشت نہ ہوا تو وہ گہری سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وقار صاحب سے مخاطب ہوئے۔

Huria Malik Official

"تمہارا بیٹا مجھ سے ناراض ہے۔" وقار صاحب نے انہیں یاد دلانے کی کوشش کی۔

"وہ وجہ آج ختم ہو چکی ہے۔" انہوں نے فوراً جواب دیا۔

"لیکن وہ بھولتا نہیں ہے صفدر۔۔" ان کے لہجے میں تھکن سمٹ آئی تھی۔

"لیکن وہ یہ نہیں جانتا ابا جان کہ زندگی کے اس کٹھن راستے پر ہمیں بہت کچھ فراموش کر کے چلنا پڑتا ہے تاکہ سفر سہل ہو سکے۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے اپنے

قدم فصیحہ بیگم کی طرف بڑھائے تو زرداد ملک کی آنکھوں میں کرب سانسیں لینے لگا۔

نجانے کیا کچھ یاد آنے لگا تھا۔

"آپ بھی رسم کر لیں۔" بنا انہیں مخاطب کیے وہ سنجیدگی سے کہتے دوسری طرف دیکھنے لگے تو اتنے سالوں کے بعد ان کی آواز پہ کرنٹ کھاتی وہ ان کی طرف پلٹیں جن کی نظریں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔

"شکریہ لیکن میں اس کی خوشیوں کو خراب نہیں کرنا چاہتی ہوں۔" دل پہ بیتتی قیامت سے صرفِ نظر کرتیں وہ اپنے

آنسو پیتیں سپاٹ سے لہجے میں بولتیں سٹیج کی طرف دیکھنے لگیں جہاں اب نوجوان پارٹی انہیں چھیڑ رہی تھی۔

جبکہ ان کی بات پہ صفدر صاحب کو نجانے کیوں بہت کچھ تلخ یاد آیا لیکن وہ سامنے سے آتے جبار ہمدانی کو دیکھ کر نفرت سے لب بھینچتے وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

چونکہ نہ زیادہ لوگ تھے نہ بہت زیادہ رسمیں کی گئی تھیں اس لیے زرداد کے کہنے پہ جلد ہی رخصتی کے لیے ہلچل سی مچ گئی۔

Huria Malik Official

جس کے ساتھ ہی زرداد کے پہلو میں بیٹھی دلآویز کی سانسیں تھمنے لگیں۔

صبح کی کرنوں نے جب وجدان ہاوس کی دیواروں پہ دستک دی تو اس وقت تقریباً ساڑھے سات بج رہے تھے۔

کھڑکیوں پہ رات کو پردے سیٹ نہ کرنے کے باعث کرنیں شیشے کی کھڑکی پہ دستک دیتیں جب ان کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

تو نیند میں خلل پڑنے کے باعث زری نے اپنی طرف

کروٹ لے کر سوتے عمر کے کندھے میں چہرہ چھپاتے ہوئے

بازو اس کی گردن کے گرد لپیٹتی وہ کرنوں سے بچنے کی

کوشش میں مکمل اس میں چھپنے کی کوشش میں تھی۔

جب عجیب سے احساس کے تحت اس نے آنکھیں کھول کے

دیکھا تو مندی مندی آنکھوں کے سامنے کسی کا کندھا نظر

آیا۔

Huria Malik Official

اس کی مندی مندی آنکھیں پٹ سے کھلیں اور اس نے فوراً سر پیچھے کرتے ہوئے جیسے ہی سامنے دیکھا تو نگاہوں کے سامنے ہفت و اقلیم گھوم گئے تھے۔

وہ عمر تھا جس کی گردن کے گرد زور سے بازو لپیٹے وہ اپنی ٹانگ اس پہ رکھے دوسرا ہاتھ اس کے سینے پہ رکھے مکمل اس پہ سوئی ہوئی تھی جبکہ دوسرا جانب عمر کا دایاں ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔

رات کا سارا منظر، ساری باتیں اس کے ذہن میں لہرائیں تو دماغ جیسے ایک بار پھر سے انتشار کا شکار ہونے لگا۔

"ی۔۔یہ سب؟؟ک۔۔کیا عمر نے میری بیہوشی کا فائدہ اٹھایا ہے؟؟ "اس نے رکتی سانسوں کے ساتھ اس قربت کو دیکھتے ہوئے اپنا جائزہ لیا تو خود کو کل والے حلیے میں دیکھ کر اسے جیسے تسلی ہوئی تھی لیکن ایسی قربت۔۔۔۔؟؟؟

اس نے جلدی سے اپنا بازو اور ٹانگ اس کے اوپر سے ہٹائے کیونکہ اس کی یہ قربت اس کی جان جلائے جا رہی تھی۔

ان دونوں کا رشتہ اگرچہ مضبوط تھا لیکن ان کے درمیان ایسی بے تکلفی ہرگز نہ تھی اور اب ایک ہی رات میں ہر چیز کا یوں بدل جانا۔۔۔۔

وہ جیسے اس تبدیلی سے اندر تک رنجیدہ ہوئی تھی۔وہ اک بوجھ یا چیلنج کی طرح اس کی زندگی میں داخل نہیں ہونا چاہتی تھی ایسے میں جب وہ اس کی محبت کی داستانوں کی سامع تھی۔

اس نے بوجھل ہوتے دل کے ساتھ اس کا اپنی کمر کے گرد انگارے کی مانند لپٹا بازو ہٹا کے فاصلہ بڑھانا چاہا جب اس کے بازو کو ہاتھ لگاتے ہی عمر نے اس کی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے خود میں بھینچا تھا۔

Huria Malik Official

"اونہوں! آرام سے سونے دو۔ "نیند کے خمار سے بوجھل آواز میں کہتا وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا۔۔۔

"عمر"!!!اس کی دہکتی سانسوں کی تپش اپنی گردن پہ محسوس کی تو گویا سانس رک سی گئی۔

"عمر! چھ۔۔۔چھوڑیں مجھے۔ "اس نے پھر سے اس کے آہنی حصار کو توڑنے کے لیے مزاحمت کی لیکن اس کے بدستور مضبوط ہوتے حصار میں وہ لرز اٹھی تھی۔

Huria Malik Official

"ششش!ڈونٹ ڈسٹرب می۔۔۔۔ "اس کے بڑبڑاتے لب اب کی بار اس کی گردن سے ٹکرائے تو وہ تڑپ اٹھی۔۔۔

اس پہ مستزاد اس کا کمر پہ گڑھتا ہاتھ اس کی دھڑکن کی رفتار منتشر کر رہا تھا۔

"عمر پلیز۔۔۔۔۔ "بیئرڈ کی چبھن اور ہونٹوں کی تپش پہ وہ سرخ پڑتی زور سے ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھتی جھٹپٹائی تو عمر نے نیند کے خمار سے سرخ ہوتی آنکھیں کھول کے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔

Huria Malik Official

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟ "اس نے اپنے حصار میں موجود زھرہ کے سرخ چہرے کو دیکھتے سخت لہجے میں استفسار کیا تو اس کے سوال پہ وہ شرم و خفت سے چیخ اٹھی۔

"آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟کیا کر رہے ہیں یہ آپ؟ " ایک دفعہ پھر سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اس سے دور ہونا چاہا تھا۔

Huria Malik Official

"سو رہا ہوں۔ آو تم بھی سو جاو۔ "اچانک لہجہ بدلتا وہ سادگی سے جواب دیتا اب کی بار اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا اس کی شہہ رگ کو ہونٹوں میں دباتا اس کی جان نکال گیا۔

"عمر۔۔۔ "!!!اس کی گستاخی پہ اس کے حلق سے ایک بلند سی چیخ نکلی تھی۔

"کیا ہوا؟ "اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا جو انجان پن سے اس کی طرف دیکھتا اپنی مسکراہٹ دبا رہا تھا۔

Huria Malik Official

"پلیز۔۔۔پیچھے ہو جائیں۔۔میں عروج کو بت۔۔۔۔۔" اس نے نم لہجے میں کہتے ہوئے اسے اپنے تیئں بہت مضبوط دھمکی دینی چاہی تھی جب وہ ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کے اپنی طرف کرتا اپنی پوری شدتوں اور جارحانہ انداز میں اس کے دھمکی دیتے ہونٹوں پہ جھکتا اس کے لفظوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتا چلا گیا۔

جبکہ اس کی اس قدر غیر متوقع اور بے باک حرکت پہ اس کی آنکھوں کی پتلیاں ناقابلِ یقین حد تک پھیل

گئیں۔۔۔۔دل کی دھڑکن اس کے اس شدت بھرے لمس پہ تھمنے لگی تھیں۔

جو آنکھیں موندے شدت سے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیے رفتہ رفتہ اس کی سانسوں پہ تسلط قائم کرتا جا رہا تھا۔۔۔

ہونٹوں پہ ہوتی جلن اور رکتی سانسوں پہ اس نے تڑپتے ہوئے اسے روکنا چاہا جب عمر نے اس کے مزاحمت کے لیے تڑپتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے تکیے پہ پن کیا اور بایاں ہاتھ ان پہ جما کے دایاں ہاتھ اس کی گردن پہ جماتا وہ مزید اس کی جان ہلکان کرنے لگا تو اس کا چہرہ دہکنے لگا۔

Huria Malik Official

وہ اس کے ہونٹوں کی نرمی محسوس کرتا دل میں یکلخت اٹھتی اس طلب کے پیشِ نظر مزید شدت اس پہ لٹاتا اپنے ہاتھ کو اس کی گردن سے سرکاتا اس کی زیروبم کا شکار ہوتی دھڑکنوں پہ رکھنے ہی لگا تھا کہ دروازے پہ قدرے بلند آواز میں ہوتی دستک پہ دونوں بیک وقت چونکے۔۔۔

اسی وجہ سے عمر کی گرفت اس کے ہاتھوں پہ ڈھیلی پڑی جس کا فائدہ اٹھاتی وہ لرزتے ہاتھوں سے خود پہ جھکے عمر کو پرے کرتی کپکپاتی آواز میں چلائی۔

Huria Malik Official

"آ۔۔آ جائیں پلیز۔۔۔۔۔ "اس کی آواز میں شرم، خفت، اہانت، بے بسی اور التجا نجانے کیا کچھ سمٹا ہوا تھا۔

جبکہ عمر اس کی اس قدر بیوقوفانہ حرکت پہ تپ اٹھا تھا۔

"تم پاگل ہو کیا؟ "اس نے اپنے بھیگے ہونٹوں پہ اس کے نرم ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کرتے ہوئے اسے سخت نگاہوں سے گھورا۔

لیکن اس کے نیم وا نم لرزتے اپنے شدتوں سے سرخ ہوتے ہونٹوں اور اس کے بکھرے ہوئے حلیے کو دیکھ کر اس کی سخت نگاہیں بہکنے لگی تھیں۔

Huria Malik Official

"پ۔۔۔پیچھے ہٹیں آپ۔۔۔۔ "وہ خفگی و حیا سے چور اسے پرے کرتی بولی۔

"م۔میں دروازہ کھولنے لگی۔۔۔۔زھرہ ڈونٹ بی سلی۔۔۔۔ " وہ ایک دفعہ پھر سے بولی کہ دروازہ تو اندر سے لاک تھا اور باہر والا کہیں چلا نہ جائے۔

جب عمر نے خود پہ کنٹرول کرتے اس کی بات قطع کی اور دبے دبے لہجے میں بولا لیکن وہ اس کے ہاتھ کو ایک دفعہ پھر اپنے پہلو پہ رکھتے دیکھ کر اس کی ڈھیلی گرفت سے نکلتی

Huria Malik Official

تیزی سے بیڈ سے اترتی پہلی فرصت میں دروازے کی طرف بھاگی۔

"پاگل عورت۔۔۔" عمر نے اس کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے چہرہ تکیے میں چھپایا۔

دروازہ کھولتے ہی اجیہ کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آیا تو زھرہ نے تشکر بھرا سانس خارج کرتے اسے جلدی سے راستہ دیا۔

Huria Malik Official

"السلام علیکم بھابھی جان اینڈ گڈ ماالـــــ۔" اندر آتی اجیہ محبت سے اسے دیکھتی آگے بڑھی ہی تھی کہ اس کا اور کمرے کا حلیہ دیکھ کر ٹھٹھک گئی تھی۔

سلوٹ زدہ سوٹ کے ساتھ سر سے سرکا ہوا دوپٹہ جو لاپرواہی سے کندھوں کے گرد عجیب انداز میں لپٹا ہوا تھا، ڈھیلی پڑی چٹیا سے نکلتے بال اس کی صراحی دار گردن سے لپٹے ہوئے تھے جس کے وسط میں سرخ پڑتا نشان اور اس کے سرخ کپکپاتے ہونٹ اور گہری سانسیں بھرتا نازک وجود اس پہ چند لمحے ٹوٹنے والی کہانی بخوبی سنا رہا تھا۔

Huria Malik Official

زھرہ سے ہوتی اس کی نظر جب بیڈ کی طرف گئی تو اس کے چہرے کے تاثرات پہ کب سے شکر کرتی زھرہ صورتحال کا اندازہ لگاتی جیسے شرم سے زمین میں گڑھنے لگی۔

سلوٹ زدہ بیڈ شیٹ پہ بکھرا پڑا کمفرٹر، اوندھے منہ لیٹا ہوا عمر اور کمرے میں پھیلی ملگجی سی روشنی اس پہ مستزاد اجیہ کی شرارتی کھوجتی نگاہیں اسے پل میں عمر کے روکنے کا مطلب سمجھاتیں پل میں شرم سے پانی پانی کر گئیں۔

"و۔۔۔وہ ہم۔۔۔میرا مطلب ہے کہ میں۔۔۔۔" وہ اس قدر آکورڈ سچویشن پہ سمجھ نہ پا رہی تھی کہ کیا کہے۔

"یہ تمہاری کچھ ضروری چیزیں اور کپڑے لے کر آئی ہوں۔ابھی فریش ہو لو پھر عمر شاپنگ کے لیے لے جائے گا۔" اس کی شکل دیکھتے اجیہ نے ہی صورتحال نارمل کرنے کے لیے ساتھ لایا چھوٹا سا سوٹ کیس اس کی طرف دھکیلا تو وہ بمشکل مسکراتی سر ہلا گئی۔

Huria Malik Official

"فریش ہو کے آ جاو نیچے۔پھر مل کے ناشتہ کرتے ہیں۔عمر کو بھی جگا دو۔ "اجیہ واپس مڑتے مسکراتے ہوئے بولی تو اس نے سر اثبات میں ہلاتے اس کے جاتے ہی فوراً ٹھک سے دروازہ بند کیا اور خود اس نے ٹیک لگا کے گھرے سانس بھرنے لگی۔

"پھرتیاں دکھانے سے پہلے اگر عقل کا استعمال کر لیا جائے تو بندہ بہت ساری شرمندگی سے بچ سکتا ہے۔"تکیے میں منہ دیے عمر کی بھاری مگر طنزیہ آواز اس پہ جیسے کوڑے کی مانند برسی تھی۔

Huria Malik Official

"اور اپنے عمل کو آپ کیسے جسٹفائی کریں گے؟شوہر نامی اس لفظ کا بھرم دکھا کے؟؟ جس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر ہوا، جو مجھ سے نفرت کرتا ہے اور اب یکلخت شوہرانہ حقوق جتانا یاد آ گیا۔۔۔۔ نہیں چاہیے مجھے آپ کی طرف سے ایسا کوئی حق۔۔۔نیچے بیٹھی ہے آپ کی محبوبہ جا کے اس سے شادی رچائیں اور اپنے حق حقوق اس پہ نچھاور کریں۔مجھے آج کے بعد ایسے ٹیز مت کیجیے گا۔" اچانک ہوئی اس عجیب و غریب رخصتی کے بعد عمر کا حق جتاتا انداز، اجیہ کی معنی خیز نظریں اور اپنی مغلوب کیفیت سے

Huria Malik Official

تنگ پڑتی وہ ایک دم سے بلند آواز میں تلخی سے بولتی بنا کپڑے لیے یونہی واشروم میں گھس گئی۔

جبکہ تکیے میں منہ دیے عمر کے ماتھے کی رگیں تن اور بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑے ہاتھوں کے عضلات سخت سے سخت تر ہوتے جا رہے تھے۔

Huria Malik Official

چہروں پہ ہلکا سا تفکر اور پریشانی لیے 'ملک مینشن' کی

خواتین نے دلآویز کا بہت خوبصورت اور دلنواز سا استقبال

کیا۔

لیکن کچھ دیر قبل زرداد کی گاڑی پہ ہونے والی فائرنگ کے

زیرِ اثر شاک میں گم دلآویز اس وقت کچھ محسوس نہیں کر

پا رہی تھی۔

رخصتی کے بعد جب گاڑیاں ہمدانی ہاوس سے نکلیں تو دس

منٹ بعد زرداد کی گاڑی پہ اس انداز میں فائرنگ ہوئی کہ

کوئی جانی نقصان نہ ہوا اور کچھ گارڈز اور جلد آ جانے والی

پولیس کی مداخلت پہ بھی حملہ آور بھاگ گئے تھے۔

یہ سب، ان سب کے لیے ہی بہت شاکنگ اور پریشان کن تھا لیکن ان سب میں سب سے زیادہ متاثر دلآویز لگ رہی تھی۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ فائرنگ فقط فائرنگ نہیں تھی بلکہ یہ فائرنگ اس کے لیے ایک اشارہ تھا۔

ایک واضح اشارہ۔۔۔۔؟؟؟

اس کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے وقار صاحب نے دیگر رسموں سے منع کرتے ہوئے دلآویز کو اس کے کمرے میں پہنچانے

Huria Malik Official

کا حکم دیا تو اس کے ساکت وجود کو دیکھتی شاعنہ بیگم بھی

اٹھ گئیں۔

اور انیلہ چچی، عنایہ اور مہرماہ کے ہمراہ اسے اس کے کمرے

میں بھیج دیا گیا۔

جبکہ اس وقت زرداد باہر بہرام اور ہارون کے ساتھ کھڑا

نجانے کن سیریس موضوعات کو ڈسکس کر رہا تھا۔

Huria Malik Official

ڈارک گرے اور سیاہ دیواروں سے مزین اس خوبصورت سے ماسٹر بیڈروم کا کونہ کونہ سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا،سائیڈ ٹیبلز پہ رکھی زرداد اور دلآویز کی تصویروں کے ساتھ پھولوں کے ساتھ سینٹڈ کینڈلز نے ماحول کو مسحور کن بنایا ہوا تھا۔

لیکن وہ جو ان تینوں خواتین کے اصرار پہ بھی سیاہ مخملیں بیڈ شیٹ جس پر پھولوں سے خوبصورت سجاوٹ کی ہوئی تھی سے سجے بیڈ پہ چڑھ کے نہ بیٹھی بلکہ یونہی پیر لٹکائے ان کی باتوں پہ ہوں، ہاں کرتی رہی۔

Huria Malik Official

اور اب اس وقت وہ ان سب کے جانے کے بعد اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی اس کی انلارجڈ دیوار گیر تصویر کے پاس جا رکی جس میں وہ سیاہ پینٹ کے ساتھ سیاہ پولو شرٹ پہنے، سلیو لیس جیکٹ کے ساتھ ہونٹوں میں سگریٹ دبائے تیکھے چتونوں کے ساتھ کیمرے کی طرف متوجہ تھا۔

اس انلارجڈ تصویر کے ساتھ اس کی سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس چیئر پہ بیٹھے تصویر اس قدر مسحور کن لگ رہی تھی کہ وہ تادیر اسے دیکھتی رہی۔

Huria Malik Official

"پھپھو ٹھیک کہتی ہیں کہ ان کا بھتیجا خاندان کا سب سے دراز قدر اور خوبصورت و خوبرو مرد ہے۔"

اس کی تصویر کو دیکھتی اس کی آنکھوں میں وہ منظر لہرایا جب گاڑی پہ فائرنگ ہونے پر زرداد نے فوراً سے پہلے اسے جھکاتے ہوئے خود میں چھپایا تھا۔

اس کی آنکھیں یکلخت نمکین پانیوں سے بھرنے لگیں تبھی ہولے سے دروازہ وا ہوا اور خوبرو سے زرداد نے اس مہکتے کمرے میں قدم رکھا۔

Huria Malik Official

اس کی پہلی نظر مہرون لہنگے میں ملبوس دلآویز کی پشت سے ٹکڑائی جو اس کی طرف سے رخ موڑے اس کی اور اپنی تصویروں کے سامنے کھڑی تھی۔

ایک طائرانہ نگاہ کمرے کے رومانوی ماحول پہ ڈالتے ہوئے وہ چند قدم آگے ہوا۔

"السلام علیکم "!اس کی بھاری گھمبیر آواز پہ وہ ایک جھٹکے سے مڑی تو زیورات کی جھنکار سے کمرہ مہک اٹھا۔

جبکہ دوسری جانب گھونگھٹ کے بغیر سامنے آئے اس کے چہرے کی دلکشی اور خوبصورتی دیکھ کر دنگ سا رہ گیا تھا۔

Huria Malik Official

"ماشاءاللہ۔۔۔۔۔ "اس کے لب ایک دفعہ پھر سرسرائے تھے، اس کے نام کا سولہ سنگھار کیے وہ مکمل طور پر اس کے لیے سر تا پا سجی اس کی دھڑکنوں کو پاگل کر گئی تھی۔

"جاناں!!! سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ جب پہلی دفعہ تمہیں اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا تو تب دل کو چھو گئی تھی، یا جب میرے نکاح میں آئی تب؟؟ لیکن آج آپ کو دیکھ کے لگ رہا ہے کہ اس دل کو دھڑکنے کے لیے آپ کا ہونا کس قدر ضروری ہے۔۔۔ "گہرے بہکے ہوئے سے گھمبیر لہجے میں

Huria Malik Official

بولتا ہوا چند قدم اور آگے ہوا تو اس کے لہجے و لفظوں کے بھاری پن سے الجھتی دلآویز ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی۔

"خبر۔۔بردار۔۔۔۔" وہ بلند آواز میں اس کی آنکھوں میں دیکھے بغیر بولی تو زرداد نے ٹھہر کے اس کے چہرے اور تاثرات کو بغور جانچا۔

"دلآویز۔۔۔" !!اس نے نرمی سے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسے اپنی گرفت میں لینا چاہا تھا لیکن وہ بدک سی گئی۔

Huria Malik Official

"نن۔۔ نہیں دور رہیں۔ آپ سب جانتے ہیں پھر بھی جان بوجھ کے یہ ش۔۔۔شادی کی؟؟ کیوں کی یہ شادی جب پتہ تھا کہ میرا ساتھ د۔۔۔دل نہیں دھڑکائے گا بلکہ آپ کو مار ڈالے گا۔۔۔کیوں کیا ایسے کیوں؟؟؟ کیوں م۔۔۔میری قسم کو توڑا ک۔۔کیوں؟؟" وہ بلند آواز میں ہچکیاں لیتے ہوئے بولی تو زرداد کی آنکھوں کے گوشے سرخ ہوئے۔

"دلآویز ایسے مت روئیں پلیز۔۔۔۔ "اس نے اس کی بھیگتی آنکھوں کو بے بسی سے دیکھتے کہا۔

"آ۔۔۔آپ چلے جائیں یہاں سے خدا کے لیے۔۔۔جائیں۔۔۔۔آپ برے ہیں۔۔۔ "وہ مزید روتے ہوئے بولی تو زرداد کے ضبط کا شیرازہ بکھرنے لگا۔

وہ آگے ہوا اور اس کے لرزتے وجود کے گرد اپنے دونوں بازو لپیٹتا ہوا اسے زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

"ششش۔۔۔ریلیکس۔ "اس نے نرمی سے اس کی پشت سہلائی تو وہ زور سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں بھینچتی پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

"آ۔۔۔آپ بہت برے ہیں۔آپ نے میری بات نہیں مانی ہے۔۔آپ نے میری قسم توڑ ڈالی ہے۔۔۔آپ برے ہیں۔"اس کے سینے سے لگی وہ سسکیاں بھرتی ہوئی کرب سے بولتی جا رہی تھی۔

جبکہ اس کے ایسے رونے پر اذیت کا شکار ہوتا زرداد اس کے سر پہ لب رکھتا اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کرتا ہوا اس کی پشت کو سہلائے جا رہا تھا۔

جو اس کے سینے پہ سر رکھے بے خبری میں بہت کچھ آشکار کرتی چلی گئی۔

Huria Malik Official

آہستہ آہستہ اس کی سسکیاں اور شکوے تھمنے لگے اور اس کی گہری سانسوں کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکڑانے لگی۔

جس پر اس نے جھکتے ہوئے اس کے زرتاری آنچل سے ڈھکے سر کو شدتوں سے چوما اور پھر یونہی اسے بانہوں میں بھرے وہ اس کا دوپٹہ پنز کی قید سے آزاد کرتا ایک طرف اچھال گیا۔

اور پھر آہستہ آہستہ اس کی بھاری جیولری اتار کے اس کے سلکی بال جوڑے سے آزاد کرتا ان کی مہک اور نرمی محسوس کرنے لگا۔

Huria Malik Official

اسے اس بوجھ سے آزاد کروانے کے بعد وہ اسے بانہوں میں بھرے بیڈ تک لایا اور بنا پھول ہٹائے اسے نرم بستر پہ لٹایا اور اس کے دوپٹے سے آزاد نازک وجود کے نشیب و فراز سے نظریں چراتا اس پہ کمبل ڈالتا وہ خود وارڈروب کی جانب بڑھ گیا۔

جب وہ پلٹا تو اس کے ہاتھ میں سلک کا مہرون کلر کا نائٹ ٹراوزر اور شارٹ شرٹ تھی۔

ایک دہکتی پر تپش نگاہ اس کے بے خبر وجود پہ ڈالتے ہوئے اس نے کمرے کی فینسی لائٹس بند کیں۔

Huria Malik Official

"محبوب کی بے خبری بھی بعض دفعہ کس قدر امتحان میں مبتلا کر دیتی ہے۔ "اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتے جب اس نے اس کی مہرون چولی کی پشت پہ لگی ڈوریوں کو کھینچا تو ڈوریاں پل میں لوز ہوتی نازک سفید کمر عریاں کر گئیں۔

جن سے ٹکراتا زرداد کا ہاتھ اس کی نرماہٹ محسوس کرتا اس کے اندر جذبات کی شوریدگی پیدا کرنے لگا جسے حسبِ سابق دباتے ہوئے وہ بند لائیٹس میں اسے لہنگے اور چولی کے بوجھ سے آزاد کرتا آرام دہ لباس پہنانے لگا۔

Huria Malik Official

اس تگ و دو میں اس کا ہاتھ بارہا دفعہ اس کی نسوانی نرماہٹوں سے ٹکراتا اسے بہکنے پہ مائل کر رہا تھا لیکن وہ اس کی دی ہوئی ایک قسم ہوش و حواس میں توڑنے کے بعد اس کی دوسری قسم اس کی بے خبری میں نہیں توڑنا چاہتا تھا۔

اس لیے خود پہ ضبط کے گہرے بندھن باندھتا وہ اس پہ کمبل ٹھیک کرتا، اس کا لہنگا تہہ لگا کہ وہیں صوفے پہ رکھنے کے بعد خود سگریٹ اور لائٹر لیے اس کے نزدیک راکنگ چیئر پہ بیٹھ گیا۔

Huria Malik Official

باہر رفتہ رفتہ گزرتی شب میں سگریٹ پھونکتا زرداد راکنگ چیئر جھلاتے ہوئے اپنے سیاہ آنکھیں جو سرخی مائل ہو رہی تھیں، وہ دلآویز کے بے خبر وجود پہ ٹکائے گہری سوچوں میں گم تھا۔

ماضی!!!:

وقار ملک اور نصرت بیگم کا شمار شہر کی مشہور اور امیر ترین ہستیوں میں ہوتا تھا کیونکہ نصرت بیگم سیاست میں اپنے

Huria Malik Official

قدم جما رہی تھیں تو وقار ملک کا ڈائمنڈ اور گولڈ کا بزنس کئی ملکوں میں پھیلا ہوا تھا۔

'ملک مینشن 'میں خوشحالی کے ساتھ وہ اپنی چار اولادوں کے ساتھ رہتے تھے۔

سب سے بڑے صفدر ملک تھے جو کہ باپ کے ہی بزنس کو فروغ دیتے اپنا نام و مقام بنا چکے تھے۔اسی دوران اپنی فیلو 'فصیحہ ہمدانی 'سے دھواں دھار عشق کے بعد محبت کی شادی رچانے کے بعد وہ اپنے نصیب پہ نازاں تھے۔

فصیحہ بیگم کے والدین کا انتقال ہو چکا تھا اور وہ اپنے بھائی جبار ہمدانی کے ساتھ ایک اوسط درجے کے مکان میں رہتی تھیں۔

ان کا تعلق ایک متوسط طبقے سے تھا لیکن انہوں نے صفدر ملک سے شادی صرف ان کی محبت میں کی تھی۔

شادی کے بعد صفدر صاحب کبھی کبھار انہیں آفس لے جانے لگے اور ان کے ڈیزائن کردہ پروڈکٹس انہیں دکھاتے جس پر وہ بہت خوش ہوتی تھیں۔شادی کے ایک سال بعد جب زرداد ملک جیسی نعمت نے ان کی زندگی میں قدم رکھا تو ملک خاندان میں جیسے خوشیوں کی بارات آئی تھی۔

Huria Malik Official

کئی دنوں تک مٹھائیاں تقسیم ہوتی رہیں، جشن منائے گئے تھے۔

زرداد کے پیدا ہونے پر جب وقار صاحب نے اسے ڈائمنڈ سیٹ، نصرت بیگم نے سونے کا جڑاو خاندانی ہار، صفدر ملک نے ایک لگژری اپارٹمنٹ اور ان کے دیوروں اور نند نے بھی قیمتی تحفے دیے تو جبار ہمدانی جسے صفدر صاحب نے جاب دلوا دی تھی ان کے دماغ میں ایک شاطرانہ پلان جنم دینے لگا۔

وہ آہستہ آہستہ فصیحہ بیگم کی برین واشنگ کرنے لگا اور ان سے رقم بٹورتا اس کے دماغ میں یہ بات ڈالنے لگا کہ اس

Huria Malik Official

کے تیار کردہ ڈیزائنز کی بدولت صفدر ملک کا بزنس ترقی کر رہا تھا اور وہ گھر بیٹھی ان کا بچہ پال رہی تھیں۔

اور پتھر پہ بھی جب مسلسل چوٹ پڑتی ہے تو اس میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے شیطان جب اپنا وار کرتا ہے تو اچھے اچھوں کی عقل گم ہو جاتی ہے یہی سب فصیحہ بیگم کے ساتھ ہوا تھا۔بھائی کے لالچ اور اس کی باتوں میں آ کے وہ پہلے چھوٹی چھوٹی ڈیمانڈز کرنے لگیں لیکن پھر جب زرداد چار سال کا ہوا تو انہوں نے صفدر صاحب کے ساتھ آفس جانے کا فیصلہ کر لیا۔

صفدر صاحب جو اس کے بدلتے رویے سے پریشان تھے اس کی اس فرمائش پہ چپ کر گئے کہ شاید اس طرح وہ واپس وہی فصیحہ بن جائیں۔

اس سب میں نظر انداز ہوتے زرداد کو دادی اور پھپھو سنبھالنے لگیں کیونکہ فصیحہ بیگن سنبھلنے کی بجائے مزید خودسر ہونے لگیں۔

زرداد ساڑھے چھ سال کا ہوا تو انھوں نے کمپنی کے ہاف شیئرز کی ڈیمانڈ کر دی تب تک ان کے برین واشر کا پتہ لگانے والے صفدر صاحب اور وقار صاحب نے انہیں بہت سمجھایا لیکن خود پسندی، خود اعتمادی اور بھائی کی باتوں کی

Huria Malik Official

ایسی پٹی آنکھوں پہ بندھ چکی تھی کہ وہ کسی بات میں نہ آئیں۔

پھر ایک آخری حربے کی صورت میں صفدر صاحب نے ان کے سامنے دو شرائط رکھیں کیونکہ اگر صرف معاملہ فصیحہ کا ہوتا وہ ہر چیز ان پہ قربان کر دیتے لیکن وہ جانتے تھے یہ سب ان کے بھائی اور اب بھاوج کی کارستانی ہے جو یہ سب ہتھیانا چاہتے تھے۔

انہوں نے کہا کہ اگر وہ یہ شیئرز چاہتی ہیں تو انہیں صفدر صاحب اور زرداد کو چھوڑنا ہو گا۔

ان کی بات پہ وہ چپ سی ہو گئیں لیکن وہ جانتی تھیں کہ یہ صرف دھمکی ہے کیونکہ نہ صفدر اور نہ ہی زرداد ان کے بغیر رہ سکتے تھے۔

اس نے گردن اکڑا کے شیئرز کا مطالبہ کیا۔اس کے اس فیصلے پہ سبھی مکین دنگ رہ گئے۔

ان کے فیصلے پہ اندر تک زخمی ہوتے صفدر صاحب نے باپ کے روکنے کے باوجود شیئرز ان کے نام کر دیے۔

لیکن وہ ان سے اپنا نام جدا کرنے کی ہمت نہ جتا پائے اس لیے انہیں وہاں سے جانے کا کہہ کے خود زرداد کو لے کر جیسے منظر سے ہٹ گئے۔

اپنی منوانے کے بعد وہ صفدر صاحب کے پکارنے کا انتظار کرتی رہیں لیکن ان کا یہ انتظار انتظار ہی رہا۔

سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتا سات سالہ زرداد اس کے بعد نہ باپ، نہ ماں نہ ہی کسی اور کی منت پہ ان سے ملا تھا۔

لیکن اس سب کے دوران جب بہو کی اس بے وفائی پہ بسترِ مرگ پہ پہنچنے والی نصرت بیگم نے بیٹے اور پوتے کی بے رونق زندگی دیکھتے ہوئے صفدر صاحب کو اپنی قسم دیتے ہوئے شاعنہ ملک جو کہ وقار صاحب کے دوست کی بیٹی تھی سے شادی پہ مجبور کیا۔

Huria Malik Official

صفدر صاحب کی دوسری شادی کی اطلاع پہ ان کے لوٹ آنے کی منتظر فصیحہ بیگم کو جیسے اپنے عظیم نقصان کا اطلاق ہوا تھا۔

شاعنہ بیگم سے ان کی دو بیٹیاں انابیہ ملک اور عنایہ ملک تھیں۔

ان کا رویہ زرداد سے اچھا تھا لیکن زرداد نجانے کیوں انہیں ماں کہنے کی ہمت نہیں جتا پایا تھا۔حالانکہ وہ ان سے بہت محبت و احترام کرتا تھا اور اپنی بہنوں کے لیے بے تحاشا محبت کرنے والا بھائی بھی تھا۔

Huria Malik Official

صفدر ملک کے بعد 'اطہر ملک 'تھے جنہوں نے نصرت بیگم کی وفات کے بعد سیاست سنبھالی تھی اور سیما بیگم جو فیشن ڈیزائنر ہیں ان سے شادی کی تھی۔

ان کے تین بیٹے تھے۔شاہ ویز ملک، ارسل ملک، معاذ ملک۔۔معاذ کی شادی عنایہ سے ہو چکی تھی۔

اس کے بعد سارہ ملک جو ایک لیکچرار تھیں جن کی شادی وقار صاحب کے چچا زاد کے بیٹے جعفر ملک سے ہوئی تھی۔

ان کی ایک بیٹی مہرماہ جس کا نکاح شاہ ویز کے ساتھ ہو چکا تھا۔

اور دو بیٹے ہارون اور زارون تھے۔

اور وہ ملک مینشن کے ساتھ ملک وِلا میں ہی رہائش پذیر تھیں۔

ان کے بعد اظہر ملک تھے جو کہ جج تھے ان کی شادی انیلہ بیگم سے ہوئی تھی جو کہ ایک ڈاکٹر تھیں۔

ان کی دو بیٹیاں ابلاج، ابرش اور ایک بیٹا اسد تھا۔

ابلاج کے لیے ہارون کے دل میں پسندیدگی کے جذبات تھے لیکن اس نے کبھی ان کا اظہار اس کے سامنے نہیں کیا تھا کہ وہ ابھی پڑھ رہی تھی۔

Huria Malik Official

باپ ماں کی زندگی میں ہونے والے اس حادثے نے زرداد کو بچپن میں ہی بہت سنجیدہ، کم گو اور غم چھپانے والا ایک میچیورڈ بچہ بنا دیا تھا۔

وہ گیارہ سال کا تھا جب جعفر ملک کے تایا کے بیٹے شہروز ملک اور ان کی مسز عصمہ کے ہاں بچی کی پیدائش ہوئی تو سارہ بیگم اسے اپنے ساتھ لے گئیں۔

وہاں اس نے ننھی دلآویز کو جب سارہ کے کہنے پہ اپنی گود میں لیا تو ہیزل گرین آنکھیں اسے بہت پیاری لگیں۔

"شی ہیز ویزی بیوٹیفل آئیز۔" اس نے فوراً سارہ پھپھو سے کہا تھا۔

Huria Malik Official

یہ اس کا دلآویز سے پہلا تعارف تھا۔

دلآویز کے والد شہروز ملک، اس کے چچا مہروز ملک اور پھپھو غزالہ جس کی شادی جبار ہمدانی سے ہوئی تھی یہ تینوں بہن بھائی تھے۔

شہروز کی شادی عصمہ سے ہوئی اور ان کی ایک بیٹی دلآویز ملک تھی۔

مہروز ملک اور عالیہ بیگم اٹلی میں رہائش پذیر تھے اور ان کے تین بیٹے حسان، حسام اور حمزہ تھے جو کہ دلآویز سے عمر میں خاصے چھوٹے تھے۔

اس کے بعد غزالہ تھی جس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

Huria Malik Official

دلآویز جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی اپنی ماں کے ساتھ اس کا اکثر ملک وِلا چکر لگتا جہاں وہ ملک مینشن کے مکینوں سے متعارف اور مانوس ہوتی چلی گئی۔

اس دوران نوجوانی کی دہلیز کو چھوتے زرداد کو ان ہیزل گرین آنکھوں کو دیکھنا بہت اچھا لگتا تھا۔

جب وہ نفیس اور پھولے پھولے فراکس پہن کے سلکی بالوں کے ساتھ انابیہ، عنایہ، مہر، ابلاج کے ساتھ کھیلتی تو وہ اپنے لان میں شاہ ویز اور ہارون کے ساتھ بیٹھا تادیر اسے دیکھتا رہتا تھا۔

Huria Malik Official

اور یہ پسندیدگی وقت کے دریچوں کے ساتھ مزید گہری

ہوتی اٹوٹ محبت میں تبدیل ہو گئی۔

جب اٹھارہ سالہ دلآویز نے لاء پریکٹس کرتے زرداد کی

طرف ایک دفعہ آنکھیں اٹھا کے دیکھا تھا اور یہ نظر اسے

جیسے اس کا دیوانہ کر گئی۔

اس نے پہلی فرصت میں گھر میں بات کی اور بنا کسی رکاوٹ

کے دونوں کو نکاح کے بندھن میں باندھ دیا گیا۔

Huria Malik Official

وقت بہت سبک روی سے گزر رہا تھا جب یکلخت ایک طوفان سا اٹھا اور سب کچھ ختم کر گیا۔

ان کے نکاح کے ایک سال بعد جبار اور غزالہ شہروز سے ملنے گھر آئے۔۔ان تینوں کے زور زور سے بولنے کی آوازیں اپنے کمرے میں ادھ کھلا دروازہ رکھے پڑھائی کرتی آویز تک پہنچیں تو وہ جلدی سے نیچے آئی۔

لیکن باپ کے کمرے میں پہنچتے ہی سامنے ان کے فرش پہ پڑے خون آلود وجود کو دیکھا تو چیخ اٹھی۔۔۔

Huria Malik Official

وہ بھاگتی ہوئی ان کی طرف دوڑنے لگی جب جبار ہمدانی نے زور سے اس کا بازو تھاما۔۔۔۔

"اگر ہمارے یہاں آنے کی خبر کسی کو ہوئی تو اپنی ماں سے بھی محروم ہو جاو گی۔" وہ اس وقت ان کی بات نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ ساری توجہ باپ کے بہتے خون کی طرف تھی۔

لیکن جب شہروز صاحب جانبر نہ ہو سکے اور ان کے مرنے پہ بھی عصمہ بیگم کا کسی کو بھی پتہ نہ چل سکا تو اس کا غم سے نڈھال ذہن جاگنے لگا۔

وہ زور زور سے چیخنے لگی، ان دنوں زرداد اپنے کورس کے سلسلے میں امریکہ گیا ہوا تھا اور وہ چاہ کے بھی اسی دن نہ لوٹ سکا تھا اور ان چند دنوں میں دلآویز اپنی پوری دنیا کھو چکی تھی۔

جبار ہمدانی کی نظر دلآویز کی ماں پہ تھی جس کا اندازہ ہوتے ہی شہروز صاحب نے بہنوئی کو گھر آنے سے منع کر دیا جس پر آگ بگولہ ہوتے وہ انہیں قتل کر گیا جبکہ دوسری جانب اس نے اپنے آدمی کو کہہ کے عصمہ بیگم کو کڈنیپ کرنے کا کہا لیکن وہ اس کے ہاتھ نہ آ سکیں۔

Huria Malik Official

سب کے سامنے شہروز صاحب کی موت کی وجہ پھسل کے گرنا بتائی گئی اور عصمہ کی غیر موجودگی سب کے لیے معمہ بن گئی۔۔۔

بھائی کے گزر جانے کے بعد مہروز نے بھتیجی کو ساتھ لے جانا چاہا کہ کچھ عرصہ سنبھلنے کے بعد اس کی شادی کر دی جائے گی مگر یہاں غزالہ بیگم نے جھوٹے آنسو بہا کے اور جبار ہمدانی کی دھمکیوں نے آویز کو ان کے پاس رہنے پر مجبور کر دیا۔

Huria Malik Official

شہروز صاحب کی وفات کے تیسرے دن آنے والا زرداد شدید روڈ ایکسیڈہنٹ کے باعث دو مہینے وہاں انتہائی نگہداشت کے زیرِ اثر رہا۔

اور پھر جب وہ واپس آیا تو ایک بھیانک حقیقت سے آشنا ہوتی دلآویز مکمل جبار ہمدانی اور غزالہ ہمدانی کی دھمکیوں کے زیرِ اثر آ چکی تھی کہ بقول ان کے پاس اس کی ماں تھی۔

ان دھمکیوں میں سب سے بڑی دھمکی زرداد سے دور رہنا اور خود سے بدظن کر کے خلع لینا تھا۔

Huria Malik Official

آویز کے جبار کے ساتھ رہنے کے فیصلے پہ وقار صاحب کا دل بے حد برا ہوا اور انہوں نے آویز کے متعلق سخت لہجے کا استعمال کیا جس کی وجہ سے زرداد اور وقار صاحب کے درمیان چپقلش بن گئی۔

یہ دلآویز کی دی ہوئی قسم ہی تھی کہ جس کی وجہ سے زرداد نے رخصتی نہیں کروائی تھی لیکن وہ اس کے رویے میں در آتی اس اچانک تبدیلی کا روزن تلاش کرنے لگا۔

اور اس تلاش میں اس کے ساتھ اس کا دوست بہرام بھی تھا جو اس سے عمر میں چند برس چھوٹا تھا لیکن اس کی ایک

Huria Malik Official

مدد کے بعد جس طرح بہرام نے اس سے وفا نبھائی تھی وہ اس کا مقروض ہو چکا تھا۔

دنیا کی نظر میں وہ اس کا اسسٹنٹ تھا لیکن وہ اس کے ساتھ کام کرتا تھا۔۔۔اس کی ویلیو مینشن میں ملازم کی نہیں زرداد کے دوست کی تھی۔

اور اس کے مینشن میں کھلے عام آنے جانے پر زرداد ملک کی بہن انابیہ ملک اس پہ دل ہار بیٹھی تھی لیکن وہ اس کی خیر مقدمی کر کے زرداد کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔

Huria Malik Official

وہ، بہرام، صفدر صاحب اور ہارون مل کے شہروز ملک کی اچانک وفات، عصمہ بیگم کی گمشدگی اور آویز کے بدلتے رویے کی وجہ تلاش کر رہے تھے۔

کہ انہیں ایک ان ناون پتے سے کچھ حقائق بھیجے گئے تھے، ان حقائق میں جبار ہمدانی کی اصلیت موجود تھی۔

یہ حقائق ان تک بھیجنے والی فصیحہ بیگم تھیں جو اپنے نقصان کے چند سالوں بعد ہی بھائی کا اصل چہرہ پہچان گئیں لیکن واپس نہ جا سکیں کہ سب ان سے نفرت کرتے ہوں گے۔

Huria Malik Official

لیکن ایک مضبوط عورت کی طرح سروائیو کرتے اس نے بھائی کے سامنے گھٹنے کا ٹیکے تھے اور اسے کسی بھی چیز کا حصے دار نہ بنایا تھا اور اسی وجہ سے وہ ابھی تک ان کے سامنے ٹکی ہوئی تھیں۔

وہ سب کچھ کھل کے نہیں کر سکتی تھیں کہ جو ایک قتل کر سکتا تھا اس سے مزید کچھ بھی بعید نہ تھا اور وہ اپنے بیٹے کا نقصان نہیں چاہتی تھیں۔

یہ حقائق جاننے کے بعد زرداد نے فوراً جبار ہمدانی سے رابطہ کیا لیکن وہ اسے کھل کے کچھ نہ کہہ سکا کہ اس کے پاس

اس کی امانت تھی جو اسے بہت سے وعدوں اور پابندیوں میں قید کر چکی تھی۔

وہ ساری صورتحال دیکھتا اب خاموشی سے سارے شواہد اکٹھے کرنے لگا لیکن اسی دورانیے میں اسے آویز کی جانب سے خلع کا نوٹس مل گیا۔

لیکن جب نوٹس کے بعد وہ کورٹ میں بھی آگئی تو زرداد کو مجبوراً اس کی دی ہوئی قسم کو توڑنا پڑا تھا اور اسے مینشن لے کے آنا پڑا۔

اس رخصتی کے لیے وہ کبھی رضامند نہ تھی لیکن جبار ہمدانی نے اسے راضی کیا کہ وہ زرداد کی قیمتی فائلز انہیں چرا کے

Huria Malik Official

دے گی اور اس سے خلع لیتی واپس لوٹ آئے گی ورنہ شہروز کی طرح اسے مارنے میں بھی وہ لمحہ نہ لگائیں گے۔

ان کی اس دھمکی پہ خوفزدہ ہوتی وہ رخصتی کے لیے مان گئی تھی لیکن جب رخصتی کے بعد زرداد پہ فائرنگ کروائی گئی تو وہ جیسے اندر تک خالی ہو گئی کہ یہ فائرنگ اس کے کھلا ثبوت تھا کہ اگر اس نے ان کی بات پہ عمل نہ کیا تو نتیجہ کیا ہو سکتا تھا۔۔۔۔؟؟؟

زرداد ملک جو بڑی مصلحت اور ہوشیاری سے اس سارے گیم کو سلجھاتے ہوئے ہر سیڑھی طے کر رہا تھا وہ یہ جان ہی

نہ سکا تھا کہ اس کی بیوی، اس کی جاناں اس کی جان کے

بدلے کیا سودا کر بیٹھی تھی۔؟؟؟؟

۔

اگلی صبح کی روشنیوں نے جب ملک مینشن کے خوبصورت

درو دیوار پہ دستک دی تو نیند میں ڈوبی دلآویز نے کسلمندی

سے کروٹ بدلنی چاہی جب بالوں میں محسوس ہوتے کھنچاو

کے باعث اس کی آنکھ کھلی۔

اس نے مندی مندی آنکھوں سے دیکھا تو نیند کا خمار بھک

سے اڑا تھا۔

Huria Malik Official

اس کے بے حد نزدیک دوسری سائیڈ پہ سویا ہوا زرداد مکمل طور پر اسے اپنے حصار میں لیے ایک بازو اس کے سر کے نیچے سے گزارے اس کے ملائم بالوں کو اپنے ہاتھ پہ لپیٹے ہوئے وہ کسی بچے کی مانند اس کے سینے میں سر گھسیڑے پرسکون نیند لے رہا تھا۔

اس کی ایک ٹانگ زرداد پہ تھی اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔

Huria Malik Official

گزری رات کا منظر اس کی آنکھوں میں لہرایا تو اس کا دل چاہا وہ دھاڑیں مار کے رونے لگے کہ جس راز پہ وہ برسوں سے پردہ ڈالے ہوئے تھی وہ روتے ہوئے وہ اس کے سینے میں انڈیل چکی تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ نجانے کیا کچھ یاد آنے پہ اس نے نظر بے ساختہ کمرے میں گھمائی جس میں بھاری پردوں کے باعث ملگجی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

اس روشنی میں صوفے پہ پڑا اپنا برائیڈل ڈریس دیکھ کر اس کی پہلے سے بھاری ہوتی سانسیں جیسے رک سی گئی تھیں۔

Huria Malik Official

اس نے بے یقینی سے اپنے سینے پہ دھرے اس کے سیاہ

بالوں سے بھرے سر کو دیکھا اور پھر نظر جھکا کے اپنے

وجود پر لپٹے مہرون نائٹ سوٹ کو۔۔۔۔

ایک سنسنی خیز سی لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔۔۔

وہ جسے وہ رات کو اپنی قسموں کا پابند کرتی خود سے دور

رہنے کا کہہ رہی تھی وہ بڑے استحقاق سے اپنا حق اس کے

وجود پہ جتا گیا تھا۔

یہ احساس اسے سر تا پا جھنجھنا سا گیا۔

Huria Malik Official

اس کی بھاری سانسوں کی تپش اپنے سینے پہ محسوس کرتے ہوئے اس نے آہستگی سے اپنی ٹانگ ہٹاتے ہوئے اسے خود سے دور کرتے ہوئے اٹھنا چاہا لیکن وہ اسے یوں خود میں جھکڑے ہوئے تھا کہ وہ ہل تک نہ سکی۔

"اٹھیں میرے اوپر سے۔۔۔۔"وہ بے ساختہ اس کے گھنے بال اپنی مٹھیوں میں زور سے جھکڑتی ہوئی روہانسے انداز میں بولی۔

Huria Malik Official

"ایسی تخریب کاری مت کریں دلآویز کیونکہ میں اس وقت جس مقام پہ ہوں ان سے بنی دوری جب میرے ہونٹوں سے ختم کی تو جان پہ بن آئے گی آپ کی۔۔۔۔ "اس کے سینے سے بنا سر اٹھائے وہ بند آنکھوں کے ساتھ بھاری سرگوشی نما آواز میں بولا کہ وہ کچھ دیر پہلے ہی فجر کے بعد اس کے پہلو میں آ کے لیٹا تھا۔

جبکہ اس کے الفاظ کو پروسیس کرتی آویز اس کے الفاظ کی بے باکیت اور ذومعنیویت پہ کانپتی فوراً اس کے بال آزاد کر گئی۔

"م۔۔۔مجھے اٹھنا ہے۔ "اس نے کترائے سے لہجے میں کہا تو وہ اسے مزید خود میں بھینچنے لگا۔

"کچھ دیر یونہی رہیں۔ "بھاری لہجہ اور سرسراتے لب سینے پہ حرکت کرتے محسوس ہوئے جبکہ ہاتھوں کی تپش کمر کو جھلسائے جا رہے تھے۔

اس کی سانسیں جیسے سینے میں اٹکنے لگی تھیں۔

Huria Malik Official

"م۔۔میری سانس بند ہو جائے گی پلیز۔۔۔۔دور ہ۔۔۔ہو جائیں۔۔۔ "وہ حیا سے چور لہجے میں بولتی اس کے کندھے پہ ہاتھ جماتی بولی۔

"میرے پاس ہونے پہ آپ کی سانس تھمنے لگتی ہیں جبکہ آپ کے دور جانے کا سن کر میری سانسیں رکنے لگتی ہیں۔کیوں نا ایک دوسرے کی سانسوں سے الجھ کے ایک دوسرے کے جینے کی وجہ بن جائیں؟؟ "اس کے سینے سے سر اٹھاتا وہ اس کے حیا سے دہکتے سرخ چہرے کو دیکھتا اس کے کپکپاتے ہونٹوں کے بے حد نزدیک اپنے ہونٹ کرتا بھاری مخمور لہجے میں بولا۔

Huria Malik Official

تو اس کے لہجے کے اتار چڑھاو پہ سہمتی آویز نے جلدی سے لب بھینچتے گویا اس کی گستاخی پہ بند باندھا تھا۔

اس کی اس حرکت پہ اس کے لبوں کی کپکپاہٹ دیکھتے زرداد کی آنکھوں میں آنچ سی دہکنے لگی۔

وہ جھکا اور بڑی شدت سے اس کے زیریں ہونٹ کے کنارے پہ اپنی بیئرڈ رگڑنے لگا۔

"اور سب سمجھتے ہیں کہ آپ بہت معصوم ہیں۔" اس کی حرکت پہ شکوہ کرتا وہ اس کی جھکی پلکوں کو اپنی انگلیوں سے چھونے لگا۔

"میری آنکھوں میں دیکھیں نا دلآویز۔۔۔۔ "اس نے ہمیشہ والی فرمائش دہرائی تو اس کے چہرے پہ مختلف رنگ پھیلنے لگے۔

"مجھے جانے دیں۔۔۔۔ "اس کی سنے بغیر اس نے جھکی پلکوں سے اسے دور ہونے کا کہا کہ اس کی قربت، اس کی سانسوں کی تپش، ہاتھوں سے جھلکتا استحقاق اسے کمزور کر رہا تھا۔

Huria Malik Official

اس کی التجا پہ اس نے ہولے سے جھکتے ہوئے اس کی آنکھوں، رخساروں اور ٹھوڑی کو پیار سے چومتے ہوئے جب اس کی گردن پہ چہرہ جھکایا تو وہ زور سے چلائی۔

"ماما "!اس کی پکار اس قدر بے ساختہ تھی کہ وہ چند لمحے حیرت سے اسے دیکھتا رہا لیکن اگلے ہی پل وہ پوری شدت سے اس کی گردن کو اپنے ہونٹوں سے محسوس کرتا ان پر اپنے ہونٹوں کے نشانات چھوڑنے لگا۔

مونچھوں اور بیئرڈ کی جارحانہ چبھن اور لبوں کی شدت پر وہ بری طرح سے بوکھلاتی سسکی تھی۔

Huria Malik Official

"نن۔نہیں بس پلیز۔۔۔۔ "وہ بوکھلائے سے انداز میں بولی تو وہ اس کی بے حال ہوتی کیفیت پہ ترس کھاتے اس پر سے اٹھا تو وہ کپکپاتے وجود کو سنبھالتی جلدی سے بستر سے نکلی تھی۔

بستر سے نکلتے ہی اسے ایک دفعہ پھر سے اپنے تبدیل شدہ لباس کا خیال آیا۔

Huria Malik Official

"آ۔۔۔آپ بہت بڑے چیٹر اور گندے ہیں۔ "وہ اس کی طرف سے رخ موڑے شکایتی انداز میں بولتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔

تو اس نے اس کے شکوے کا پسِ منظر سمجھتے ہوئے ایک نظر اس کے زرتاری لباس کو دیکھا تو نگاہوں میں اس کا مخملیں وجود سمانے لگا۔

جس پر وہ زور سے لب بھینچتا اپنے جذبات کو لگام ڈالتا تکیے میں منہ چھپا گیا تھا۔

Huria Malik Official

"بہرام "!زرداد اور آویز کا ولیمہ کچھ عرصے کے لیے پوسٹ پون کر دیا گیا تھا اس لیے جلد ہی زندگی مینشن میں اپنے معمول پہ آ گئی۔

جب زرداد کی بات سن کر جاتے بہرام کو وہاں آتی انابیہ نے زرداد کے کمرے سے کچھ فاصلے پہ ہی روک لیا۔

Huria Malik Official

اس کی اس پکار پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے قدم روکتا ہوا مڑا اور جھکی نگاہوں سے اس کے بولنے کا منتظر ہوا۔

"جی بی بی "!اس نے مینشن کی کسی لڑکی کو ایسے مخاطب نہ کیا تھا سوائے اس کے کہ وہ اس لفظ سے ہی ان کے درمیان فرق کو جانچ سکے۔

"کیسے ہو؟؟ "وہ چند قدم اٹھاتی اس سے کچھ انچ کے فاصلے پہ جا رکی۔

Huria Malik Official

"میں ٹھیک ہوں بی بی۔میرا حال پوچھنے کے لیے مجھے مت روکا کریں۔ "اس نے سرد مہری سے اسے کہتے ہوئے رخ موڑنا چاہا۔

"میرے دل کو ایسے زک نہیں پہنچایا کرو بہرام۔۔میں کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں۔"اس کا اجنبی رویہ اس کی دل شکنی کر گیا تھا۔ تبھی وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولی تو اس نے بنا اس کی طرف مڑے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ آپ معاف نہ کریں۔۔۔لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ میرے راستے میں مت آیا کریں۔میں۔۔۔میں کسی سے محبت کرتا ہوں اور اس محبت میں خیانت مجھے گوارا نہیں ہے۔اور اپنی اسی محبت سے جلد شادی بھی کرنے والا ہوں۔"اس کی سماعتوں پہ بم پھوڑتا ہوا وہ بنا اس کی طرف دیکھے وہاں سے چلا گیا۔

جبکہ اس انکشاف کی شدت سے لڑکھڑاتی انابیہ کا وجود کسی سے ٹکرایا تو اس نے پھٹی پھٹی بے رنگ آنکھیں اٹھا کے سامنے دیکھنا چاہا جب اس کا پہلے سے شل ہوتا وجود جیسے بے جان ہو گیا۔

Huria Malik Official

کیونکہ اس کے بالکل پیچھے کھڑا زرداد اسے اپنے مضبوط ہاتھوں سے سہارا دیتا اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

"آپ ٹھیک ہو بیبہ؟؟ "اس نے نرمی سے اس سے استفسار کیا تو وہ بے طرح سے گڑبڑاتی بمشکل سر ہلانے لگی۔

"پھر ایسے کیوں کھڑی ہیں؟آئیں نیچے چلتے ہیں؟ "اسے اپنے حصار میں لیے وہ آگے بڑھنے لگا تو اس کے چہرے کو

خوفزدہ انداز میں دیکھتی وہ بس یہ سوچے جا رہی تھی کہ اس نے کتنا کچھ سنا تھا؟؟

سنا بھی تھا یا نہیں؟؟

اور اگر سنا تھا تو اس قدر ریلیکس کیوں تھا؟؟

اور اگر بہرام کو کچھ کہہ دیا تو؟؟؟

"لالہ!و۔۔۔وہ۔۔۔" بہرام کا خیال آتے ہی اس نے سیڑھیاں اترتے ہوئے اسے پکارا۔

Huria Malik Official

"بولیں بیہ؟ "اس نے رسانیت سے اسے بولنے کی تلقین کی لیکن وہ ہمت کھوتی سر نفی میں ہلاتی اس کے ساتھ سیڑھیاں اترنے لگی۔

دن بہت سبک روی سے گزر رہے تھے لیکن پہلے دن کی تلخ کلامی کے بعد زری کی بے حد کوشش ہوتی تھی کہ اس کا سامنا عمر سے نہ ہو سکے کیونکہ صبح نیچے آتے ہی جب عروج

نے روتے ہوئے اسے برا بھلا کہا تو اسے دل سے اس کے

لیے تکلیف ہوئی۔

جبکہ عمر پہ زہر چڑھنے لگا کہ جس نے دھڑلے سے ایسی

رخصتی تو لے لی تھی لیکن اپنی محبت کے بارے میں گھر میں

بات تک نہ کر سکی۔۔۔

وہ گزشتہ چار روز سے اس کے کمرے میں آنے سے پہلے

ہی صوفے پہ لیٹتی چادر سر تک تان لیتی اور اس کے اٹھنے

سے قبل ہی کمرہ چھوڑ دیتی تھی۔

Huria Malik Official

اس کا سامنا نہ کرنے کے باوجود وہ اس کے سارے کام مکمل ذمہ داری سے کرتی تھی۔اس کے کپڑے جوتے ہر چیز اسے وقت پہ مل جاتی تھی۔

اس وقت ستمبر کے دن تھے اور رات کے پہر سب کھانا کھانے میں مصروف تھے جب زھرہ نے تایا ابا کی طرف دیکھا۔

Huria Malik Official

"تایا ابا!میں کل یونی چلی جاوں؟میرا ایک ہفتے سے پڑھائی کا ہو رہا ہے؟ "اس نے آہستہ سے کہتے ان کی طرف دیکھا جو سربراہی کرسی پہ بیٹھے ہوئے تھے۔

پھر ان کے دائیں طرف عمر، بائیں طرف اشعر جس کے ساتھ ثمینہ بیگم جبکہ عمر کے ساتھ اجیہ اسے زبردستی بٹھا دیتی تھی۔

اس کے ساتھ اجیہ اور اجیہ کے مقابل احد بیٹھا ہوا تھا۔

ان دونوں کا شہزادہ اس وقت نانی کی گود میں بیٹھا چاول کھا رہا تھا۔

"ضرور جاو بیٹا اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے؟؟ "وجدان صاحب نے متانت سے جواب دیا تو وہ پرسکون سی ہوتی اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"بھئی ابا سے تو اجازت لے لی ہے لیکن ساتھ بیٹھے محترم سے بھی اجازت لے لیجیے گا۔یہ نا ہو کہ اب یونی سے روکنے کے لیے ہنی مون نہ پلان کر بیٹھے۔"اشعر نے زھرہ کی توجہ نامحسوس انداز میں عمر کی طرف دلوائی کہ اس کی اجازت اب ضروری تھی۔

Huria Malik Official

جبکہ اس کے آخری الفاظ پہ جہاں عمر نے بھائی کو گھور کے دیکھا وہیں وہ بری طرح سے جھینپتی ہوئی اپنی پلیٹ پہ سرخ چہرہ لیے جھک گئی۔

"اشعر بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں، اب تو ابا کی اجازت سے بھی زیادہ بھائی کی اجازت درکار ہو گی۔ "اجیہ نے بھی شریر لہجے میں کہا تو عمر یوں ہو گیا جیسے اس کا تذکرہ ہی نہیں ہو رہا جبکہ اس کا بایاں پہلو گویا سلگنے لگا تھا۔

Huria Malik Official

"عمر پہلے زری کو صبح ساتھ لے جا کر اس کی شاپنگ کروا لاو پھر سوموار سے چلے جائے گی یونیورسٹی۔ایک تو اتنی ایمرجنسی میں شادی کروائی اوپر سے نہ ہمیں کچھ لانے دیا نہ خود اسے کچھ دلایا۔ چار دن سے پرانے کپڑوں میں گھوم رہی ہے، کون دلہن ایسے نئے دنوں میں ایسے ہوتی ہے۔ "

ایک روایتی ماں اور ساس کا روپ لیتی اماں جب شروع ہوئیں تو دونوں کے چودہ طبق روشن کر گئیں۔

"میں ٹھیک ہوں تائی اماں۔ "اس نے رسانیت سے کہتے انہیں چپ کروانا چاہا۔

"خاک ٹھیک ہو۔کل میں نے تمہیں زیور دیا کہ اسے پہن کے رکھو لیکن تم نے اسے فوراً اتار دیا۔ "وہ اسے دیکھتی خفگی سے بولیں جو براون کلر کے پرنٹڈ مگر خوبصورت سوٹ میں ہر طرح کی زیبائش و آرائش سے پاک کسی طور نئی دلہن نہیں لگ رہی تھی۔

"تائی اماں!گرمی بہت ہے تو اس لیے۔۔۔۔"ان کے ساس والے تیور دیکھتی وہ منمنائی جبکہ اجیہ، اشعر اور احد محظوظ کن انداز میں ان کی درگت بنتے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

Huria Malik Official

"کوئی اتنا بھاری سیٹ نہیں تھا وہ۔ایک لاکٹ سیٹ، دو کڑے اور دو چار انگوٹھیاں تھیں بس۔خبردار انہیں بالکل نہیں اتارنا اور اپنی یونی والوں کو بھی کہہ دینا کہ خیر سے اب شادی شدہ ہو تم۔"وہ لہجے میں محبت لیے بظاہر شاکی لہجے میں بول رہی تھیں۔

"اماں ٹھیک کہہ رہی ہیں۔تم زیور پہن کے، سرخ جوڑا لگا کے اپنے ماتھے پہ لکھوا کے ہر جگہ جاو آو بلکہ مجھے اپنے ساتھ لے لینا تاکہ سب کو اچھے سے پتہ چل سکے کہ تم نئ

Huria Malik Official

نویلی دلہن ہو اور ہماری نئ نویلی سی شادی ہوئی ہے۔ "اماں کے چپ ہوتے ہی کب سے خاموش بیٹھا عمر پر سکون مگر ٹھنڈے سے لہجے میں بولتا جہاں اسے گڑبڑانے پہ مجبور کر گیا وہیں سب کے بلند قہقہوں پہ تائی اماں خفیف سی ہو گئیں۔

"ماں پہ طنز کر رہا ہے بد تمیز۔ "انہوں نے خجالت سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو نیپکن سے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

Huria Malik Official

"کل شاپنگ کے لیے لے جاوں گا آپ کی بہو کو۔ آپ لسٹ بنا کے تھما دیجیے گا کہ کیا کیا چیز دلوانی ہے اسے، جس سے یہ نئی نویلی دلہن لگتی رہے۔ "پھر سے ان کو اپنے ٹھنڈے سے انداز میں چھیڑتا ہوا وہ اپنی کرسی کھینچتا ہوا اٹھا۔

"تمہاری چار دن پہلے کی عجلت و بے قراری دیکھ کر لگتا تو نہیں کہ تمہیں کسی لسٹ کی ضرورت ہو گی؟ "احد نے مسکراہٹ دباتے اسے چھیڑا تو اس نے پلٹ کے بے دریغ انداز میں اسے گھورا۔

Huria Malik Official

"یہ زبان میری بہن کے سامنے بھی چلا لیا کرو۔۔ "اس کا اب کی دفعہ کا وار احد کو بلبلانے پہ مجبور کر گیا اس پہ مستزاد اپنی بیوی کا قہقہہ۔۔۔

اس نے گھور کے بیوی اور سالے کو دیکھا جو اماں کی گود سے اپنا بھانجا اٹھا رہا تھا۔

"کچھ دیر بعد میرے روم سے آ کے لے جانا اسے۔" وہ اجیہ کو کہتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے کام کرنا تھا۔

جبکہ اپنا کھانا مکمل کرنے کے بعد وہ سکون سے سارا کام نپٹانے لگی کہ اس کا دل تھا وہ اس کے سو جانے پر ہی کمرے میں جائے۔

عمر کے کمرے میں جانے کے بعد وہ تقریباً ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ کام نپٹانے کے بعد جب کمرے میں داخل ہوئی تو اس

Huria Malik Official

کی توقع کے برخلاف وہ بڑے فریش انداز میں بیڈ کے وسط میں آڑھے ترچھے انداز میں لیٹا ڈیڑھ سالہ طلال کو اپنے سینے پہ بٹھائے اس سے کھیلنے میں مصروف تھا۔

"آ گئی تمہاری ممانی میرے سو جانے کی دعائیں کرتی۔ "

اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر بنا اس کی طرف نظر گھمائے وہ طلال کو گدگداتا اپنے مخصوص انداز میں بولا تو اس کے طرزِ تخاطب پہ وہ جھلس سی گئی۔

"ممانی نہیں۔۔۔خالہ ہوں میں طلال کی۔ "اس سے نا بولنے کی قسم توڑتے ہوئے وہ اس قدر برجستگی سے بولی تھی کہ عمر نے نظر گھما کے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا جو چار دن بعد اس سے براہِ راست مخاطب ہوئی تھی۔

جبکہ اس کی گہری نگاہوں کے ارتکاز پہ جزبز سی ہوتی وہ اسے مخاطب کرنے پہ پچھتائی تھی۔

"طلال کے ماموں کے ساتھ ایک ہی چھت تلے رہتے ہوں اس کے ساتھ رشتہ بنانے سے انکاری ہو۔۔۔گریٹ۔۔۔ "

Huria Malik Official

اس کے متناسب خوبصورت سراپے کو دیکھتا وہ اسی انداز میں بولا تو اس کا وجود جیسے جھنجھٹا اٹھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟؟ "وہ اس کی بات کی معنی خیزی پہ چیخ اٹھی تھی۔

"میرا مطلب پریکٹیکلی سمجھانے والا ہے۔طلال کے سامنے آکورڈ فیل تو نہیں کرو گی۔ "وہ بدستور اسے اپنی نگاہوں کے حصار میں رکھے وہ بھاری لہجے میں بولا تو وہ جو کچھ دیر قبل عروج کے ملنے والے میسجز سے پہلے ہی تپی ہوئی تھی۔

تڑختی ہوئی بولی۔

"میں بچی نہیں ہوں جو ایسا فیل کروں گی۔ "منتشر ہوتے ذہن کے ساتھ وہ اس کی بات کی ذو معنویت نہ سمجھتی بولی تو عمر کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

اگلے ہی لمحے وہ غنودگی میں جاتے طلال کو احتیاط سے بیڈ پہ لٹاتا اپنی جگہ سے اٹھا اور ننگے پیروں چلتا اس کی طرف بڑھا جو بالکل کمرے کے وسط میں کھڑی اسی کی طرف متوجہ تھی۔

Huria Malik Official

اس کے نزدیک پہنچتے ہی اس نے ہاتھ بڑھا کے اس کا سر پہ لیا دوپٹہ انگلیوں کی مدد سے سرکایا تو وہ پھسلتا ہوا بازووں پہ آن گرا۔

"یہ ک۔۔۔۔۔ آہہہہ۔۔۔۔۔" وہ اس کی اس حرکت پہ حیران ہوتی اسے ٹوکنے لگی تھی جب اس نے سرعت سے ایک ہاتھ اس کی پچھلی گردن پہ جمائے ہوئے اس کا چہرہ ہولے سے اوپر اٹھاتے دوسرا ہاتھ اس کے دل پہ رکھا اور اگلے ہی لمحے وہ پوری شدت سے اس کی گردن پہ جھکتا اس کی سسکاری بلند کر گیا۔

Huria Malik Official

مضبوط ہاتھ کی بے باک گستاخی۔۔۔۔

اور دہکتے لبوں کی ایسی جارحانہ شدت پہ وہ سر تا لرز اٹھی تھی۔

حیا کا ریلہ اس قدر شدید تھا کہ اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔

"عمر۔۔۔نہیں کرو پلیز۔۔۔۔۔ "اس کی لبوں کی گرفت میں اسے اپنے گردن پہ ہلکی سی چبھن اور جلن محسوس ہوئی تو وجود میں ہوتی سنسناہٹ کے باعث وہ کانپتے لہجے میں بولی۔

Huria Malik Official

لیکن وہ بس کرنے کی بجائے جب اس کی شہہ رگ سے ہوتا ہلکا سا نیچے کی طرف جھکا تو وہ جیسے تڑپ اٹھی تھی۔

"ننن۔ نہیں عمر پلیز۔۔۔یہاں نہیں۔۔۔۔ "وہ اس کی سانسوں کی لپک اور لبوں کی سرسراہٹ سے گویا مرنے لگی تھی۔

جبکہ اس کی اس مزاحمت اور ان الفاظ پہ اس کی آنکھوں میں چھائی خماری مزید بڑھ گئی۔۔۔

Huria Malik Official

"مجھے لگتا تھا کہ بیوقوف ہو تم لیکن تم تو معصوم بھی ہو۔ "

گھمبیر لہجے میں بولتا وہ اس کی التجا کے باوجود جھکتا ہوا اس قدر شدت و بے باکی سے بھرپور گستاخی کا مرتکب ٹھہرا کہ زھرہ حیا سے چور ہوتی اپنے حواس کھوتی اس کی بانہوں میں بکھر گئی۔

"زُھرہ!ناٹ اگین۔۔۔۔۔ "اس کے بیہوش ہونے پہ وہ جھنجھلاتا ہوا سیدھا ہوا اور دانت پیستے ہوئے اسے دیکھنے لگا جو اس کی اتنی سی قربت سے بے حال ہوتی اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔

Huria Malik Official

اس نے آہستگی سے اسے اٹھا کے بیڈ پہ لٹایا اور پھر کسمساتے طلال کو اٹھا کے اجیہ کو دینے چلا گیا تاکہ پھر سکون سے آ کے وہ اسے ہوش میں لا سکے۔

\------------------------------------

ان کی شادی کو تقریباً ڈیڑھ ہفتہ گزر چکا تھا اور اس دورانیے میں زرداد بے حد محبت سے ان دونوں کے درمیان اعتماد کی فضا کو ایک بار پھر سے قائم کرنے لگا تھا۔

Huria Malik Official

اسے روزانہ اپنی بانہوں میں لے کر سوتا وہ ہلکی پھلکی جسارتوں سے اسے بوکھلاتا ایک دفعہ پھر سے اپنا عادی بنانے لگا تھا کیونکہ وہ جس فیز میں تھی اسے اسی محبت ، اعتماد اور ساتھ کی ضرورت تھی۔

اور وہ اس سب کی عادی ہوتی اب کمرے میں بے چینی سے چکر لگاتی اس کی منتظر تھی جو نجانے سٹڈی میں گھسا کن کاموں میں مصروف تھا۔

جب کسی طور بیڈ پہ سکون نہ آیا تو وہ اس کی شال کندھوں پہ رکھے ننگے ہیروں چلتی کمرے سے ملحقہ سٹڈی کا دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔

تو پاور چیئر پہ بیٹھے بلیک ٹراوزر شرٹ میں ملبوس زرداد نے فوراً سر اٹھا کے اسے دیکھا جو ایک طرف صوفے پہ بیٹھے بہرام، ہارون اور شاہ ویز کی موجودگی سے بے خبر تھی کیونکہ وہ ایک کونے میں لیپ ٹاپ کھولے کام کر رہے تھے۔

"جاناں۔۔۔۔" اسے دیکھتے ہی زرداد نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا جب وہ اس کی شال آدھی لپیٹے آدھی گھسیٹتی آ گے ہوئی۔

"مجھے نیند نہیں آ رہی ہے۔" اس نے ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے مدھم سی آواز میں گویا شکوہ کیا تو زرداد نے فوراً اس کا ہاتھ تھام کے اس کی پشت پہ بوسہ دیتے بڑی نرمی اور محبت سے اسے سمیٹتے ہوئے اپنی طرف کھینچتے اپنی گود میں بٹھایا اور اس کا سر اپنے سینے پہ رکھتا وہ اس کے گھنیرے ریشمی بال سہلانے لگا۔

اس کا ایسا روپ دیکھ کر وہ تینوں بے ساختہ اپنی مسکان دباتے ان کی طرف سے دانستاً رخ موڑے کام مکمل کرنے لگے۔

اسے اپنی بانہوں میں بھرے پرسکون نیند میں جاتا دیکھ کر اس نے بہرام کو آواز لگائی۔

"بہرام! فائل ریڈی ہو گئی تو مجھے چیک کروا دو۔" وہ بے حد آہستگی سے بولا تھا لیکن غنودگی میں جاتی آویز نے جب بہرام کے نام کی پکار سنی تو اس نے ایک جھٹکے سے گردن گھمائی۔

Huria Malik Official

جہاں ان تینوں کو دیکھ کر سبکی و حیا کا زبردست طوفان اس

پہ ٹوٹ پڑا۔

اس نے فوراً مچلتے ہوئے زرداد کی آغوش سے نکلنا چاہا لیکن

اس نے فوراً اسے روکا۔

"ششش! آپ ریلیکس انداز میں سوئیں آویز۔۔۔یہ جانے

لگے ہیں۔ "وہ سب ضروری کام کر رہے تھے لیکن اس

وقت وہ اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے اس

نے ان تینوں کو فوراً جانے کا کہا تو وہ شرافت کا مظاہرہ

Huria Malik Official

کرتے زرداد کو پھر کبھی چھیڑنے کا عزم کرتے وہاں سے نکل گئے۔

جبکہ وہ شرم سے سرخ پڑتی خفگی سے بولی۔

"آپ کو مجھے ب۔۔بتانا چاہیے تھا۔ "اس کے لہجے میں شاکی پن لہرایا۔

"ڈونٹ وری جاناں۔۔۔میرے لیے آپ کے سکون سے بڑھ کے کچھ نہیں ہے۔جلدی سے سو جائیں نہیں تو میرا موڈ بدل جائے گا اور میرا موڈ بدلنے پہ آپ کی خیر نہیں ہو گی۔ "جھک کے اس کے رخساروں کی نرمیوں کو محسوس

کرتا وہ بھاری لہجے میں بولا تو اس نے فوراً دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے آنکھیں زور سے موند لیں۔

زھرہ کو ساتھ لیے جب عمر شاپنگ کے لیے نکلنے لگا تو وہ ایک دفعہ پھر سے اجیہ اور آئرہ کی منتیں کرنے لگی کہ اس کے ساتھ چلیں۔

کیونکہ وہ کل عمر کی جان لیوا گستاخیوں کے بعد اپنا ہوش کھو بیٹھنا۔۔۔

Huria Malik Official

اسے شرم و خفت میں مبتلا کر رہا تھا۔

جہاں اس پہ اس کی قربت بھاری پڑی تھی وہی اپنا بے ہوش ہو جانا اسے خفت میں مبتلا کر گیا تھا۔

نیوی بلیو کلر کے خوبصورت ڈریسز پہنے وہ دونوں آج لاشعوری طور پر ٹوننگ کر چکے تھے اور اب ایک دوسرے سے ہمقدم ہوتے جب باہر کی طرف تو بڑھے کو ثمینہ بیگم اور وہاں آئی ہوئی ساجدہ بیگم نے بے ساختہ ان کی نظر اتاری۔

نیوی بلیو کلر کی سادہ سی گھٹنوں کو چھوتی فراک کے ساتھ ہمرنگ پاجامہ اور دوپٹہ اوڑھے وہ کندھوں پہ سکن رنگ کی

Huria Malik Official

چادر رکھے، تائی اماں کا دیا ہوا زیور پہنے بنا کسی میک اپ کے، بالوں کی ڈھیلی سی چٹیا بنائے، پیروں میں گولڈن چپل پہنے دل میں اتر جانے کی حد تک خوبصورت نظر آ رہی تھی۔

جبکہ اس کے ساتھ چلتا عمر جسے آج اس نے کپڑے نہیں نکال کے دیے تھے بلکہ وہ صبح سے اس کے بلانے پر بھی اس کے سامنے نہیں گئی تھی۔وہ بھی اس وقت اپنے معمول سے ہٹ کے نیوی بلیو شلوار سوٹ میں ملبوس وجاہت کا جیتا جاگتا ثبوت نظر آ رہا تھا۔

Huria Malik Official

"م۔۔۔میں بائیک پہ نہیں جاوں گی۔ "جیسے ہی دونوں باہر نکلے تو پورٹیکو میں کھڑی بائیک کو دیکھ کر جب اس کی زبان پہ بے ساختہ یہ الفاظ آئے تو عمر نے نظر گھما کے اسے دیکھا تو دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملیں اور دل دھڑک اٹھے۔

دونوں کی آنکھوں میں بیک وقت ماضی لہرایا تھا۔

یہ ان کے نکاح کے کچھ دن بعد کا منظر تھا جب رات بھر بارش ہونے کے باعث وہ صبح جلدی نہیں جاگ سکی تھی۔

Huria Malik Official

اور یونی جانے کے لیے وہ تیزی سے وجدان صاحب کے پاس آئی تھی۔

"تایا ابا !مجھے یونیورسٹی ڈراپ کر دیں۔ابا کام پر چلے گئے ہیں۔میرا ضروری ٹیسٹ ہے میں لیٹ ہو گئی ہوں۔ "

روہانسے انداز میں انہیں کہتی وہ لاونج میں بیٹھے عمر کی موجودگی کو فراموش کر گئی تھی۔

Huria Malik Official

"عمر جاو زری کو اس کی یونیورسٹی چھوڑ آوں۔ "انہوں نے اسے تسلی دینے کے بعد عمر کو کہا جو دوسری طرف موجود صوفے پہ آڑھا ترچھا لیٹا ہوا تھا۔

باپ کے حکم پہ جہاں اس کے منہ کے زاویے بگڑے تھے وہیں اس حکم پہ زری کا حلق خشک ہو گیا تھا۔

لیکن وہ ایسے اب تایا ابا کے سامنے انکار کر کے ان کی بے عزتی نہیں کر سکتی تھی۔

تبھی چپ چاپ سی نظریں جھکائے وہ عمر کو بھنچے ہوئے چہرے کے ساتھ باہر کی طرف بڑھتا دیکھنے لگی۔

جب کچھ منٹ بعد وہ باہر نکلی تو اس نے دیکھا کہ عمر اپنی فیورٹ ہیوی بائیک گیٹ سے نکال رہا تھا۔

اس کے خوبصورت چہرے پہ مزید پریشانی چھائی تھی، اس نے ایک نظر خالی پورٹیکو کو دیکھا اور پھر مرے مرے قدم اٹھاتی گیٹ کی طرف چل دی۔

"بیٹھو۔" سیاہ ٹراوزر کے ساتھ سیاہ ٹی شرٹ پہنے عمر نے بائیک سٹارٹ کر کے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

Huria Malik Official

"میں بائیک پہ نہیں جاوں گی۔ "اس نے ہچکچاتے ہوئے اپنی بات اس تک پہنچائی تو وہ حیران ہوا تھا۔

"واٹ!؟؟ "وہ ایک جھٹکے سے گردن گھما کے اسے دیکھنے لگا تھا جس کے لیے وہ نا چاہتے ہوئے بھی سر درد کے باوجود باپ کی وجہ سے اٹھا تھا، وہ اسے نخرے دکھا رہی تھی۔

"میں بائیک پہ نہیں جاوں گی۔آپ واپس چلیں جائیں میں ٹیکسی سے چلی جاوں گی۔۔ "اس نے جلدی سے ایک دفعہ پھر سے اپنے الفاظ دہرائے۔

Huria Malik Official

مسئلہ بائیک پہ بیٹھنے کا نہیں تھا، مسئلہ اِس بائیک پہ بیٹھنے کا تھا جس پہ جس انداز میں وہ بیٹھ سکتی وہ سوچ کے ہی اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا تھا کہ اس کی اونچی سیٹ پہ بیٹھنے پہ جو قربت ان دونوں کے بیچ بننا تھی وہ کبھی سہہ نہیں سکتی تھی۔

"یہ کیا بکواس ہے؟؟بائیک پہ نہیں بیٹھنا تو جہاز پہ بیٹھنا ہے؟؟اور ٹیکسی سے جانا تھا تو اندر کیوں واویلا مچا کے آئی ہو؟؟ "اس کے انکار پہ بھڑکتا ہوا وہ اس پہ نجانے کون

Huria Malik Official

کون سا غصہ نکالتا اونچی آواز میں پھنکارا تو اس کا چہرہ خفت سے پھیکا پڑنے لگا۔

"آئم سوری!آپ۔۔۔آپ کو زحمت ہوئی لیکن میں چلی جاوں گی۔ "بنا اس کی طرف دیکھے اس نے اپنے بیگ سے چھوٹا سا نائف نکال کے ہاتھ میں پکڑ لیا جو وہ لوکل سفر کے دوران ہاتھ میں رکھتی تھی اور سڑک کنارے چلنے لگی۔۔

اس کے اس طرزِ عمل پہ عمر کا دماغ جیسے غصے سے خراب ہونے لگا وہ بائیک سے اترتا غصے سے آگ بگولہ ہوتا اس کے پیچھے لپکا۔

"سڑک پہ تماشا بن بناو زھرہ اور بیٹھو بائیک پہ۔ آج تم اسی بائیک پہ جاو گی یونی۔ "اس کے قریب پہنچتے ہوئے اس نے تیز تیز قدم اٹھاتی زری کو درشت لہجے میں کہا تھا کہ اس کی یہ حرکت اسے طیش اور ضد سے بھر گئی تھی۔

Huria Malik Official

"مجھے نہیں جانا ہے پلیز۔۔۔آپ جا کے آرام کر لیں۔ "

اس نے پھر سے انکار کرتے ہوئے وہ پہلے سے بھی زیادہ

تیز قدم اٹھاتی بائیں جانب روڈ پہ مڑی۔

تو غصے سے آگ بگولہ ہوتے عمر نے جب واپس قدم

موڑنے چاہے تو ایک دم سے سامنے سے آتی گاڑی اور اس

کی طرف بے دھیانی میں جاتی زہرہ کو دیکھ کر اس کا دل

بے ساختہ زوروں سے دھڑک اٹھا۔

"زہرہ "!!!!اس نے پلٹ کے زور سے اسے پکارتے اس کا

بازو پکڑ کے اسے سائیڈ پہ کرنا چاہا جب بارش کی وجہ سے

Huria Malik Official

ہوتی پھسلن کے باعث وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور اسے ساتھ لیے سڑک پہ گرتا چلا گیا۔

اس کے بعد جو ہوا وہ ان دونوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

عمر کی اچانک چیخ پہ متوجہ ہوتی زھرہ نہ جب گاڑی اور اپنے درمیان کم فاصلے کو دیکھا تو حواس باختہ سی ہو گئی۔

عمر کے اس کا بازو تھامنے کے باعث اس کے ہاتھ میں پکڑے نائف کی نوک عمر کی گردن سے ٹکرائی، اس سے پہلے کہ وہ اسے پیچھے کر پاتی ایک سائیڈ پہ گرنے کے باعث

Huria Malik Official

وہ نائف عمر کی گردن پہ ایک لائن کھینچتا اسے پہ لہولہان کر گیا۔

"آہہہ "!!!عمر کی خون آلود گردن دیکھ کر اس کے حلق میں ایک واشگاف سی چیخ نکلی اور وہ لرزتی ہوئی اس کے اوپر سے اٹھی۔

"م۔۔۔میں یہ جان بوجھ کے نہیں کیا۔ "وہ عمر کی بے یقین آنکھوں اور درد سے زرد پڑتے چہرے کو دیکھتی بے ربطتگی سے بولی نائف ایک سائیڈ پہ پھینکتی بے اختیار رو پڑی۔

Huria Malik Official

"سٹاپ اٹ۔۔۔ "گردن پہ لگے اس خطرناک کٹ سے بھل بھل بہتے خون اور اندر تک کاٹ دینے والی درد کے ساتھ بمشکل بولتا وہ سڑک کنارے سے اٹھنے کی کوشش کرتا وہ نائف بمشکل اٹھا کے اپنی جیب میں رکھنے لگا۔

"عمر!میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا ہے۔۔۔یہ خون۔۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔ "وہ سڑک پہ بیٹھی عمر کے سپید پڑتے رنگ کو دیکھتی خوف اور پریشانی سے روتی بے ساختہ اپنی چادر کا پلو اس کی گردن پہ رکھنے لگی۔

Huria Malik Official

اس کے رد عمل پہ عمر نے درد ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہوتی نگاہوں سے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے اس کی چادر گردن سے ہٹا کے اٹھنا چاہا جب ایسی حساس جگہ لگی چوٹ اور خون کے مسلسل بہاو پہ وہ حواس کھوتا ایک دفعہ پھر کیچڑ زدہ سڑک پہ گرتا چلا گیا۔

"عمر۔۔۔۔ "!!!اس کی چیخ دور دور تک گئی تھی۔

گزرے لمحوں کے فسوں میں گرفتار وہ دونوں اس وقت ایک معنی خیز خاموشی کی لپیٹ میں گاڑی میں بیٹھے ہوئے شاپنگ مال کی طرف بڑھ رہے تھے۔

بنا کوئی بات کیے وہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا اسے ساتھ لیے شاپنگ مال پہنچا تو پہلے گارمینٹس شاپ کی طرف بڑھنے کی بجائے اسے جوتے، جیولری، بیگز، ضرورت کی اور چیزیں لے کر دینے کے بعد وہ آخر میں اسے لیے گارمینٹس شاپ کی طرف بڑھا تھا۔

Huria Malik Official

اس کے لیے خوبصورت اور دیدہ زیب مختلف ڈیزائن کے چند سوٹ اور فراکس پسند کرتے ہوئے اس نے ایک دفعہ بھی اس سے رائے نہیں لی تھی۔

وہ لب بھینچے خفگی سے اسے دیکھنے لگی جو اسے نجانے کیوں لے کر آیا تھا جب رائے نہیں لینی تھی تو۔۔۔

بلکہ شاید وہ اسے اس لیے لے کر آیا تھا اس کے پیروں پہ جوتا پورا کروا سکے، کلائیوں کا سائز چیک کر سکے اور اب اس کے ساتھ ڈریسز لگاتا وہ اسے خفت زدہ کر رہا تھا۔

Huria Malik Official

"جب سب خود پسند کر رہے ہیں تو سائز بھی مرضی کا لے لیں۔ "وہ جب رہ نہ سکی تو شکوہ کناں انداز میں بولی۔

"اوکے۔۔۔" بے نیازی سے کہتے ہوئے وہ اس کے لیے چند فینسی ڈریسز دیکھنے لگا کہ ان دنوں اشعر کا رشتہ دیکھنے جانا تھا۔۔۔

سوٹ پسند کرنے کے بعد وہ اسے لیے جب اگلی شاپ پہ گیا تو اس کے ساتھ چلتی زری کے مساموں سے پسینے پھوٹنے لگا۔

Huria Malik Official

"اب بس۔۔۔واپس چلتے ہیں۔مجھے۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے۔"شاپ میں داخل ہونے کی بجائے وہ باہر ہی رکتی ادھر ادھر دیکھتی حیا سے چور لہجے میں بولی تو عمر نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اس کے جھکے سر کو دیکھا اور پھر اس کی کلائی تھام گیا۔

"ابھی شاپنگ مکمل نہیں ہوئی ہے۔ "سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ اسے ساتھ لیے ساتھ لیے شاپ میں اینٹر ہوا تو اس نے بے اختیار سرخ ہوتا چہرہ جھکا گئی تھی۔

Huria Malik Official

وہ بنا کسی ہچکچاہٹ کے سپاٹ چہرے کے ساتھ اس کے لیے دیگر خریداری کرنے لگا۔

اور جب سیلز گرل نے اس سے سائز کا پوچھا تو عمر نے نامحسوس انداز میں اپنے ساتھ صوفے پہ بیٹھی زھرہ کی کمر پہ ہاتھ سرکایا تو وہ اچھل سی گئی۔

لیکن اگلے ہی لمحے اس کے درست جواب دینے پر اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔

وہ بڑے اطمینان سے صوفے پہ بیٹھا اس کی کمر پہ پڑی چٹیا کو اپنے ہاتھ میں لپیٹتا اس کی کمر کی نرمیاں محسوس کرتے

Huria Malik Official

ہوئے بظاہر سامنے سیلز گرل کو دیکھ رہا تھا جو ان کے سامنے پروڈکٹس رکھ رہی تھی۔

"عمر پلیز۔۔۔ہم پبلک پلیس پہ ہیں۔ "اس نے جھکی پلکوں کے ساتھ خائف سے لہجے میں اسے اس کی بے شرمی سے باز رکھنا چاہا۔

"تو میں کیا کر رہا ہوں؟ "اس نے تجاہل عارفانہ سے استفسار کرتے ہوئے اس کے پہلو پہ اپنی ہتھیلی کی گرفت اس کی چادر کے اندر سے جمائی تو وہ بمشکل اپنی چیخ دباتی خود پہ قابو پانے لگی۔

جبکہ دل اس کی گستاخیوں پہ بے قابو ہوتا سینے کی دیواریں توڑ کے باہر آنے کو مچل رہا تھا۔

"عمر پلیز۔۔۔میں۔۔۔۔" اس نے سرخ چہرے کے ساتھ اسے کچھ کہنا چاہا جب پہلو سے سرکتا ہاتھ ہولے سے اوپر آتا اس کی سانسیں حلق میں اٹکا گیا۔

"تم کیا؟؟ پھر سے بے ہوش ہو جاو گی؟؟" اس کے میٹھے طنز کے ساتھ اس کے گستاخ ہاتھ کو اپنے بے باک سی گستاخی کرتے دیکھ کر اسے لگ رہا تھا وہ واقعی شرم سے بے ہوش ہو جائے گی۔

Huria Malik Official

کیونکہ سیلز گرل اب اس کی فرمائش پہ کچھ بے باک نائٹ ڈریس ان کے سامنے رکھ رہی تھیں اور یہ سب دیکھتی زھرہ انجانے احساسات کا شکار ہوتی کانپ رہی تھی۔

وہ بچی نہیں تھی جو عمر کی ایسی شاپنگ کا مطلب سمجھ نہ پاتی لیکن وہ اس کا رویہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

اپنی بے باک گستاخیوں سے اسے زچ کرنے کے بعد وہ مختلف شاپنگ بیگز لیے جب اٹھا تو وہ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ بمشکل اٹھتی اس کے ہمراہ چلنے لگی۔

Huria Malik Official

جو باہر نکلنے کی بجائے برائیڈل ڈریس کارنر کی طرف گیا اور پھر جس لمحے اس نے زری کی بے یقینی و حیران نگاہوں کو خاطر میں لائے بغیر ایک بلڈ ریڈ کلر کا لہنگا خریدا تو زری کے اندر جیسے اک طوفان سا سر اٹھانے لگا۔

"کرنا کیا چاہتے ہیں آپ؟؟کون سا نشہ کر رہے ہیں آپ؟یا پھر اپنی ناپسندیدگی کے باوجود اپنے نفس اور مردانہ انا کی تسکین کے لیے مجھ سے یہ تعلق استوار کر کے کن مردوں کی فہرست میں شامل ہونا چاہتے ہیں؟؟؟ "اس کے اندر اٹھتا طوفان گاڑی میں بیٹھتے ہی پھٹ پڑا۔

Huria Malik Official

جبکہ اس کے اس قدر سخت الفاظ پہ اس کے ماتھے کی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔سٹیرنگ پہ جمے ہاتھوں کی گرفت مزید سخت ہوئی جبکہ جبڑے بھینچ سے گئے۔۔۔

وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا جس کا چہرہ اس وقت شدتِ جذبات سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"ایک طرف عروج کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھا کے دوسری طرف گھر میں بیٹھی بیوی سے ضرورت پوری کرنے کے چکر میں گھٹیا پن کا ث۔۔۔۔۔ "اس کا بدلتا اور ایسا استحقاق جتاتا رویہ۔۔۔اس پر مستزاد عروج کا اس سے دور

رہنے کو کہنا اور اپنے محبت بھرے میسجز دکھانا جیسے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو کھا گیا تھا۔

"شٹ اٹ۔۔۔ آئی سیڈ جسٹ شٹ اپ۔۔۔ "!!!اس کے تلخ الفاظ اس سے پہلے کہ اس کے ضبط کی ہر حد کو پھلانگ جاتے وہ ایک دم سے اونچی آواز میں دھاڑا اور زور سے سٹیرنگ پہ مکا مارتا وہ اپنے طیش کو کنٹرول کرنے لگا۔

"افسوس ہو رہا ہے مجھے تمہاری سوچ پر اور تمہارے الفاظ پر۔۔۔۔ "سرخ آنکھوں کے ساتھ اسے گھورتا ہوا وہ پرتاسف لہجے میں بولا تو وہ اس کا غصہ دیکھتی رو پڑی تھی۔

"میری سوچ غلط نہیں ہے۔آپ اس سمجھوتے کی زندگی کو ایسے گزاریں یہ میرے لیے قابلِ قبول نہیں ہے۔ "وہ روتے ہوئے اب کی بار خفگی سے بولی تو عمر نے گہری سانس خارج کرتے جیسے اپنے اندر اٹھتے ابال کو قابو کیا۔

Huria Malik Official

"سمجھوتے کا رشتہ نہیں ہے یہ اور نا ہی ناپسندیدگی کا رشتہ ہے یہ زھرہ۔۔۔۔" پارکنگ کے سنسنان ایریے میں کھڑی گاڑی کا فائدہ اٹھاتے اس نے رخ مکمل اس کی طرف موڑتے بولنا شروع کیا تو زھرہ نے اس کی بات پہ لب کھولنے چاہے۔

"میری بات سن لو پہلے۔۔۔" اس نے درشتگی سے اسے ٹوکا تو وہ خائف سی ہوتی لب بھینچ گئی۔

Huria Malik Official

"یہ رشتہ کبھی بھی ناپسندیدگی پہ مبنی نہیں تھا۔بلکہ اس رشتے کو لے کر میرے اندر کوئی جذبات نہیں تھے۔تم میرے لیے میری اک کزن تھی جیسے باقی سب ہیں۔میں نے اپنی زندگی میں شادی جیسی خرافات کو سب سے آخر میں رکھا تھا اس لیے کبھی کسی کو اس نظر سے دیکھا نہیں تھا کہ مجھے پہلے کچھ بننا کچھ کرنا تھا۔۔۔لیکن جب ابا نے اچانک مجھ پہ تمہارے ساتھ نکاح کرنے کا فیصلہ تھوپا تو ابا کے اس حکم پہ مجھے ان کے ساتھ ساتھ تم پہ بھی شدید غصہ آنے لگا۔

کیونکہ یہ تم ہی تھی کہ جس کی وجہ سے ابا نے مجھے دھمکی دے کر اس نکاح پہ مجبور کیا تھا۔اور یہی غصہ اور خفگی تھی

جس کی وجہ میں نکاح کے بعد تم سے کبھی نرم نہ ہو سکا۔۔۔اس کے علاوہ دوسری بڑی وجہ تم تھی۔۔۔۔ "وہ بات کرتے کرتے رکا اور اس کو دیکھنے لگا جو اس کی بات پہ حیرانی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"میرا خیال تھا کہ جس طرح یہ رشتہ مجھ پر تھوپا گیا تھا اسی طرح یہ تم پہ بھی زبردستی عائد کیا گیا ہے۔۔تمہارے دل میں میرے لیے نرم جذبات نہیں ہیں کیونکہ تم ہمیشہ سے اشعر کے ساتھ زیادہ فرینک تھی بنسبت میرے۔اور یہ چیز مجھے اور زیادہ ڈسٹرب کرتی تھی۔۔۔

Huria Malik Official

لیکن میری یہ خودساختہ سوچ اس وقت غلط ثابت ہو گئی جب میری گردن پہ لگی چوٹ پہ ٹانکے لگنے پہ تم میرے کمرے میں آئی تھی۔۔۔" وہ اپنی کہتا رکا تو اس کی بات توجہ سے سنتی زھرہ کا چہرہ یکلخت سفید اور پھر یکایک سرخ پڑنے لگا۔

اسے بے ساختہ وہ شام یاد آئی جب اس حادثے کے کے بعد وہ عمر کے دوا لے کے سو جانے پر اس کے کمرے میں اس کے کپڑے رکھنے آئے تو بے ساختہ اس کے نزدیک چلی آئی جو آنکھیں موندے سیدھا لیٹا ہوا تھا۔

اس کی گردن پہ بالکل وسط میں ایک سیدھی لائن میں لگے ٹانکے اس کے دل کو تکلیف سے بھر گئے۔

وہ بے ساختہ آگے بڑھی اور پھر بے حد آہستگی کے ساتھ اس کے نزدیک اس کے پہلو میں موجود جگہ پہ ٹک گئی۔

"آئم سوری۔۔۔آئم ریئلی سوری۔۔۔میں کبھی بھی آپ کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔۔۔"بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس نے کپکپاتا ہاتھ بڑھا کے اس کے زخم کو چھوا۔

Huria Malik Official

"میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکتی اپنی اس غلطی

پر۔۔۔" مدہم لہجے میں بولتی وہ چند لمحے اس کے گہری نیند

میں ڈوبے چہرے کو دیکھتی رہی اور پھر بنا سوچے سمجھے بے

اختیاری میں جھکی اور تکیے کی وجہ سے اس کی اٹھی ہوئی

گردن پہ عیاں ہوتے زخم کو اپنے ہونٹوں سے بے حد نرمی

سے چھونے لگی۔

تو اپنے دل کی دھڑکنیں جیسے اختیار سے نکلنے لگیں۔

چند سیکنڈز تک بے اختیاری میں اس کے زخم پہ اپنے

ہونٹوں کا مرہم رکھتی وہ اگلے ہی لمحے اپنی جرات کا ادراک

ہوتے ہی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور بے یقین نگاہوں

Huria Malik Official

سے اسے دیکھتی وہ اگلے ہی لمحے اس کے کمرے سے نکل گئی۔

وہ بیتے لمحوں کی بے اختیاری میں کھوئی ہوئی تھی جب اپنی گردن پہ سرسراتے لمس پر وہ ایک دم سے چونکی۔

تو وہ ہلکا سا اس کی جانب جھکا اس کی صراحی دار شفاف گردن کو اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چھوتا اس کے بدن میں سرسراہٹ سی بھر گیا۔

Huria Malik Official

"اس شام اپنے زخم پہ ملنے والے ان ہونٹوں کے مرہم نے میرے سارے خیالات کو پل میں بدلا تھا۔ "انگلیاں پھیلا کے اس کی گردن پہ رکھتے اس انگوٹھے سے اس کے کپکپاتے ہونٹوں کو ہولے سے دبایا تو وہ لرز اٹھی۔

"ک۔۔۔کیا مطلب ہے آپ کا؟؟ہاتھ پ۔۔۔پیچھے کریں اپنا۔۔۔ "یوں اس طرح اپنا قیمتی راز آشکار ہونے پر وہ خفت و شرم سے چور خود میں سمٹتی جیسے کچھ لمحے کی ٹینشن بھولنے لگی۔

Huria Malik Official

"شش۔!!میری بات مکمل نہیں ہوئی ابھی۔۔۔" اسے ٹوکتے ہوئے اس نے یونہی ہاتھ اس کی گردن پہ رکھے دوسرا ہاتھ اس کے گرد حائل کرتے اسے اپنی طرف گھسیٹا تو اس کی دھڑکنیں بے قابو ہوئیں۔

"اس خوبصورت شام کے بعد میرے خیالات کی رو بدلنے لگی لیکن میں خود سے جنگ لڑتا کچھ بھی تم پر آشکار نہیں کر رہا تھا۔۔لیکن پھر ایک رات میں نے غلطی سے تمہاری اور آئزہ کی باتیں سنی تو مجھے احساس ہوا کہ تم اپنے دل میں کیسی کیسی بدگمانیاں جمع کیے ہوئے ہو۔تبھی میں نے تمہیں

Huria Malik Official

احساسات کا احساس دلانا چاہا لیکن تم۔۔۔۔۔۔ "وہ بات کرتے کرتے رکا لیکن اس کا اس کی گردن، اس کی کان کی لو، اس کی بیوٹی بون اور لبوں کو سہلاتا اور اس کی سانسیں حلق میں اٹکاتا ہاتھ نہیں رکا تھا۔

"لیکن تم اپنے خودساختہ خیالات سے باہر نہ نکلی۔ عروج میرے لیے ہمیشہ اک کزن رہی ہے جس کے ساتھ میری گپ شپ تمہارے اور آئرہ کے جتنی ہی ہوتی تھی۔۔ مجھے نہیں پتہ اس نے تمہیں میرے کون سے وعدے وعید سنائے ہیں لیکن میرا اس سے ایسا کوئی واسطہ یا تعلق نہیں

Huria Malik Official

ہے۔میں ان چور رشتوں کی بجائے حلال رشتوں پہ یقین رکھنے والا انسان ہوں۔اگر میں کسی کو پسند کرتا تو ابا کے عاق کر دینے پر بھی اسے نہ چھوڑتا۔۔۔اس لیے یہ ذہن سے نکال دو کہ یہ نکاح میں نے ابا کے دباو میں کیا تھا کیونکہ میں اتنا اچھا نہیں ہوں کہ اس طرح دھمکائے جانے پر ایسے فیصلے لے لوں۔۔۔مجھے تم سے کوئی مسئلہ نہیں تھا مجھے اس طرح سے نکاح سے مسئلہ تھا جس کا غصہ میں ہر طرح سے نکالتا رہا ہوں۔۔۔

اور جہاں تک رخصتی کا سوال ہے تو میں یہ بات جان گیا تھا کہ باسم تمہیں ہراس کرتا ہے اس لیے اماں کو کہہ کے

یونی کے بعد تمہیں زیادہ سے زیادہ یہاں اپنے گھر میں مصروف کرنے کو کہتا تھا۔لیکن پھپھو کی خصلت اور ان کے ارادے کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ فیصلہ کر لیا تاکہ چچا ان کی باتوں میں نہ آئیں۔۔۔ "اس نے سنجیدگی سے بات مکمل کرتے ہوئے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو ہراس کرنے کے جرم میں باسم کو ادھ موا سا کرنے کے بعد پھپھو کی منت پہ اسے چھوڑ کے آیا تھا۔

"لیکن وہ عروج۔۔۔میرا مطلب کہ آپ پیار۔۔۔۔۔ "اس کی ساری بات سنتی زھرہ کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اپنی زندگی کے

اس خوبصورت موڑ پہ کیسا ردعمل دے۔۔۔یہ سب اس کے لیے بالکل غیر متوقع تھا۔

"عروج کا میں بندوبست کر لیتا ہوں۔اور میں پیار کس سے کرتا ہوں یہ سوال آج رات میرے لیے برائیڈل ڈریس پہن کے میرے بیڈ پہ بیٹھ کے پوچھنا کیونکہ مجھے لفاظی نہیں آتی۔۔میں قول سے زیادہ عمل پہ یقین رکھتا ہوں۔ "اس کے ہونٹوں کو اپنی انگلیوں سے محسوس کرتا وہ بے باک نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا اس کی سانسیں بھاری کر گیا۔

"اففف۔۔ "وہ اس کی سانسوں کی تپش سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ جلدی سے پیچھے ہٹتی اپنا رخ مکمل ونڈو کی طرف موڑتی اپنی دھڑکنوں کو اعتدال میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔

"انابیہ ایسے چپ چاپ کیوں پڑی ہو؟طبیعت ٹھیک ہے نا؟؟ "دلآویز نے لاونج کے صوفے پہ عجیب لٹے پٹے سے انداز میں لیٹی انابیہ کو مخاطب کیا جس کا خوبصورت چہرہ مرجھایا ہوا جبکہ بھوری آنکھیں ستی ہوئی تھیں۔

Huria Malik Official

"میں ٹھیک ہوں بھابھی۔ آپ سنائیں لالہ کدھر ہیں؟؟ "اس کے استفسار پہ وہ سنبھلتی ہوئی اٹھی تب تک باقی سب بھی وہیں آ گئیں کیونکہ مرد حضرات کام کاج پہ جا چکے تھے اور اس وقت سبھی اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں کیونکہ انابیہ کے کالج نہ جانے پر مہر، ابلاج اور ابرش بھی نہ گئی تھیں۔

"کورٹ گئے ہیں۔ "اس نے آہستگی سے جواب دیتے اپنی کلائی میں موجود نکاح پہ دی گئی خوبصورت گھڑی کے ڈائل پہ انگلی پھیرنے لگی۔

"آپ کیوں نہیں جاتی کورٹ؟ "مہر نے سنیکس کھاتے ہوئے اس سے استفسار کیا تو وہ جھینپ سی گئی۔

"میں نہیں جانا۔۔میں نے لاء صرف زرداد کو دیکھ کے پڑھا تھا۔ "اس نے وہ سچائی بیان کی جو زرداد نے کل اسے بتائی جب اس نے جان بوجھ کے کورٹ جانے کا پوچھا تھا۔

"آپ نے واقعی لالہ کو دیکھ کے لاء پڑھا؟؟ "ابرش پرجوش سی بولی تو وہ خفت زدہ سی ہوتی سر اثبات میں ہلا گئی۔

"وہ اچھے لگتے تھے سیاہ کوٹ میں تو اس لیے میں۔۔۔۔ "وہ جھجھکتی ہوئی بولی تو شاعنہ بیگم نے محبت سے اسے ساتھ لگایا جو ان کے بیٹے کے لیے زندگی کی ضمانت تھی۔

"اور ہم سمجھتے رہے کہ یہ بس لالہ کا یک طرفہ دھواں دھار عشق ہے لیکن یہاں تو دونوں طرف برابر آگ لگی تھی۔ "مہرماہ نے اسے دیکھتے شرارت سے آنکھیں گھمائیں تو بری طرح سے سٹپٹاتی شاعنہ بیگم کے سینے میں چھپنے لگی۔

"آپ لوگوں کی پرسوں نکاح اینورسری ہے۔کیا سرپرائز پلان کر رہی ہیں اپنے بیرسٹر صاحب کے لیے؟؟ "اچانک یاد آنے پہ عنایہ نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو وہ چونکی۔

"کیسا سرپرائز؟؟ "اس نے الجھ کے ان کی طرف دیکھا تو اگلے ہی پل اس کی نندوں اور پھپھو اور چچی ساسوں نے اسے ایسے ایسے سرپرائز پلان بتائے کہ اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔

Huria Malik Official

"نن۔۔۔نہیں ہرگز نہیں۔۔۔" وہ جلدی سے تمتماتا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی بولی تو انیلہ چچی نے فوراً اسے گھرکا۔

"ہاں اور ضرور ہاں۔۔۔ہمارا لڑکا سوری چھتیس سالہ خوبرو و وجیہہ مرد تمہارے عشق میں پاگل ہوا پڑا ہے اب تم پہ لازم ہے کہ اس کے لیے ایسے سرپرائز ضرور پلان کرو۔۔ویسے بھی شوہر ہے وہ تمہارا۔۔" انہوں نے صاف گو لہجے میں کہا تو اس کی بیٹ مس ہونے لگی۔

وہ انہیں کیسے بتاتی کہ وہ دونوں ابھی تک ایک دوسرے سے دور تھے۔

اور زرداد کے لیے ایسا سرپرائز پلان کرنے کا مطلب اسے خود اپنی قسم سے آزاد کر کے اپنی جان نکالنے کا اذن دینا۔۔۔

وہ جس کی چند لمحے کی قربت اس پہ بھاری پڑتی اسے بے حال کر دیتی تھی، اس کے رگ و جان میں سمٹ جانے کا احساس ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی تک میں سنسناہٹ سی بھر گیا۔

جسم میں دوڑتے لہو کی گردش بھی تیز تر ہوتی اسے دہکانے لگی۔

Huria Malik Official

"نن۔۔۔ نہیں آپ نہیں جانتی وہ بہت۔۔۔۔میں ایسے ن۔۔۔ "حیا سے مغلوب وہ بے ربط سے الفاظ میں بولتی کچھ نہ کہہ کے بھی بہت کچھ کہہ گئی۔

"بہت رومینٹک ہے زرداد۔۔۔اس سے خوفزدہ ہو؟؟ " پھپھو لے مسکراہٹ دبا کے پوچھنے پہ اس نے بے خیالی میں سر اثبات میں ہلایا اور پھر فوراً نفی میں سر ہلانے لگی۔

Huria Malik Official

"ن۔۔ نہیں۔۔۔وہ۔۔۔۔ "اگلے ہی لمحے وہ ان سب کی بے باک و شرارتی نگاہوں سے خائف ہوتی شاعنہ بیگم کی گود میں چہرہ چھپا گئی۔

لیکن جانے بغیر کہ اس کے سامنے کا سوچ کے ہی دہکتا چہرہ کچھ لمحے بعد کسی کے لفظوں کے زہر کی وجہ سے ان کی ملاقات کو کیسا رنگ دینے والا تھا۔

Huria Malik Official

وہ اور بہرام اس وقت سیاہ فارچونر میں بیٹھے مینشن کی طرف بڑھ رہے تھے جب زرداد نے ونڈو سے باہر دیکھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"شادی کب کر رہے ہو تم؟" اس کے اس طرح کے اچانک سوال پہ وہ چونکا لیکن سنبھلتے ہوئے مسکرایا۔

"ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے سر۔" اس نے دل میں ہوتی پکڑ دھکڑ سے بے نیاز اسے نارمل سے انداز میں جواب دیا۔

Huria Malik Official

"لیکن انابیہ سے تم کہہ رہے تھے کہ جلد شادی کرنے والے ہو؟ "دایاں آئیبرو اچکاتے ہوئے اس کے اگلے سوال پہ اس کی سماعتوں پہ گویا بم سا پھٹا تھا۔

اس کا پیر بے ساختہ بریک پہ پڑا اور گاڑی بیچ سڑک پہ ایک جھٹکے سے رکی تو زرداد نے خالی سڑک دیکھتے شکر کیا کہ رش نہیں ہے۔

"آپ۔۔۔۔ "بہرام نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کا پرسکون چہرہ دیکھا۔

کیا وہ جانتا تھا سب؟؟؟

Huria Malik Official

کیا وہ صرف انابیہ کی فیلنگز جانتا تھا یا پھر۔۔۔؟؟؟

بہرام کو اپنے پیٹ میں مروڑ سے اٹھتے محسوس ہوئے تھے۔

"لڑکیوں کے دل نازک ہوتے ہیں بہرام۔۔انہیں کسی بھی وجہ سے اذیت کا شکار نہیں کرتے ہیں۔" بے حد مختصر مگر گہرے انداز میں وہ سب کچھ اس پہ واضح کرتا اس کے وجود کو ساکت کر گیا۔

"سر!م۔۔۔"اس نے اپنے لب کھولنے چاہے۔

"اپنے پیرینٹس کو لے کے آو بہرام۔ "اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتا وہ جیسے اس کے آخری خدشے کا جواب دیتا اسے ششدر کر گیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ دونوں مزید کچھ کہتے زرداد کے پرسنل نمبر پہ میسج آنے پر زرداد کا دھیان بھٹکا تھا۔

یہ دلآویز کا میسج تھا جہاں ایک سوئیٹ کی لوکیشن تھی۔۔

اس کی پرسوچ نگاہیں میسج کو دیکھ رہی تھیں جب اس کی طرف سے ملنے والی اگلی تصویر پہ اس کی نگاہیں ساکت ہوئی تھیں۔

بلڈ ریڈ لہنگے کے ساتھ وہ کامدار چولی جو اس کے پیٹ کو ہلکا سا عیاں کر رہی تھی، زیب تن کیے وہ اس کے لیے کی گئی شاپنگ سے جیولری لیتی، بالوں کا ہلکا سا جوڑا بنائے، میچنگ جیولری اور ہونٹوں پہ لپ اسٹک لگائے مکمل دلہناپے کا روپ نہ اپناتے ہوئے بھی خود کو اس کی فرمائش پہ تیار کرتی اپنے زرتاری آنچل کے ساتھ نیم عریاں پیٹ کو چھپانے کی کوشش کرتی کبھی بیڈ پہ بیٹھ رہی تھی تو کبھی اٹھ کے چلنے لگتی۔

Huria Malik Official

آنچل کا ایک سرا سر پہ ٹکائے اس نے گہرے گلے اور ڈوریوں سے عیاں ہوتی کمر کو چھپانے کی کوشش کی تھی اور جبکہ دوسرا سرا کندھے پہ ٹکا کے سامنے پیٹ پہ پھیلا رکھا تھا۔

لیکن اس کے باوجود اس کے سامنے کا احساس اسے لرزا رہا تھا۔

جس کی جارحانہ گرفت اور شدت وہ کبھی بھی برداشت نہیں کر پاتی تھی لیکن اب۔۔۔۔۔

Huria Malik Official

اسے لگا وہ اس شخص کی شدتوں کے سامنے جان سے جائے گی کیونکہ اس ڈریس کو دیکھ کر اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ شخص دیکھنے کی حد تک خاموش طبع اور ریزروڈ تھا۔۔۔

اس کی طبیعت کی رومانویت اور بے باکی رفتہ رفتہ اس پہ عیاں ہو رہی تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں گم بیڈ پہ پیر لٹکائے بیٹھی ہوئی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس کا دل اچھل کے حلق میں آن اٹکا۔

اس کا بے اختیار دل چاہا کہ وہ کہیں چھپ جائے۔

Huria Malik Official

جبکہ دوسری جانب کمرے میں داخل ہوتے عمر کی نظر اپنے بیڈ کے ایک سرے پہ پیر لٹکائے اس کی طرف سے رخ موڑ کے بیٹھی زھرہ کی سرخ زرتاری لباس میں ملبوس پشت نظر آئی تو آنکھوں میں شوخ جذبات کے رنگ ابھرنے لگے۔۔۔

دھڑکنیں اس خوبصورت استقبال پہ دلنوازی سے رقص کرنے لگیں۔

تو وہ اپنے مضبوط قدم بڑھاتا اس کی طرف بڑھنے لگا جو اس کے بڑھتے قدموں کی آہٹ پہ خائف ہوتی بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

Huria Malik Official

"قسم سے جتنا بھی دیوار کی طرف کھسکنے کی کوشش کرو گی یہ تمہیں خود میں چھپا نہیں سکے گی۔ "وہ ہولے ہولے دیوار کی طرف کھسک رہی تھی جب عمر نے گلا کھنکھارتے ہوئے بات کا آغاز کرتے اس کی اس حرکت پہ چوٹ کی تو وہ خفت سے لب دانتوں تلے دباتی وہیں تھم گئی۔

"زھرہ میری طرف رخ کرو۔ "وہ اس کی طرف رخ موڑے کھڑی تھی جب اس کے بالکل عقب میں آ کے

Huria Malik Official

ٹھہرتے عمر نے بھاری لہجے میں فرمائش کی تو اس کی سانسوں کا زیرو لب فوراً بگڑا۔

"نن۔ نہیں۔۔" اس نے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا۔

تو عمر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ہاتھ بڑھا کہ جب اس کے سر پہ بغیر پن کے ٹکا دوپٹہ سرکایا تو وہ بوکھلائی۔

"نہیں۔۔۔" اپنی نیم عریاں کمر اور گہرے گلے کا احساس ہوتے ہی وہ تیزی سے بولی تو عمر نے آگے بڑھ کے اسے عقب سے اپنے حصار میں لیا۔

Huria Malik Official

"نہ چہرہ دیکھنے دے رہی ہو نہ بال۔۔۔کیا یہ زیادتی نہیں ہے میرے ساتھ؟؟ "گہری لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اس کے پیٹ کو چھپاتے دوپٹے تلے سے ہاتھ گزارتے ہوئے اس کے پیٹ پہ ہاتھ باندھے تو اس کے ہاتھوں کے گرم لمس کے احساس پہ وہ کانپ اٹھی۔

"عمر پلیز۔۔۔ "اس نے بے ساختہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا کیونکہ اس کا ہاتھ بے باکی سے اس کے پیٹ کے عیاں ہوتے حصے پہ اپنی انگلیاں گھما رہا تھا۔

"اونہوں!میرے لیے خود کو یوں سجا کے تم اپنے دل کی بات مجھے بنا کہے مجھ تک پہنچا چکی ہو اس لیے یہ مزاحمت مت کرو اور اب دل کی بات سمجھنے کی کوشش کرو۔"اس کے کان کی لو کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لیتا وہ بھاری لہجے میں بولتا اس کی مدہم ہوتی سانسوں کو بھاری کر گیا۔

اس کے کان کی لو کو چومتے اس کے لب ہولے ہولے سے حرکت کرتے اس کی گردن کی داہنی سائیڈ کو چھونے لگے۔۔۔

Huria Malik Official

ایک ہاتھ پیٹ پہ رکھے اس نے دوسرا ہاتھ پیچھے لاتے بڑی سہولت سے اس کا آنچل ہٹا کے صوفے کی طرف اچھالا تو وہ شرم و حیا سے چور ہوتی رخ بدلتی اس کے سینے میں خود کو چھپانے لگی۔

"یوں پناہ تلاش مت کرو کیونکہ میں آج اس مخملیں وجود کے ہر راز کو کھوجنے والا ہوں۔ "گہرے معنی خیز لہجے میں بولتے ہوئے اس کے لب اس کے کندھے کو چھونے لگے جبکہ ہاتھ اب بے باکی سے کمر پہ سرسراتے بلاوز کی ڈوریوں میں الجھنے لگے تھے۔

Huria Malik Official

"ع۔۔عمر پلیز۔۔۔میرا سانس بند ہو جائے گا۔ "اس کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھتی وہ شرم سے اٹے لہجے میں بولتی اس کے ہاتھ کی بے باکی اور لبوں کے ستم پہ خود میں سمٹتی جا رہی تھی۔

"اس کا بندوبست میں کر لوں گا۔تم بس بے ہوش مت ہو جانا پلیز۔۔۔ "اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا وہ ایک ہاتھ سے اس کے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو چھوتا دوسرے

ہاتھ سے اس کی کمر کی ڈوریاں ہولے ہولے کھولتا بظاہر سنجیدگی سے بولا۔

لیکن اس کی آنکھوں کی شریر لپک پہ وہ بری طرح بوکھلائی تھی۔۔۔

لیکن اگلے ہی لمحے وہ اپنا ضبط مکمل طور پر کھوتا اس پہ جھکتا اس کے لبوں کو اپنے ہونٹوں کی پرشدت گرفت میں لے گیا۔

اس کے لبوں کو باری باری اپنی گرفت میں لیتا وہ اس کی سانسیں کبھی کھینچتا تو کبھی اپنی سانسیں اس کے اندر انڈیلتا اس کا چہرہ لال بھبھوکا کر گیا۔

Huria Malik Official

اس کی شرٹ زور سے مٹھیوں میں جھکڑے وہ اس کی شدت پہ لرز رہی تھی۔

اس کی شدت پہ اس کا دل دھڑکتا ہوا جیسے اس کے سنگ دوڑنے لگا تھا کیونکہ وہ اسے مکمل اپنے سینے میں پیوست کیے اس کی دھڑکنوں کا شور سنتا اس کی سانسوں پہ تسلط جما رہا تھا۔

کافی دیر کے بعد جب اسے زھرہ کی حالت بے حال ہوتی محسوس ہوئی تو اس نے ہولے سے اس کے لب اپنے ہونٹوں کی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے اس کے بلاوز کی

Huria Malik Official

ساری ڈوریاں جھٹکے سے کھینچی تو بلاوز کندھوں سے ڈھلکتا اس کے نشیب و فراز عیاں کرنے لگا۔

"عمر۔۔۔۔ "فوراً اپنے گلے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے بلاوز کو مزید بے شرمی سے روکتے ہوئے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا جو پر تپش نگاہوں سے اس کے سینے پہ رکھے ہاتھوں کو دیکھتا ایک جھٹکے میں اسے اپنی باہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف لے جا کے اس پہ لٹاتا پل میں اس پہ چھایا تھا۔

Huria Malik Official

"میں نہیں جانتا کہ یہ محبت ہے یا کچھ اور لیکن میرے لیے، میری خوشیوں کے لیے میری وجود کی ہر طلب کے لیے تم مجھے ہر لمحہ اپنے، اپنے قریب، اپنے ساتھ چاہیے ہو۔میں اپنے گھر کے ہر کونے میں تمہاری کھکھلاہٹ سننا چاہتا ہوں۔میں شاید ہر روز اپنے الفاظ سے تمہیں اپنے محسوسات نہ بتا سکوں لیکن میری شدتیں تمہیں ہر لمحہ، ہر روز بتائیں گی کہ زھرہ نثار، عمر وجدان کے لیے کس قدر انمول ہے۔ "محبت و عقیدت سے بھرپور لہجے میں بولتا وہ باپ کے نارواں رویے سے ڈسی اس لڑکی کا دل ہر خدشے سے پاک کرتا اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

"تمہاری مسکراہٹ بہت پیاری ہے زھرہ۔ "مخمور لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کی مسکراہٹ میں اپنی بے خودی کے رنگ گھولتا ایک بار پھر اس کے ہونٹوں پہ جھکا تو وہ زور سے آنکھیں میچ گئی۔

جبکہ وہ اس کے ہونٹوں کو مہکاتا اس کے دونوں ہاتھ اس کے گلے سے ہٹاتا اوپر تکیے سے پن کر گیا۔

تو اپنی بے باک حالت کا اندازہ ہوتے ہی زھرہ نے آنکھیں کھول کے اسے دیکھا جو ایک ہاتھ میں اس کے ہاتھ لیے، دوسرے ہاتھ سے اس کا لوز بن کھولتا انہیں شدت سے

Huria Malik Official

چومتا اب اس کی صراحی دار گردن پہ اپنی محبت کے نشانات چھوڑتا چلا گیا۔

"آہہہ۔۔۔۔" جب اس کی مونچھوں اور بیئرڈ کی رگڑ اسے اپنے کندھے پہ محسوس ہوئی تو وہ اپنی بے ساختہ چیخ پہ قابو نہ رکھ سکی۔

"اگر آج بیہوش ہوئی تو جان لے لوں گا زھرہ بی بی۔۔۔" اس کی چیخ اور مخدوش حالت دیکھتے عمر نے ہاتھ اس کے پیٹ پہ پھیرتے ہوئے چہرہ اس کی گردن سے تھوڑا نیچے

Huria Malik Official

جھکاتے ہوئے ایک بے باک گستاخی کی تو وہ بے ساختہ مچل اٹھی۔۔۔۔

لیکن وہ ایک ہاتھ میں اس کے بازو مقید کیے دوسرے ہاتھ سے اس کے پیٹ کی نرمیاں محسوس کرتا اس کے دل کے مقام پہ جھکا اس کی دھڑکنوں کی رفتار کو اتھل پتھل کر گیا۔

"ع۔۔۔عمر پلیز لائٹ بند کر دو۔۔۔۔"اس کے دست و لب کی بڑھتی گستاخیوں پہ وہ بے ساختہ بولی تھی کیونکہ وہ اس وقت خود کو شرٹ سے آزاد کرتا اب اپنی جینز سے

Huria Malik Official

بیلٹ نکالتا ایک بار پھر سے اس پہ سایہ فگن ہوتا اس کی سانسیں ہلکان کر گیا۔

اس کی شرم سے چور گھٹی گھٹی سی التجا پہ اس نے ہاتھ بڑھا کے لائٹس آف کیں اور اپنے اور اس کے بیچ آزار بنتے ہر پردے کو ہٹاتا وہ اس کے چہرے کو والہانہ انداز میں چومتا اس رشتے کی کاملیت کو چھونے لگا تو اس کے ہاتھوں میں اپنی انگلیاں پھنسائے زھرہ اس کی شدتوں اور بے باک جسارتوں پہ نڈھال ہوتی اس کے وجود میں پناہ لینے کی کوشش کرتی اسے مزید مدہوش کر رہی تھی۔

کمرے کی رومانوی فضا میں دونوں کی بھاری ہوتی سانسوں کی معنی خیز گونج اور ان کی محبت بھری سرگوشیوں کی مہک گزرتی شب کے ساتھ گہری ہوتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

۔۔

۔

وہ اس وقت ویڈیو کال لگائے سامنے موجود ہستی کی طرف دیکھے بغیر بات کر رہی تھی۔

Huria Malik Official

"آپ کی مدد چاہیے مجھے؟ "ستے ہوئے بے رنگ چہرے کے ساتھ اس نے اصل بات کا آغاز کیا تو انہوں نے کیمرے سے نظر آتا اس کا چہرہ دیکھا جو انہونی داستان سنا رہا تھا۔

"کیسی مدد؟ "انہوں نے اچنبھے سے پوچھا کہ ان کے درمیان بے تکلفی ہرگز نہ تھی۔

وہ اسے بے حد عزیز تھیں لیکن ان کے درمیان ایک خلیج ہمیشہ قائم رہی۔۔۔

"پہلی دفعہ ایک بہو ہونے کی حیثیت سے آپ سے کچھ مانگنے لگی ہوں۔دعا کریں آپ دیں گی؟ "اس کے اگلے الفاظ پہ ان کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا تھا۔

کیونکہ یہ حوالہ بہت بھاری تھا۔

انہوں نے نا چاہتے ہوئے بھی سر اثبات میں ہلایا تو وہ ہولے ہولے سے بولنے لگی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟؟ تمہیں اندازہ ہے کہ تمہاری اس حرکت پہ وہ کیسا طوفان لا سکتا ہے؟ "اس کی بات سنتے ہی وہ جیسے شاکڈ سی چیخ اٹھیں۔

"اس طوفان کو میں اٹھنے سے پہلے روک دوں گی۔ آپ پلیز میری مدد کریں۔۔۔کیا بیٹے کی زندگی سے زیادہ کچھ ضروری ہے آپ کے لیے؟ "بات کرتے کرتے وہ آخر میں رو پڑی تو ہمیشہ کی طرح اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھتی وہ نرم پڑنے لگیں۔

"یہ بہت رسکی اور اس کے ساتھ بہت غلط ہے۔ "انہوں نے اک آخری کوشش کے طور پر اسے سمجھانا چاہا۔

Huria Malik Official

"یہ اُن کی زندگی کے لیے بہت اچھا اور بہت ضروری ہے۔ "اپنے دل پہ پاؤں رکھتی وہ متورم لہجے میں بولی تو انہوں نے چارو نا چار اس کی مدد کی ہامی بھری تھی۔

کیونکہ اگر وہ یہ ہامی نہ بھرتی تو شاید نقصان زیادہ ناقابلِ تلافی ہو جاتا۔۔۔۔

دیے ہوئے وقت اور لوکیشن پہ جب وہ اس خوبصورت ہوٹل کے سوئیٹ روم کے سامنے پہنچا تو دروازے پہ لکھے

خوبصورت سرخ پھولوں سے لکھا ہیپی اینورسری "اسے ساکت کر گیا۔

دل میں اُمڈتے سرمست جذبات کو دباتے ہوئے جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو ساکت رہ گیا۔ سوئیٹ روم اس وقت سرخ گلابوں سے سجا ہوا اس کی سانسوں کو معطر کر گیا۔

کمرے میں جا بجا ان کی نکاح کے بعد کی مختلف موقعوں پہ لی گئی تصاویر اس کے کو دلنواز احساسات سے دو چار کر گئیں۔

پھولوں کی روش پہ چلتا ہوا وہ اسے ساکت نگاہوں سے دیکھنے لگا جو اسکی آمد سے خود کو بے خبر ظاہر کرتی ٹیبل پہ جھکی سینٹڈ کینڈلز روشن کر رہی تھی۔۔۔

موم بتیوں کی روشنیوں میں اسکا ملائم چہرہ دمک رہا تھا۔

چیری ریڈ کلر کی خوبصورت سی مگر بے باک ساڑھی پہنے جسکا چیری ریڈ کلر کا شارٹ بلاوز سینے سے اوپر تک نفیس جالی سے مزین تھا جبکہ بلاوز کا اگلا اور پچھلا حصہ باریک ڈوریوں کی مدد سے آپس میں ملا تھا۔

شیفون کی ساڑھی کے نفیس سے پلو کو بمشکل سیٹ کیے وہ جھلکتی کمر اور پیٹ کو چھپانے کی ناکام کوشش میں تھی۔

کمرے کا خوابناک ماحول، پھولوں کی مہک، مدھم روشنی اور سب سے بڑا ملکیت سے احساس جگاتا سامنے کھڑا وجود۔۔۔۔

وہ دھیرے سے چلتا اسکی جانب بڑھا اور تبھی وہ موم بتیاں جلا کہ سیدھی ہوتی پلٹی تو ایک دم سے اس کے سیاہ شوز میں

Huria Malik Official

ملبوس پیروں پہ نظر پڑتے ہی ماچس اسکے ہاتھ سے چھوٹ کے نیچے جا گری۔

کیونکہ وہ ہولے سے چلتا اسکے قریب آن ٹھہرا۔۔۔ بہت قریب۔۔۔اتنا قریب کے اسے اسکی گرم و تیز سانسیں اپنی سانسوں میں گلتی محسوس ہوئیں۔۔۔

"قتل کرنے کا ارادہ کر کے آئی ہیں یا میری بانہوں میں ٹوٹ جانے کا؟ "اسکی گھمبیر سرگوشی پہ اسکا دل لرزنے لگا۔

اس کی نگاہیں اس کا حال بکھیر رہی تھیں اور جب وہ

خود۔۔۔۔

یہ سوچتے ہی اس کا حلق خشک پڑنے لگا تھا۔

"این۔۔۔اینورسری کے لیے آئی ہوں۔ "اسنے بمشکل کہا

تو وہ بھرپور انداز میں مسکرایا۔

کیونکہ آج کا دن اس کے لیے بے حد اہمیت کا حامل تھا کہ

اسی دن وہ اسے ملی تھی لیکن اس زبردست سے سرپرائز

نے اسے خوشگوار حیرت میں ڈال دیا کہ وہ اس سے اس

سب کی توقع ہرگز نہ رکھتا تھا۔

Huria Malik Official

وہ آنکھوں میں خوشگوار جذبات لیے اسکی جانب بڑھا جب
وہ بوکھلاتی ہوئی پیچھے ہٹی۔۔۔

"کک۔۔۔کیک کاٹیں پہلے۔" اسنے نظریں چراتے ہوئے
اسے اشارہ کیا تو وہ بے حد نرمی سے ہاتھ بڑھا کے اسے اپنی
طرف کھینچ گیا۔
تو وہ ایک جھٹکے سے اس کے سینے سے لگتی متوحش نگاہوں
سے اسے دیکھنے لگی جو اس کے سلکی بالوں میں لگے گجروں
کی مہک سونگھتا اسے لیے ٹیبل کی طرف بڑھا اور ایک ہاتھ

اس کے بازو پہ رکھے دوسرے ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھام کے ریڈ ویلوٹ کیک کاٹنے لگا اور پھر اسکی جانب کیک کا پیس بڑھایا۔

اسنے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ ہلکا سا منہ کھولتے تھوڑا سا کیک کھایا اور وہی پیس اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے اس کی طرف بڑھایا تھا۔

"ایسے نہیں کھلائیں مجھے اپنی قسم کو توڑتے ہوئے ان پنکھڑیوں کا ذائقہ بھی شامل کریں۔" اسنے اسکے لرزتے بلڈ

ریڈ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو فوکس میں رکھتے ہوئے کہا تو اس کے چھکے چھوٹ گئے۔

وہ فوراً بدکتی سر سے پاوں تک جھنجھنا اٹھی اور رخ بدلنے کو تھی جب اسنے ہولے سے اسکے گرد لپٹے بازو کو جھٹکا دیا تو وہ اسکے کشادہ سینے سے جا ٹکرائی۔۔اس تصادم پہ دونوں کی دھڑکنیں ایک دوسرے سے الجھتیں آویز کا چہرہ مشکبور کر گئیں۔

Huria Malik Official

"یہ مزاحمت مت کریں جاناں۔۔۔آپ یہاں تک آ کے اپنی سپردگی کا اعلان کر چکی ہیں۔ "اسنے اسکے کندھے پہ جھکتے کہا تو وہ دہل سی گئی۔

"وہ۔۔۔مم۔۔۔میں۔یہ۔۔۔۔۔۔ "وہ بوکھلائی تھی۔

"میری آنکھوں میں دیکھ کر میرا نام پکاریں آویز۔۔۔ "اسکے لبوں پہ انگلی رکھتے اسے کچھ اور بولنے سے باز رکھتے ہوئے گھمبیر سی فرمائش کی جس نے اسے سر سے پاوں تک مشکبور سا کر دیا۔۔

Huria Malik Official

"می۔۔میرا گفٹ؟؟ "وہ ہر بات، ہر دھمکی، آنے والے کل کی ہر ٹینشن کو فراموش کیے اس وقت فقط ان لمحوں کی زد میں کھوئی بمشکل بولی جب اسنے اسکے بالوں سے گجرے نکال کے بال کھولتے ان کو ایک سائیڈ پہ کرتے سرگوشی کی۔۔۔

"پورے کا پورا زرداد ملک۔۔۔ "اسنے جھکتے ہوئے اسکے شولڈر پہ سلگتے لب رکھے تو وہ لرزنے لگی۔۔

جبکہ اس کے الفاظ پہ دل تفاخر میں ڈوبنے لگا۔

"لیکن اپنا گفٹ میں اپنی مرضی سے لوں گا۔ "مزید کہتے ہوئے اس نے لب ہولے سے سرکاتے ہوئے کندھے سے نیچے کیے تو اس کی سانسیں تھمنے لگیں۔

"کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آج دلآویز ملک سے دلآویز کو چرا کے اس میں زرداد ملک کی محبت کے ان مٹ رنگ بھر دوں؟ "اسکی اجازت لیتی اس پر تپش سرگوشی پہ اسکی جان ہزار طوفانوں کی نظر ہوئی تھی۔

اس شخص کی قربت اس کی نازک جان پہ بہت بھاری تھی۔

Huria Malik Official

وہ اتنا قریب نہ آ کے بھی اسکی جان لبوں پہ لے آتا تھا اور آج تو پھر۔۔۔۔؟؟؟

وہ اسکی اجازت کا منتظر آج بھی اس کی قسم کی آزادی کے لیے کھڑا تھا جب اسنے بے تحاشہ جھجھکتے لرزتے اپنی بانہیں اسکے گلے میں حمائل کرتے اسکے سینے پہ سر ٹکا دیا۔

"آ۔۔۔آپ اپنی مرضی کا گفٹ لے سکتے ہیں۔" حیا آمیز لہجے میں کہتی وہ زور سے اپنی پلکیں میچ گئی۔

تو اسکی اس پیش قدمی پہ اسنے اسکے سر پہ لب رکھتے اسے زور سے بھینچا۔

اسے ہلکا سا علیحدہ کرتے وہ جھکا اور اس کی پہنی ہوئی ہلکی سی جیولری اتارنے لگا۔

"یہ وجود میرے لیے بہت قیمتی اور بے حد انمول ہے۔"

اس کے کان کی لو کو چومتے وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اس کے چہرے کے نقوش پہ اپنے سلگتے لب رکھنے لگا۔

Huria Malik Official

"جاناں میری طرف دیکھیں۔۔۔" اس نے ایک دفعہ پھر سے فرمائش کی تو اس نے بے حد ہمت جتاتے ہوئے ہوش کی وادیوں کو چھوتے ہوئے پہلی دفعہ اپنی ہیزل گرین آنکھیں اس کی بے حد خوبصورت گہری سیاہ آنکھوں میں ڈالی تو اس کا پورا وجود جیسے اک نظر پہ قربان ہوا تھا۔

اس نے اس کی فوراً ہی جھک جانے والی پلکوں کو چھوا تو اس کی آنکھیں اس لمس پہ سلگنے لگیں۔

پھر اس کے سرسراتے لبوں نے اس کے رخساروں کو معتبر کیا تو وہ لرزنے لگی۔۔

Huria Malik Official

رخساروں سے ہوتے لب جب اس کے ہونٹوں کے نزدیک پہنچے تو اس نے عادتاً اس کے ہونٹوں کے کنارے اپنی بیئرڈ رگڑتے ہوئے ہاتھ بڑھا کے اسکے دانتوں سے کچلتے لبوں کو انگوٹھے سے آزاد کرتے اسے ایسی نگاہوں سے دیکھا کہ وہ ہزار رنگوں میں نہانے لگی۔۔

اور پھر اگلے ہی لمحے وہ ہر قسم کے وعدے سے آزاد ہوتا جھکا اور پوری شدت و محبت سے اس کے کپکپاتے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لیتا اس کی سانسیں الجھانے لگا۔

Huria Malik Official

وہ اس قدر شدت سے اس کے ہونٹوں سے لپٹا ہوا تھا کہ

اسکے اندر تلک اسکی سانسوں کی مہک اترنے لگی۔۔

اس کے ہونٹوں کی گرفت اور مونچھوں کی چبھن نے اسے

اس پل میں ہی اس قدر بے حال کر دیا کہ اسنے اس کے

کندھے پہ دباو ڈالتے گویا کہ اسے رکنے کا اشارہ دیا ہو۔

لیکن اس کے سرخ ہونٹوں کا جام پیتے وہ تب پیچھے نہ ہٹا

لیکن جب اسے محسوس ہوا کہ اسکی بانہوں میں مقید وہ

حواس کھونے کو ہے تو وہ اس سے پیچھے ہٹتا سیدھا ہوا۔۔

Huria Malik Official

اس کے لمس سے نم ہوتے ہونٹوں کو اپنے دانتوں کی گرفت میں لیتا وہ گہری پرشوق تپش بھری نگاہوں سے اسکا سرخ ہوتا تپتا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔

جو بھیگے ہوئے لرزتے لبوں اور میچی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اسکے سینے پہ سر ٹکا گئی اور گہری سانسیں لیتی خود کو پرسکون کرنے لگی۔

جب وہ پھر سے اپنی تشنگی مٹانے کو اسکے کندھے پہ جھکنے لگا تو وہ بوکھلا اٹھی۔

Huria Malik Official

"ب۔۔۔بس۔۔۔کریں۔۔ابھی پلیز۔۔۔۔۔ "اس کی ایک ہی شدت بھری گستاخی پہ وہ بوکھلاتی بول اٹھی۔

حالانکہ وہ جانتی تھی اب اسکی پیش قدمی کی وجہ سے اس طغیانی کے سمندر پہ بندھ باندھنا اسکے بس کی بات نہ تھی نہ اس میں ہمت تھی۔۔

جب اس کے روکنے پہ وہ ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کرتا جیب میں ہاتھ ڈال کے کچھ نکالتا اس کے سامنے

Huria Malik Official

گھٹنوں کے بل بیٹھا تو وہ اپنے نیم عریاں سراپے کا سوچ کے کانپنے لگی۔

اگلے ہی لمحے ایک خوبصورت ویسٹ چین اپنی کمر کے گرد حائل ہوتی محسوس کرتی وہ اپنی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔

لیکن اگلے ہی لمحے جب وہ اس کے عریاں پیٹ پہ چمکتی ویسٹ چین پہ جھلکتا اس پہ اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑنے لگا تو وہ حیا کی شدت سے لڑکھڑائی۔

"زر۔۔۔زرداد۔۔۔نہیں۔۔۔"اس نے بے ساختہ اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے روکنا چاہا لیکن وہ اس کے

پہلووں پہ ہاتھ جمائے بے باک گستاخیوں کا مرتکب ٹھہرتا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔

اس کی مخدوش ہوتی حالت اور کانپتے وجود کو دیکھتے وہ جذبات کی شدت سے سرخ ہوتی آنکھوں سے سر اٹھا کے اس کا سرخ چہرہ دیکھتا اٹھا اور اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتا وہ اسکے کندھے پہ لگی ڈوریوں کو ہلکا سا کھینچنے لگا جب وہ اپنی سانس تک روک گئی۔

Huria Malik Official

اسنے اسکی جانب دیکھنے کہ کوشش کی جب اسنے آہستگی سے
ان ڈوریوں کو کھینچا تو اس کا شارٹ سا بلاوز ڈھلک کے اسکے
نشیب و فراز نمایاں کرنے لگا جسکی بناء پہ وہ اس سے نظریں
چراتی سرخ ہوتی جارہی تھی۔

یہ خوابناک سا ماحول دونوں کے دھڑکنوں کے سنگم سے
تال میل کرتا ایک پر فسوں سا منظر کھینچ رہا تھا۔
اس پہ مستزاد آویز کا دلکش سراپا زرداد کو بہکائے جا رہا تھا

Huria Malik Official

اسی سرشاری و خماری کے ہاتھوں بہکتے اسنے بکھری سی آویز

کواپنے بازؤوں میں اٹھایا اور بیڈ کی جانب بڑھا۔۔

اسکے بڑھتے قدموں سے اسکا دل اچھل کے حلق میں آن

ٹکا۔۔ اسنے اسکی شرٹ کو مضبوطی سے جھکڑا۔

آنے والے لمحات کا سوچ کے ہی اس کا دل کانپ اٹھا تھا

جبکہ وہ اسکی کھلی آنکھوں پہ لب رکھتا اسے مہرون بیڈ شیٹ

سے سجے اس نرم بیڈ پہ لٹا گیا۔

اور پھر اس کی بے ترتیب ساڑھی میں نمایاں ہوتے سراپے

کو بہکی اور مدہوش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے اپنی

Huria Malik Official

شرٹ اتار کے صوفے کی طرف اچھالی تو اس نے سرعت سے اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں پہ رکھے۔

"ایسی خطرناک اداؤں پہ کنٹرول کریں جاناں۔۔ابھی تو گزرے سالوں کا حساب سود سمیت لینا ہے اگر ان میں اداوں کا بھی حساب آیا تو آپ کی نازک جان مشکل میں پڑ جائے گی۔ "اس کے کندھے پہ اٹکے ساڑھی کے پلو سے کھیلتے ہوئے اس نے گھمبیر زو معنی سرگوشی کی جس پر اس کی دھڑکنوں نے وہ شور مچایا کہ سارا ماحول رقص کر اٹھا۔

Huria Malik Official

وہ جھکا اور اس کے دل کے مقام پہ لب رکھتا وہ اس کی

جان حلق میں اٹکا گیا

"پ۔۔پلیز۔۔۔۔" وہ گھٹے گھٹے سے لہجے میں بولی

تھی۔۔لیکن جب اسنے اس کی شیفون سے ساڑھی کا پلو

ایک جھٹکے سے سرکایا تو اپنی حالت پہ اسکی سانس تھمی۔۔

"ز۔۔زرداد۔۔۔مم۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"اسکی ڈوبتی

آواز ابھری کہ اس کیلیے اس خوابناک ماحول میں اس

Huria Malik Official

شاندار شخص کی ایسی جان لیوا قربت کو برداشت کرنا بے حد مشکل ترین کام تھا۔

"ریلیکس جاناں!صرف مجھے محسوس کریں۔۔ان لمحوں کو محسوس کریں کیونکہ یہ لمحے بہت انمول ہیں۔اتنے جتنوں کے بعد نصیب ہوئے ہیں۔"اس کے ماتھے کو چومنے کے بعد اسکے لبوں نے رخساروں پہ پھول کھلائے۔

"یہ وقت اس جنونیت و دیوانگی کے اظہار کا وقت ہے۔جسے آپ شاید کبھی اس طرح محسوس نہ کر سکیں لیکن آج آج

Huria Malik Official

کا رواں رواں اسے محسوس کرے گا۔ "اسنے اسکے بالوں میں انگلیاں پھنساتے اسکا چہرہ ہلکا سا اٹھاتے اسکے لرزتے لبوں اور لرزتی پلکوں کو دیکھتے کہا۔

"یہ لمحے میرے لیے بہت قیمتی ہیں کیونکہ ان لمحوں میں ہم دو نہیں یک جان ہو رہے ہیں۔ہماری دھڑکنیں ایک ہی تال پہ رقص کر رہی ہیں۔ "اس نے ہاتھ سرکاتے ہوئے اس کی دھڑکنوں کے بے ہنگم پن کو محسوس کیا تو وہ سر تا پا حیا سے جھنجھنا اٹھی۔

Huria Malik Official

میرا مدہوش ہونا جائز تھا۔۔۔

وہ سارا شراب جیسا تھا!!!!

یہ کہتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھایا اور لیمپ بجھاتا اسکی اوڑھ جھکا اور اس کی انگلیوں میں انگلیاں گھساتا وہ اسکی گردن پہ جھکا۔

Huria Malik Official

"میرے لیے میری زندگی کی سب سے قیمتی خوشی ہیں آپ۔ "اس کی انگلیوں پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے، اس کے شہہ رگ اور کندھوں کو اپنے لمس سے دہکاتے اس نے اس نے شدت کی انتہا کی تو اسکی آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھر آئی۔۔۔ اسکی شدتوں کے ساتھ اسکی سانسیں اور دھڑکنیں تیز اور مدہم ہو رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔

گہری ہوتی معنی خیز سانسوں کے شور کے ساتھ وہ اس کے بدن کے ہر راز کو کھوجتا اس کے وجود کو اپنے ہونٹوں کے لمس سے سراہتا اپنے ساتھ بہکائے جا رہا تھا۔

اس کی بڑھتی شدتوں پہ اس کے وجود کی کسمساہٹ زرداد کی تشنگی اور طلب میں مزید اضافہ کرتی آویز کو نڈھال کر رہی تھی۔

لیکن وہ اس کی بانہوں میں بکھری اس کی قربت محسوس کرتی رہی کہ وہ جانتی تھی کہ آج کے بعد یہ پل شاید اسے جینا ممکن نہ ہو سکیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Huria Malik Official

نیند میں کروٹ بدلتے ہوئے اس نے اس ملائم سے وجود کو اپنے سینے میں سمیٹنا چاہا جو گزشتہ رات اس کی بانہوں میں اس کی شدتوں سے نڈھال ہوا پڑا تھا۔

لیکن نیند میں ہی جب ہاتھ اس وجود تک رسائی نہ حاصل کر سکا تو اس نے اپنی گھنی مڑی ہوئی پلکوں کو حرکت دیتے ہوئے اپنی گزری رات کے خمار سے سرخ ہوتی سیاہ گہری آنکھیں وا کیں تو نظر سرخ ویلوٹ کی سلوٹ زدہ بیڈ شیٹ سے ٹکرائی۔

تو دل میں منہ زور جذبات کی ایک شدید لہر دوڑ اٹھی۔

Huria Malik Official

تبھی اس نے کروٹ بدلتے ہوئے کمرے میں طائرانہ نگاہ ڈالی لیکن خالی سوئیٹ روم اس کا منہ چڑا رہا تھا۔

خالی روم کو دیکھتے ہوئے وہ ایک بھرپور انگڑائی لیتا ہوا سیدھا ہوا تو نظر وال کلاک سے ٹکرائی جس پہ بجتے اڑھائی اس کے وجود سے نیند اور سرمستی کو لحظہ بھر کے لیے بھگا گئے۔

"میں اتنی دیر کیسے سوتا رہ گیا؟ "بڑبڑانے کے سے انداز میں کہتے ہوئے وہ بستر سے اٹھا اور اُس کی ایک نظر دیکھنے کے لیے پہلے واشروم کی طرف بڑھا۔

Huria Malik Official

وہ اس مہکتی ہوئی رات کی اس انمول صبح اس کے چہرے،

اس کی آنکھوں، اس کے وجود، اس کی مسکان اور اس کی

ہر ادا سے اس کی سرمستی محسوس کرنا چاہتا تھا۔

لیکن خالی واشروم اور خالی ٹیرس دیکھ کر اس کا دل جیسے

بھینچنے لگا تھا۔

وہ جلدی سے سینٹرل ٹیبل پہ رات کو اپنا رکھا گیا موبائل

اٹھانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ پورا وجود جیسے ٹھٹھک کے رہ

گیا۔

سفید لفافہ، سرخ قدرے مرجھائے ہوئے گجرے، سلور گھڑی، گولڈن پائل، بریسلٹ، ڈائمنڈ نیکلس اور ویسٹ چین میز پہ بے دردی سے پڑی اس کی نگاہ کو جھکڑ کے رہ گئیں۔

اس نے کسی انہونی کے تحت اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس لفافے کو اٹھانا چاہا جب صوفے پہ پڑی اس سیاہ سلک کی شرٹ پہ نظر پڑی جو اس نے رات کو اسے خود اپنے ہاتھوں سے پہنائی تھی۔

کمرے کی حالت اور اس کی غیر موجودگی اسے جو اشارہ دے رہی تھی۔اس کا دل وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

Huria Malik Official

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اس لفافے کو کھولنا شروع کیا تو کانوں میں اس کی مدھم سی آواز نے سرگوشی کی۔

"میں آپ سے اس سفر کے شروع ہونے کا تحفہ صبح مانگوں گی اور مجھے پتہ ہے کہ آپ انکار نہیں کریں گے۔"

سماعتوں سے ٹکراتی اس کی آواز کو جھٹکنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے اس لفافے کو کھولا۔

Huria Malik Official

"میں جانتی ہوں کہ جب آپ اس پیغام کو دیکھیں گے تو میں یہاں سے دور جا چکی ہوں لیکن آپ کی پہنچ سے دور نہیں۔ مگر آپ سے کہا تھا کہ آپ سے اپنا تحفہ صبح کے اجالے میں مانگوں گی تو مجھے تحفے میں آپ کی پہنچ سے دوری چاہیے۔ایسی دوری کہ اگر کبھی مجھے لگا کہ آپ نے مجھے ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے یا مجھ تک آنے کی کوشش کی ہے تو آپ کی قسم اسی دن جان دے دوں گی۔" سیاہ روشنائی سے لکھے یہ چند الفاظ اس چھتیس سالہ مرد کی پوری ہستی کو ہلا کے رکھ گئے تھے۔

آخری چند الفاظ پڑھتے ہوئے وہ صفحہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا اور اگلے ہی لمحے وہ بھی گھٹنوں کے بل نیچے گرتا ایک نظر اس سجے سنوری کمرے کو دیکھتا اگلے ہی پل چیخ اٹھا۔

"دلآویز۔۔۔۔۔ "!!!اس کی پکار میں چھپا کرچی کرچی ہوتا مان اور تکلیف درودیوار کو لرزا کے رکھ گیا۔

اگلی صبح بہت روشن اور بہت سے خوش کن رنگوں سے سجی ہوئی تھی۔

Huria Malik Official

اسنے کروٹ بدلتے دھیمی سی آنکھیں کھولتے ماحول دیکھنا چاہا لیکن پھر نیند کے ہاتھوں مجبور ہوتی دوبارہ پلکیں موند گئی۔

اسکی نیند تب بھک سے اڑی جب اسنے اپنی گردن پہ وہی سلگتا لمس محسوس کیا جس نے اسے ساری رات اپنے حصار میں سلگائے رکھا تھا۔

اسنے آنکھیں کھولتے دیکھنا چاہا تو اسے خود پہ جھکا مگن پایا تھا۔۔

Huria Malik Official

اسے خود پہ جھکا دیکھ کر اس نے جلدی سے اٹھنا چاہا جب وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا اسے واپس لٹا گیا۔۔۔

"لیٹی رہو ابھی۔ "اسنے اسکے دلکش رنگوں سے سجے شرم سے لپٹے چہرے پہ نگاہ ڈالتے ہوئے کہا اور ایک دفعہ پھر سے اس کی گردن کو نشانہ بنانا چاہا جب وہ اسے فوراً تھامتی خود میں سمٹتی اٹھی ہی تھی وہ اسکا بازو تھامتے اسکی پشت سینے سے لگا چکا تھا۔

"اونہوں یہیں رہو فی الحال۔ "اسنے چہرہ اسکے بالوں میں چھپاتے کہا۔

Huria Malik Official

'ن۔۔ نہیں پلیز۔۔۔بہت ٹائم ہو چکا ہے.۔۔نیچے سب پتہ نہیں کیا سوچ رہے ہوں گے۔ "اسے سوچ سوچ کے شرم آ رہی تھی۔

"کچھ نہیں سوچتے یار۔۔۔اماں کل پوتے کی فرمائش کر رہی تھیں اس لیے وہ سمجھ جائیں گی ہم کیوں لیٹ ہیں۔ "بے نیازی سے کہتے ہوئے اس نے اس کے کندھے کو چوما تو وہ خود میں سمٹی۔

Huria Malik Official

"پلیز۔۔۔ "اس نے التجائیہ انداز میں کہا تو وہ گہری سانس بھرتا اپنی گرفت ڈھیلی کر گیا تو وہ تیزی سے اٹھ کے اپنے لیے کپڑے نکالنے لگی۔

"آو مل کے شاور لے کر نیچے جاتے ہیں۔ "اس نے شرارت سے کہتے لب دبائے۔

جب وہ شرم سے دہری ہوتی بوکھلائی تھی۔

"استغفر اللہ..۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ "وہ تیزی سے کہتی کپڑے لیتی فوراً واشروم میں بھاگی تو عمر کے بلند قہقہے نے اس کا پیچھا کیا۔

Huria Malik Official

--

جب تک وہ شاور لیکر نکلی وہ موبائل پہ مصروف اپنی کالز اور میسجز چیک کرنے لگا۔۔۔ اسکی مصروفیت کو دیکھتے اسنے تشکر کا سانس لیتے تولیے سے بال آزاد کرتے برش اٹھایا ہی تھا کہ پیچھے کھڑے عمر کو دیکھ کر اس کے گلے میں گلٹی سی ابھر کے معدوم ہوئی تھی۔

جس کی نگاہیں اسکے شبنم کے قطروں سے سجے چہرے پہ مرکوز تھیں۔۔۔۔۔بھیگی زلفوں کے جھرمٹ میں اسکا بھیگا سا چہرہ اسکی توجہ سمیٹ گیا۔

وہ آگے بڑھا اور اسکے بال ہولے سے مٹھی میں قید کرتا وہ ان میں اپنا چہرہ چھپانے لگا۔

"میرا جان لیوا نشہ بنتی جا رہی ہو تم۔۔۔"

اسکی جان لیوا سرگوشیاں اور پر تپش قربت اسکی سانسیں اکھاڑنے لگی۔۔۔

Huria Malik Official

وہ تو اسکی رات کی جنوں خیزیوں سے گھبرائی ہوئی تھی ابھی پھر سے اسی قربت کا احساس اسے دہکا سا گیا۔

اس کے گیلے بال ہولے سے دائیں کندھے پہ ڈالتا وہ جھکا اور دانتوں کی مدد سے اس کی شرٹ پہ لگی زپ کو کھسکانے لگا۔

"عمر۔۔یہ ک۔۔۔کیا کر رہے ہیں؟؟ "اس نے بوکھلاتے ہوئے استفسار کیا لیکن اس کے گرم ہونٹوں کا لمس اپنی

Huria Malik Official

ٹھنڈی کمر پہ محسوس کرتی وہ زور سے ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے مضبوطی سے تھام گئی۔

"پ۔۔پیچھے ہٹیں۔۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ اس قدر بے شرم ہیں۔۔۔۔" صبح صبح اس کی اس قدر بے باک حرکت اس کے حواس معطل کر گئی تھی۔

"میں تمہارے ساتھ کس قدر بے شرم ہو سکتا ہوں یہ تمہیں ابھی بھی پتہ نہیں ہے۔" بے باک سے بھرپور لہجے

Huria Malik Official

میں کہتے ہوئے وہ ہاتھوں اور لبوں سے شدید گستاخی کرتا
اسے اچھلنے پہ مجبور کر گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسکے مزید ستارے گردش میں لاتا
دروازے پہ ہوئی دستک پہ اسنے شکر کا سانس خارج کیا جبکہ
عمر نے ناگواری سے دروازے کو دیکھا اور اس کی زپ
دانتوں سے بند کرتا اس کی پچھلی گردن کو چومتا واشروم کی
جانب بڑھ گیا۔

Huria Malik Official

سوئیٹ روم سے نکلنے کے بعد وہ طیش زدہ انداز میں مشتعل ہوتا ہمدانی ہاوس گیا۔۔۔

گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے بنا دیکھے بنا کسی تردد کے اپنی فتح کا جشن مناتے بیٹھے جبار ہمدانی کو گریبان سے پکڑا تو اس کی آمد سے بے خبر وہ اس افتاد پہ بول بھی نہ سکا کہ وہ اسے تھامتا اس کا سر تابڑ توڑ دیوار پہ مارتا چلا گیا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہراس کرنے کی۔۔میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔میں تمہیں مہلت دے رہا تھا

Huria Malik Official

لیکن آج میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔ "

وحشت زدہ انداز میں کہتے ہوئے وہ اس کو مارے جا رہا تھا۔

جب شوہر کا لہولہان ہوتا وجود دیکھ کر غزالہ بیگم چیختی ہوئی آگے بڑھی تو زرداد نے رکھ کے الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسے بھی رسید کیا تو وہ دور جا گری۔

"عورت کے نام پہ دھبہ ہو تم۔۔اپنے ہی بھائی بھابھی کی جان لینے کے بعد ان کی بیٹی کے ساتھ یہ سب کرتے ایک دفعہ بھی تمہیں خوفِ خدا نہیں آیا تھا۔ "وہ اس کی طرف دیکھتا غصے سے پھنکارا تو کینیڈا جانے کے لیے اپنی پیکنگ

Huria Malik Official

کرتی فصیحہ بیگم باہر سے آتے اس شور کی آواز پہ جلدی سے باہر آئی جہاں اس کا بیٹا وحشی انداز میں جبار کو زدوکوب کر رہا تھا۔

وہ پل میں سمجھ گئی تھیں کہ یہ جنون آخر کس وجہ سے امڈ آیا تھا لیکن پھر بھی وہ اسے قاتل نہیں بنتے دیکھنا چاہتی تھیں۔

"زرداد۔۔۔" انہوں نے زور سے اسے پکارا تو اس نے پلٹ کے خونخوار نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا۔

Huria Malik Official

"آپ بیچ میں مت آئیے گا۔ "اس نے وحشت زدہ لہجے میں انہیں وارن کیا۔

"میں بیچ میں نہیں آتی لیکن اس کے گندے خون سے اپنے ہاتھ مت رنگو۔۔۔ تمہیں دلآویز کی قسم۔۔۔۔ "انہوں نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے جبار کو مارتے ہاتھ تھمے اور پھر نے زور سے دانت پیستے اس کا سر دیوار کے ساتھ دے مارا اور خود لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے باہر نکل گیا۔

آنے والے چند ہی دنوں میں جہاں مکمل ثبوتوں و شواہد کے ساتھ جبار ہمدانی اور غزالہ بیگم کو شہروز ملک اور عصمہ ملک)جنہیں وہ ان کے سب جان لینے کے بعد اسی دن ایکسیڈینٹ سے مروا کے آویز کے سامنے ان کے زندہ ہونے کا ڈرامہ کرتے ہوئے (کا قاتل قرار دیتے، ان کی جائیداد ہڑپنے کی کوشش میں غزالہ بیگم کو عمر قید با مشقت کی سزا سنائی دی گئی تھی جبکہ جبار ہمدانی کو سزائے موت سنائی گئی تھی۔

Huria Malik Official

مجرم اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے لیکن ملک مینشن کے دلآویز کی اچانک گمشدگی پہ لب بستہ تھے کہ زرداد کا کہنا تھا کہ وہ جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔

مگر وہ ابھی یہاں نہیں آنا چاہتی اس لیے سب چپ سے ہو گئے کیونکہ پچھلے کچھ دنوں سے اس کے جنون اور غصے کو دیکھ کر سب کسی حد تک بات کو سمجھ چکے تھے۔

جبکہ دوسری جانب جبار ہمدانی کو سزا سنانے سے پہلے ہی کینیڈا چلی گئی تھیں۔

--

ایک سال بعد:

اپنے موبائل کی روشن سکرین پہ جھلملاتی ایک نومولود خوبصورت سے بچے کی تصویر کو سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھتا وہ اس کے نقوش کو چھوتا جیسے انہیں محسوس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آئم۔۔۔ اِآئم سوری زرداد۔۔۔ آئم ریئلی سوری۔۔۔میں آپ کو کھو دینے کے خیال سے ڈر گئی تھی۔۔۔میرے لیے

آپ سے دور رہنا مشکل تھا لیکن آپ کا ہمیشہ کے لیے کھو جانا ناممکن۔۔۔میں نے مشکل کو چن لیا لیکن۔۔۔لیکن یہ مشکل بھی میرے لیے سوہانِ روح بن گئی ہے۔آ۔۔آ جائیں پلیز۔۔۔میں اور آپ کا بیٹا آپ کے منتظر ہیں۔ "کچھ پکاریں جان گسل ہوتی ہیں۔

اور اس لمحے دلآویز ملک کی پکار بھی اسے ایسے ہی محسوس ہو رہی تھی۔

دلآویز کے جانے کے بعد جب فصیحہ بیگم اپنا بزنس کینیڈا شفٹ کرنے کے بعد خاموشی سے ملک چھوڑ گئیں تو اسے اسی لمحے یقین ہو گیا کہ دلآویز کی مدد کرنے والی وہی ہیں۔

پہلے تو اسے ان پر شدید غصہ آیا لیکن جب اسے پتہ چلا کہ وہ دلآویز کے لیے اس کی حفاظت کے لیے اس کے ساتھ رہنے کے لیے ساتھ گئی ہیں تو ان کے اس عمل پہ وہ چپ سا ہو گیا تھا۔

دلآویز کے جانے کے ایک مہینے بعد اسے فصیحہ بیگم کے ان ناون نمبر سے اس کی پریگنینسی کی خبر ملی جو اس نے مینشن کے مکینوں کو بھی سنائی دی۔۔۔

Huria Malik Official

لیکن وہ اس سے ملنے نہ گیا کہ وہ ایک دفعہ پھر سے اس کی قسم کا پابند ہو چکا تھا۔۔۔

جس رات اسے آویز کی ڈیلیوری کی خبر ملی وہ رات اس کے لیے بے حد کٹھن تھی۔

کینیڈا میں موجود ہونے کے باوجود ہاسپٹل میں کھڑے اس کی دعا کے لیے دعا کرنے کے بعد وہ ایک جھلک اپنے بیٹے کی دیکھنے کے بعد جیسے خاموشی سے آیا ویسی ہی خاموشی کے ساتھ فصیحہ بیگم کو چپ رہنے کا بول کے لوٹ آیا تھا۔

Huria Malik Official

مگر دلآویز جو اس سارے دورانیے میں فصیحہ بیگم سے ساری حقیقت اور جبار ہمدانی کا انجام جاننے کے بعد پچھتاووں کا شکار ہوتے اسے پکارنے کی ہمت نہ جتا سکی تھی۔

لیکن جب زبرج ملک پیدا ہوا تو دلآویز کی حالت زرداد کے بغیر ابتر ہونے لگی تو فصیحہ بیگم نے کہا۔

"پچھتاووں کے سہارے میری طرح زندگی مت گزارو۔۔اپنے اور اپنے بیٹے کے لیے ہر خوف، ہر پچھتاوے کو کچل کے اسے پکار لو جو تمہاری پکار کا منتظر ہے۔" ان کے سمجھانے پر اس نے خود میں ڈھیروں ہمت جتاتے

ہوئے زبرج کی پیدائش کے ڈیڑھ مہینے بعد اسے میسج کیا اور اپنی ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا۔

"عمر! آج کے بعد آپ میرے لیے ایسے ڈریسز لے کے آئے تو میں تائی اماں کو بتا دوں گی۔" ایک دفعہ پھر سے باڈی کون بے باک سا ڈریس موصول ہوتے ہی وہ جھنجھلاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی جو شاور لینے کے بعد اب سکون سے خود پہ پرفیوم انڈیلتا مرر سے نظر آتے اس کے دلکش عکس کو دیکھ رہا تھا۔

Huria Malik Official

"خود ہی تو کہا تھا کہ اشعر اور آئرہ کی شادی کے لیے کپڑے چاہیے۔"اس نے فوراً بے نیازی سے جواب دیا۔

اشعر کا رشتہ رشتہ والی کے بتانے پہ لے جانے والے وجدان صاحب اس وقت حیران رہ گئے جب اس نے آئرہ سے شادی کرنے کی فرمائش کی تھی۔

اور یہ فرمائش اس نے شاید ابھی بھی نہیں کرنی تھی لیکن کوثر پھپھو کا اچانک راضی ہو کے پھر سے نثار صاحب کے گھر چکر لگانا اسے کھٹکا گیا تبھی اس نے جلدی سے اپنا عندیہ پیش کر دیا۔

Huria Malik Official

جسے فوراً قبول کر لیا گیا تھا کیونکہ باسم کی حقیقت کھلنے پہ شرمندہ ہوتے نثار صاحب کا رویہ اپنی بیٹیوں اور بیوی سے بہت بہتر ہو چکا تھا۔

اب کچھ دنوں تک اشعر اور آئرہ کی شادی متوقع تھی جس کے لیے زھرہ نے اس کے ساتھ شاپنگ پہ جانے سے توبہ کرتے ہوئے اسے ہی اپنے لیے خریداری کرنے کو کہا لیکن ہر مہینے اس کے لیے سپیشل ڈریسز لے کر آنے والا عمر اس وقت بھی اسے زچ کر گیا تھا۔

Huria Malik Official

"تو کیا میں یہ کپڑے ان کی شادی پہ پہنوں گی؟ "اس نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"یہ کپڑے تم ابھی میرے لیے پہنو گی۔ "اس نے مرر کے سامنے سے ہٹتے ہوئے سکون سے کہتے اسے بے سکون کیا تھا۔

"نہیں۔۔۔ "اس نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

Huria Malik Official

"میں خود پہنا دوں؟ "اس نے بے باکی سے ایک خفیف سا اشارہ دیا تو اس کا پورا وجود سر تا پا حیا سے جھنجھنا اٹھا تھا۔

"اتنے سال باہر اشعر بھائی رہے ہیں لیکن بے شرمی کے رنگ آپ پہ گہرے ہیں۔ "وہ اس کی بے باکیوں سے خائف ہوتی بولی کیونکہ وہ اس کا دوپٹہ اس کی گردن سے نکال کے دور اچھالتا اسے اپنے لمس سے مہکانے لگا۔

Huria Malik Official

"اور مجھے اس رنگ میں رنگنے پہ مجبور کون کرتا ہے؟ "اس کی گردن سے نیچے سرکتا وہ گہرے لہجے میں بولتا اسے مشکبور سا کر گیا۔

"پلیز۔۔۔ "اس کی بے باک گستاخیوں پہ وہ سٹپٹائی تھی۔

"اتنا پلیز پلیز کرتی ہو کہ اس پلیز پلیز پہ میرا دل اور بہکنے لگتا ہے۔ "اس کی ٹھوڑی کو اپنے لبوں میں بھرتا وہ بہکتی آواز میں بولا تو وہ جلدی سے پیچھے ہٹی۔

Huria Malik Official

"ابھی ہوش میں رہیں پلیز۔۔۔تائی اماں ابھی حورب کو لے کے آتی ہوں گی۔۔ "اس نے جلدی سے اسے ان کی بیٹی کا حوالہ دیا۔

"اس کے آنے تک میں ان نرماہٹوں کو محسوس کر سکتا ہوں۔ "اس کی مزاحمت کو ٹالتا وہ اس کے دونوں ہاتھ اپنی گردن کے گرد حائل کرتا ہوا وہ پیچھے کی طرف بیڈ پہ گرا تو وہ اس کے ساتھ اس کے سینے پہ جا گری۔

Huria Malik Official

"کبھی مجھ پہ بھی مہربان ہو جایا کریں مسز عمر۔۔۔" اپنے ہاتھ اس کی کمر کے خم پہ سرکاتے وہ گہری گستاخیاں کرتا بھاری لہجے میں بولا تو وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی گردن پہ جھکی اور بے خودی سے اس نشان پہ اپنے ہونٹ رکھتی چلی گئی۔

اس کی اس حرکت پہ سرشار ہوتا عمر اس کو زور سے بھینچتا کروٹ بدل کے اس پہ حاوی ہوا تو وہ اس کے تیور دیکھتی وہ بوکھلائی۔

Huria Malik Official

"عمر ابھی حورب۔۔۔۔۔ "اس کے اگلے الفاظ عمر کے ہونٹوں کی مضبوط گرفت میں دم توڑ گئے تھے جبکہ اس کے ہاتھ اب بیتابی سے اس کی شرٹ کندھوں سے کھسکاتے لمحوں کی ذومعنویت میں اضافہ کرتے چلے گئے۔

اس کی بے وقت کی منمانیوں کو برداشت کرتی زھرہ اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھاتی اس کی شدت براداشت کرتی اپنی زندگی کے ہر آنے والے حسین لمحے پر رب کی شکر گزار تھی۔

جس نے اس کی زندگی کو بھی انہی رنگوں سے بھر دیا جن کی وہ طالب تھی۔

Huria Malik Official

کینیڈا کی ہواؤں میں خنکی مزید بڑھنے لگی تھی ایسے میں اس کی آمد کی منتظر دلآویز سرخ کھلی سی جرسی کے ساتھ سیاہ بیگی ٹراوزر پہنے سر پہ اونی ٹوپی چڑھائے زبرج کو گود میں لیے فیڈ کروا رہی تھی۔

جب کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلنے پر اس نے جیسے ہی نظر اٹھائی تو نظر ساکت رہ گئی۔

Huria Malik Official

کیونکہ سامنے ہی وہ سیاہ پینٹ کے ساتھ، سیاہ ہائی نیک جرسی اور سیاہ گرم کوٹ پہنے اس کو یک ٹک دیکھتا اسے زندگی کی ضمانت دے گیا۔

"زرداد "!وہ سرگوشی نما آواز میں کہتی اپنی جگہ سے اٹھنے لگی جب اس کی گود میں اپنی بھوک مٹاتا اس کا بیٹا اس مداخلت پہ کسمسایا تو وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔

اگلے ہی لمحے اس کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پہ آن سمٹا اور وہ فوراً چہرے کا رخ موڑتی اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔

Huria Malik Official

اس کے ساتھ سامنے کا سوچتے ہوئے اس کو کبھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ وہ اس حالت میں اس کے سامنے آئے گی۔۔

اس کے رخ بدلنے پہ زرداد کا ٹرانس ٹوٹا اور وہ گہری سانس خارج کرتا لانگ کوٹ اتار کے دروازے کے نزدیک پڑی کرسی پہ اچھالتا اس کی طرف بڑھا تھا۔

اس کے بڑھتے قدموں کی آہٹ پہ اس کا دل کمزور ہوا اور آنسو ایک ترتیب سے اس کی آنکھوں سے بہتے اس کے رخسار بھگونے لگے۔

Huria Malik Official

وہ قدم قدم چلتا ہوا آگے بڑھا اور بے حد آہستگی سے اس کے پیچھے بیٹھتا وہ اسے اپنی بانہوں کے حصار میں قید کرتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپانے لگا۔

"اپنی آنکھوں پہ یہ ظلم مت ڈھایا کریں جاناں۔۔مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" اس کی بھاری سرگوشی پہ وہ مزید پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی تو زرداد نے سر اٹھا کے اس کے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھا اور پھر اٹھا۔

اس کی گود سے غنودگی میں جاتے زبرج کو اٹھایا، اسے پیار کیا اور پھر کریب میں ڈال دیا۔

بیٹے کو لٹانے کے بعد وہ اس کی طرف آیا جس نے روتے ہوئے ابھی تک اپنی شرٹ ٹھیک نہیں کی تھی۔

"یوں مت روئیں مجھے تکلیف ہوتی ہے۔مجھے آپ کے آنسوؤں، آپ کی معافی یا آپ کے کسی پچھتاوے کی ضرورت نہیں ہے جاناں۔میرے لیے ضروری آپ کی پکار تھی جو آپ نے دے دی ہے۔ "اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتا محبت سے بولتا اس کی آنکھیں پھر سے بھرا گیا۔ لیکن اب کی بار ان آنسوؤں کے بہنے سے قبل ہی وہ جھکا اور اس کے سارے آنسو اپنے حلق میں اتارتا چلا گیا۔

Huria Malik Official

جبکہ اس کی جرسی پہ اپنے گرفت قائم کرتی آویز اس کے لمس پہ پرسکون ہوتی بنا کسی مزاحمت کے بیٹھی رہی۔

"جو گزر گیا اس وقت پہ رونا اذیت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔اس وقت اس لمحے کی بات کریں جب ہم ایک ساتھ ہیں۔ "اس کی متورم پلکوں کو ایک بار پھر سے چومتے ہوئے وہ اس کے گالوں کی نمی چرانے لگا تو اس کے گال سرخ پڑنے لگے۔

Huria Malik Official

"آ۔۔۔آپ زبرج سے ملے؟ "اس کا لمس جب شدت پکڑنے لگا تو اس نے بے ساختہ اسے پکارا حالانکہ وہ اسے زبرج کو گلے لگاتے اور پیار کرتے دیکھ چکی تھی۔

"اس وقت میں صرف زبرج کی ماں کو ملنا چاہتا ہوں۔ " محبت سے کہتے ہوئے وہ اس کی بے ترتیب شرٹ کے اندر اپنے ہاتھ کرتا اس کے وجود کی نرمیوں کو محسوس کرتا اپنی پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پہ جھکا اور گئے برس کی تشنگی و پیاس مٹانے لگا۔

اس کے لمس کی شدت اور ہاتھ کی سرسراہٹ اپنے وجود پر محسوس کرتی وہ لرزتے وجود کے ساتھ بنا کسی مزاحمت کے اس کے حصار میں مقید تھی۔

اس کے ہونٹوں کو بار بار چومتا ہوا وہ اب کی بار اس کی گردن پہ جھکا اور اس پر اپنے ہونٹوں کی مہر قائم کرتا وہ اسے باور کروانے لگا کہ اس کی اب کی بار کی دوری اس پہ کس قدر بھاری گزری تھی۔

Huria Malik Official

اس کی گردن کو چومتے ہوئے اس نے ہولے سے پیچھے کی جانب دھکیلا تو وہ بیڈ پہ آڑھی ترچھی سے ڈھے سی گئی۔

پر تپش مخمور آنکھوں سے اس کی لمحوں میں بے حال ہوتی حالت کو دیکھتا اپنی جیب سے ویسٹ چین نکالتا اس کی شرٹ مزید اوپر کرتا اس کی کمر میں پہنانے لگا تو اس کے وجود میں خون کی گردش مزید تیز ہونے لگی۔

"زرداد۔۔۔" اگلے ہی لمحے اس چین پہ اس کے بے لگام ہونٹوں کا لمس اسے مچلنے پہ مجبور کر گیا تو اس نے بے

ساختہ اس کی ہاتھ اپنی گردن میں الجھاتے خود کو مزید اس پہ جھکاتے شرارت کی انتہا کرنے لگا۔

"آہہہ۔۔۔پلیز زرداد۔۔۔ "زور سے اپنے ہاتھ اس کی گردن میں پیوست کرتی وہ مدہوش سی آواز میں بولی تھی کہ وہ اس کے وجود کو اپنے لمس سے رنگتا اسے بہکا رہا تھا۔

"زر۔۔۔وہ۔۔۔باہر آپ کی مم۔۔ "اس کے دست و لب کی گستاخیاں جب برداشت سے باہر ہونے لگی تو اس نے اس کا دھیان بھٹکانا چاہا۔

"ششش ڈونٹ موو !وہ باہر اپنے شوہر سے مذاکرات کرتیں ان کے ساتھ جانے کی تیار کر رہی ہیں اور آپ میرے ساتھ چلنے کی تیاری کریں گی کچھ دیر بعد نہا دھو کے۔۔کیونکہ بہرام انابیہ اور شاہ ویز مہرماہ کی شادی آپ کی وجہ سے رکی ہوئی ہے۔"اس کی شرٹ کو اس کے بدن سے الگ کرتا وہ بھاری لہجے میں بولا تو وہ الجھی۔

Huria Malik Official

"کیا مطلب، آپ کی مما بابا ساتھ جا رہی ہیں؟ "اس نے اسے شرٹ اتارنے سے باز رکھتے ہوئے بے تابی سے سوال کیا تو اس نے آہستگی سے سر ہلایا۔

کیونکہ ان کی بے رنگ زندگی کو دیکھتے ہوئے صفدر صاحب نے سب سے مشورہ کر کے انہیں مینشن لے جانے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ وہ اپنی کیے کی سزا تیس سالوں سے بھگت رہی تھیں۔

جبکہ زرداد نے اس فیصلے پہ کوئی ردِ عمل نہ دیا تھا مگر اس کا دل اس فیصلے سے مطمئن ضرور ہوا تھا۔

Huria Malik Official

"اب کچھ دیر کے لیے ہر بات کو فراموش کر کے ان لمحوں کو محسوس کریں۔۔۔وہ ہمارے اتنے اچھے لمحوں کے ضیاع کے بعد ہمیں ملے ہیں۔ "اسے پھر سے بولنے کو پر تولتے دیکھ کر اس نے آہستگی سے کہتے کمرے کی لائٹس مدہم کرتے ہوئے اپنی جرسی اتار کے پرے اچھالی تو وہ زور سے آنکھیں میچتی اپنے بازو اس کی کمر کے گرد حائل کر گئی۔

"آئی لو یو زرداد۔۔۔آئی ریئلی لوز یو۔۔۔۔بہت شکریہ میرا بن کے رہنے کے لیے اور مجھے دنیا کی سب سے خوش قسمت اور خوش ناز عورت بنانے کے لیے۔ "اس کی بیئرڈ

کو چومتے ہوئے وہ کھلے لفظوں میں اپنی فیلنگز کا اظہار کرتی اس کے رگِ جان کو سرور اور خوشی سے بھر گئی۔

اسی سرور اور خوشی سے بہکتے ہوئے وہ اپنے اور اس کے بیچ کے ہر فاصلے کو ختم کرتا اسے اپنے سنگ جذبات کی شوریدگی میں بہانے لگا۔

جبکہ اس کی شدتوں سے اس میں سمٹتی آویز اپنی بھاری سانسوں پہ قابو پاتی زور سے اس کی گردن کے گرد بازو حائل کرتی آنکھیں میچ گئی۔

-

Huria Malik Official

کچھ گھنٹوں کے بعد مسٹر اور مسز صفدر خوش اور مطئن چہرے لیے ایئرپورٹ پہ کھڑے اپنے بیٹے اور بہو کے جگمگاتے چہروں کو دیکھ رہے تھے جو اپنے بیٹے سے کھیلتے ہوئے اپنوں کے بیچ جا رہے تھے۔

جہاں بجتی شہنائیاں ان کے آنے کا سن کا مزید دو آتشہ ہونے لگیں کہ ان کی خوشیوں اور محبت بھری زندگی کے لیے تو ہر لب محوِ دعا گو تھا۔

اور اب وہ اپنی اسی زندگی کو اپنے اپنوں کے سنگ گزارنے کے لیے 'ملک مینشن' کی طرف محوِ پرواز تھے۔

ختم شد۔۔۔۔۔

Huria Malik Official